بدر الکبریٰ

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ

از رشحاتِ قلم

خطیبِ اہلسنت حضرت مولانا
محمد صدیق نقشبندی ملتان

ناشر مکتبہ صدق و صفا مدرسہ انوار الابرار بیرون دہلی گیٹ ملتان

472
799
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو ★ اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

799

بدر الکبریٰ

از رشحاتِ قلم

خطیب اہلسنّت حضرت مولانا محمد صدیق صاحب نقشبندی ملتان

ملنے کا پتہ

ناشر مکتبہ صدق و صفا مدرسہ انوار الابرار بیرون دہلی گیٹ ملتان

(نوائے وقت پرنٹرز لمیٹڈ لاہور)

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

53543

فضائے بدر کو اک آپ بیتی یاد ہے اب تک

یہ وادی نعرۂ توحید سے آباد ہے اب تک

پلٹ کر اسجگہ شیطان آیا ہی نہیں اب تک

فرشتوں کی زیارت گاہ ہے یہ سرزمیں اب تک

یہاں ہر صبح روشن پرتوِ خورشید ایماں سے

یہاں ہر شام رنگیں غازۂ خونِ شہیداں سے

شاہنامہ حفیظ جالندھری

نوٹ:۔ فہرست مضامین کتاب کے آخری صفحہ پہ ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

ماخذ

قرآن مجید	
کنز الایمان	از امامِ اہلسنت اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر کبیر	از امام رازی رح
تفسیر خازن	علامہ علاؤالدین رح
تفسیر ابن کثیر	علامہ ابن کثیر رح
تفسیراتِ احمد	از ملا جیون رح استاد حضرت اورنگ زیب عالمگیر
تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ نقشبندی پانی پتی
تفسیر معالم التنزیل	امام ابو محمد حسین بغوی
تفسیر نعیمی	حکیم الامت مفتی احمد یار خانصاحب رح
بخاری شریف	امام محمد بن اسماعیل بخاری
مسلم شریف	امام مسلم بن حجاج قشیری
ترمذی شریف	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
ابن ماجہ شریف	امام ابن ماجہ
مشکوٰۃ شریف	امام ابو محمد حسین بن مسعود
اشعۃ اللمعات	شیخ عبد الحق محدث دہلوی
سیرۃ حلبیہ	علامہ علی بن برہان الدین
مدارج النبوت	شیخ عبد الحق محدث دہلوی
معارج النبوت	علامہ ملا معین کاشفی

Marfat.com

دلائل النبوت	امام ابونعیم اصفہانی
الشفاء	علامہ قاضی عیاض مالکی
تاریخ الخلفاء	از علامہ جلال الدین سیوطی
شرح الصدور	" " " "
جذب القلوب	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
کبریت احمر	علامہ عبدالوہاب شعرانی
الابریز	سید احمد بن مبارک
الصواعق المحرقہ	علامہ ابن حجر مکی
الریاض النضرہ	ابوجعفر احمد الشہیر
تحفہ اثنا عشریہ	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
بہجۃ الاسرار	علامہ نورالدین
جلاء الافہام	علامہ ابن قیم
انفاس العارفین	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
نزہتہ المجالس	علامہ عبدالرحمن صفوری
اطیب البیان	صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی
الکلمۃ العلیا	" " " " "
ذکر جمیل	خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی
تقویت الایمان	مولانا محمد اسماعیل صاحب دہلوی
راہ عقیدت	علامہ اوکاڑوی
حدائق بخشش	از اعلحضرت
ذوق نعت	مولانا حسن رضا
شاہنامہ	حفیظ جالندھری

Marfat.com

تقریظات مشاہیر علماء اسلام و آراء مشائخ عظام

تقریظ

رئیس المحدثین یادگار سلف غزالی زماں رازی دوراں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ
مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہاولپور و مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین ۔

محترم مولانا محمد صدیق صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ اہل علم حضرات میں سنجیدہ پاکیزہ ذی استعداد عالم دین ہیں انہوں نے جہاد کے موضوع پر خاصی مبسوط کتاب تالیف فرمائی ہے بعض بعض مقامات کو دیکھا۔ موجودہ حالات میں یہ کتاب انشاء اللہ نہایت مفید ثابت ہوگی ۔ اس وقت ضرورت ہے ۔ کہ مسلمانوں کو ان کے اسلاف کرام کے مجاہدانہ کارناموں سے واقف کرایا جائے اور جہاد کی فضیلت اور ضرورت ان کے ذہن نشین کرائی جائے ۔ فقیر کی ناقص رائے میں اس مقصد کے لئے یہ کتاب ممد اور معاون ثابت ہوگی ۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس تالیف کو قبول عام کے شرف سے نوازے ۔

سید احمد سعید کاظمی

۲۱ رشعبان المعظم ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۲ را کتوبر ۱۹۷۱ء

تقریظ

رہبر شریعت پیر طریقت استاذ العلماء حضرت مولانا حامد علیخان صاحب ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ زیر نظر کتاب مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے مولانا خوش بیان منفرد اور پرجوش مبلغ اسلام ہیں ۔ اور درد اسلام سینہ میں رکھتے ہیں ۔ مدت سے لوگ ان کو ایک واعظ اور مبلغ کی حیثیت سے جانتے ہیں اور اس میدان میں مقبول اور اچھی شہرت رکھتے ہیں ۔ اب انہوں نے قلمی جہاد بھی شروع کر دیا ہے اور چونکہ وہ ابلاغ اسلام میں ایک مرد مجاہد کی سی شان رکھتے ہیں ۔ اس لئے انہوں نے سب سے پہلے* جہاد کا فریضہ جو عام طور پر عیش کوشی کی نذر

* جہاد کے موضوع پر قلم اٹھایا ۔

Marfat.com

ہو چکا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے وہ یاد آئے گا۔

دُعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ کتاب کو حسن قبول عطا فرمائے اور مولانا کی سعی مشکور ہو۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلے اللہ علیہ وسلم

احقر العباد

حامد علیخاں نقشبندی مجددی عفی عنہٗ

تقریظ

سحاب بدرار بحر ذخار محدث خبیر فقیہ بصیر استاذ العلما خطیب اسلام حضرت علامہ مولانا محمد شریف صاحب دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر العلوم ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

غزوات میں غزوہ بدر کو نہایت نمایاں مقام حاصل ہے یہی وہ پہلا غزوہ ہے جس میں غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عظیم فتح و نصرت عطا فرمائی اور اس غزوہ کے بعد سے کفار کی ہمت ٹوٹ گئی اور مسلمانوں کی جرأت کا سکہ پوری دنیا نے تسلیم کیا۔ غزوہ بدر کے موضوع پر اہل قلم نے اگرچہ بہت کتابیں تالیف کی ہیں۔ مگر زیر نظر کتاب میں حضرت علامہ مولانا محمد صدیق صاحب نقشبندی رضوی نے اس موضوع کو جس انداز میں بیان کیا ہے۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ واقعہ کے ضمن میں حضرت علامہ نے اختلافی مسائل کو نہایت مدلل طور پر واضح کیا ہے۔ تمام مسلمانوں کے لئے اکابرینِ اسلام کی سیرت کا مطالعہ نہایت ضروری ہے اس سے ایمان کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ زیرِ نظر کتاب "بدر الکبریٰ" کے اکثر مقامات فقیر کی نظر سے گزرے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب ہر مسلمان کے پاس ہونی چاہیئے اور فقیر کی دُعا ہے کہ مولیٰ کریم بجاہ حبیبہٖ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اسے قبول عام عطا فرماوے اور مسلمانوں کو ایسی پاکیزہ کتابوں کے پڑھنے کی توفیق دے۔ آمین

محمد شریف رضوی غفرلہٗ

صلہ۔ آپ ریڈیو پاکستان ملتان سے نعتاریہ اور درس قرآن نشر کرتے ہیں۔

Marfat.com

تقریظ

حضرت مولانا العلام ماہر علوم نقلیہ و عقلیہ و محقق احکام شرعیہ اصولیہ و فرعیہ
استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا سید محمد عبد اللہ شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم مدرسہ انوار الابرار بیرون دہلی گیٹ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔

اس فقیر نے اس کتاب "بدر الکبریٰ" کو متعدد مقامات سے دیکھا بحمدہ تعالےٰ و بفیض حبیبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حق و صواب پر مشتمل پایا الحمد للہ کہ فاضل قوم مدظلہ نے ہر مسئلہ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں با حوالہ ثابت فرمایا ہے جس سے اہلسنت و جماعت کی حقانیت ظاہر ہے اور مذاہب باطلہ کا بطلان آشکارا ہے، مولیٰ عزوجل اس کے مولف کو اجر جزیل اور ثواب جمیل عطا فرمائے ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور مذہب مہذب اہلسنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

آمین برحمتك یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔

فقیر سید محمد عبد اللہ شاہ رضوی

تقریظ

مفکر اسلام مجاہد ملت حضرت العلام مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی
ناظم دار العلوم جامعہ نعیمیہ لاہور

۷۸۶

باطل کے خلاف نبرد آزما ہونے اور حقانیت کی شمع ہدایت کو فروزاں رکھنے کی جدوجہد کو اسلام نے جہاد کا عنوان دیا ہے۔ اس لفظ کے مفہوم میں وہ کیفیت اور معنویت

Marfat.com

شامل ہے جس سے سننے والے میں غیر شعوری طور پر ایک خاص جذبہ اور ولولہ اُبھرتا ہے ۔ اسلام نے جہاد کو سنام الایمان قرار دیا ہے ۔ مسلمان بے شک جذبۂ جہاد سے سرشار تھے ان کی عظمت و سطوت اقوام عالم پر ثابت رہی ، عرصہ دراز سے مسلمانوں نے فریضہ جہاد سے انحراف کیا ہوا ہے ۔ جس کی وجہ سے آج مسلمان کی دنیا کے کسی گوشہ میں بھی وہ عزت اور قدر نہیں جو کبھی تھی ۔ دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کے لئے ایسے حالات پیدا کر دیئے ہیں کہ اہل اسلام علم جہاد لے کر ایک بار پھر میدان میں نکلیں اور دشمن کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اپنی شاندار تاریخ کو دہرائیں اور اپنے اسلاف کے نشانِ قدم پر چل کر اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کریں ۔ اسی فرض کی یاد دہانی کیلئے بخاطر حضرت فاضل شعلہ بیان علامہ محترم محمد صدیق صاحب نقشبندی خطیب جامع مسجد غوثیہ رضویہ اقبال نگر ملتان نے غزوہ بدر کا واقعہ اور اس میں صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کی بے مثال شجاعت اور بے نظیر استقامت کے تذکروں پر مشتمل کتاب مستطاب "بدر الکبریٰ" تالیف فرمائی ہے ۔ اپنے موضوع اور انداز بیان کے لحاظ سے یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس کا مطالعہ کرے اور مشاہیر اسلام کے کارہائے نمایاں کو مشعلِ راہ بنائے ۔

اللہ تعالےٰ مولانا موصوف کو جزائے خیر دے اور ان کی خدمت تالیف کو شرفِ قبولیت بخشے ۔ ہم عوام و خواص مسلمین کو اس کتاب سے بیش از بیش استفادے کا موقعہ عنایت فرمائے ۔

محمد حسین نعیمی

ناظم دار العلوم جامعہ نعیمیہ لاہور ۲ / ۱ / ۷۲

کتاب کے ملنے کے پتے

۱ ۔ نوری رضوی بک سٹور چوک جامع مسجد خانیوال ضلع ملتان ۔

۲ ۔ چشتی کتب خانہ جھنگ بازار لائل پور ۔

۳ ۔ حامدیہ رضویہ کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور ۔

Marfat.com

فلسفۂ جہاد

قرآن مجید کی نظر میں ہر وُہ کام جو اللہ کے لئے کیا جائے اُور اللہ کی راہ میں رو بہ عمل آئے اس کو جہاد فی سبیل اللہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے قرآن مجید ایسے صالحانہ انداز سے تجویز جہاد پیش کرتا ہے۔ جو عدل فطری کے عین مطابق ہے۔ فرقان حمید کا نظریہ جہاد کافر کا مہلک نہیں، بلکہ کافر کے افعال کافرانہ کے لئے مہلک ہے۔ قرآن مجید کا نظریہ سیات پوری انسانیت کے ساتھ حسن سلوک کا روادار ہے۔ پورے کا پورا قرآن انسانیت کا احترام کرتا ہے۔ وُہ بھائیوں کو بھائیوں کے سامنے، بیٹوں کو ماؤں کے سامنے اُور بھائیوں کو بہنوں کے سامنے اُور بہنوں کو بھائیوں کے سامنے مجروح اُور مقتول کی حیثیت دینے سے قطعاً گریزاں ہونے کی تعلیم دیتا ہے۔ وُہ جہاد فی سبیل اللہ میں مجاہد سے انسانی برادری کی بہنوں بیٹیوں اُور ماؤں بیمار ضعیف اُور مجبور لوگوں کی عافیت کا عہد لیتے ہوئے جہاد کی تلقین کرتا ہے اُور ناحق قدم بڑھانے سے سخت منع کرتا ہے۔ اُور جہاد میں پہل کرنے سے شدت کے ساتھ منع کرتا ہے اُور جہاد سے قبل استقامتِ نفس پر سخت ضابطے کی تعلیم دیتا ہے اُور نفسانی غیظ و غضب پر ضابطہ کرنے والے مجاہد کو جہادِ اکبر کا مجاہد قرار دیتا ہے اُور تلوار کے جہاد کو جہادِ اصغر سے تعبیر کرتا ہے۔

جو مجاہد خوف الہٰی سے اپنے نفسیات پر قابو نہیں پا سکتا اس کو تلوار اُور نوک خنجر سے کھیلنے کی اجازت نہیں مل سکتی وُہ جہادِ اصغر کے میدان میں نکلنے کا مجاز نہیں کیوں کہ شمشیر و سناں اُور اسلحۂ حرب سب کے سب کسی کی جان عزیز کا خون بہا سکتے ہیں اُور جس کا خون بہایا جاتا ہے وہ کسی کی امیدوں کا سہارا ہوتا ہے اسلام کسی کی امیدوں کو پامال کرنے نہیں آیا بلکہ وہ پروردگارِ عالم کی

Marfat.com

طرف سے انسانی امیدوں کی آبیاری کرنے آیا ہے۔ وُہ چمن انسانی کا باغبان بن کر آیا ہے باغبان قاتلِ چمن نہیں ہوتا البتہ باغبان کی ایک حالت یہ ہے کہ جب باغ کے اشجار بیمار ہو جائیں یا ان کی شاخیں آپس میں اسطرح الجھ جائیں کہ ان کی ذاتی نشو ونما کے لئے نقصان دہ ہوں تو وہ شاخ تراشی کرتا ہے یہ شاخ تراشی بظاہر سخت معلوم ہوتی ہے مگر درحقیقت وہ ان درختوں کے لئے مفید ہوتی ہے تاکہ اشجار صحیح طریقے سے پھولیں پھلیں اور منفعت عامہ کا باعث بنیں، قدرت بھی گاہے گاہے انسانی بے ہنگم پھیلاؤ کو روکنے کے لئے انسانی شاخ تراشی کرتی ہے۔

بظاہر یہ ہولناک منظر ہوتا ہے مگر درحقیقت انسانیت کو صحت مندانہ طریقے پر بار آور ہونے کا قدرتی طور پر موقع دیا جاتا ہے بعض دفعہ حادثات غیر انقلابی صورت میں ارضی و سماوی حادثات بن کر رونما ہوتے ہیں۔ اور یہ حادثات عین اس وقت ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جب انسان میں رحم و کرم عدل و انصاف خدمتِ انسانیت اور اظہارِ صداقت جیسی صلاحیتیں مفقود ہو جائیں اور وُہ محض جنگل کے ان درختوں کی طرح ہو جائے جو ذاتی منفعت کے لئے ارض و سما سے فائدہ اٹھا رہے ہوں، مگر دوسروں کے لئے پھل پھول کی صورت میں منافع بخش نہ ہوں اور ان کو کاٹ دیا جائے تاکہ ان کی جگہ وہ درخت اُگائے جائیں جو انسانیت کیلئے مفید اور منفعت بخش ہوں۔

بالکل اسی طرح جب انسان صرف نفس کے ہاتھوں سعادتوں سے محروم ہو جاتا ہے اور اس سے نیکیوں کا پھل پیدا ہونا بند ہو جاتا ہے وہ سراسر برائیوں کا پیکر بن کر صغائر اور کبائر کی آلودگیوں سے ملوث ہو جاتا ہے اور اس کی انسانیت ان برائیوں کی لپیٹ میں آجاتی ہے تو یہ جملہ آفات اس کو سمجھانے کے لئے براہین ربّانی کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں۔

۵۔ جہاندار داند جہاں داشتن - کسے را بہ بدن کسے کاشتن

قرآن مجید کی اسلامی تعلیمات اپنے مجاہدین کو تلقین کرتی ہیں کہ وُہ راہِ جہاد میں کسی وقت کسی لمحہ نفس کا شکار نہ ہونے پائے بعد ازاں اسکو طہارت بدنی کا حکم ملتا ہے۔ طہارت ظاہری اور طہارت بدنی کے ساتھ اسے آوازِ حق بلند کرنے کا حکم ملتا ہے۔ چونکہ ہر ناپاکی برائی ہے اور برائی اسلامی نقطہ نظر

Marfat.com

سے نقصان دہ ہے اس لئے انسان سب سے پہلے اپنی ذاتی برائیوں کو دور کرے پھر دوسرے لوگوں کی برائیوں کو دور کرنے کی کوشش کرے جو شخص اپنی ذاتی برائیوں سے جہاد نہیں کر سکتا وہ دوسروں کی برائیوں کو دور کرنے کا حق بھی نہیں رکھتا۔ جس کی اپنی ذات اپنا گھرانہ اور اپنا ماحول برائیوں سے پٹا پڑا ہو وہ دوسروں کی برائیوں کو کیوں کر دور کر سکتا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات میں جہاد ایک طرز تبلیغ ہے۔ قرآن حکیم نے اسکی بہت سی صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ جنہیں جہاد بالنفس، جہاد بالمال اور جہاد بالاولاد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ۔ (قرآن مجید)

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اپنے مال اور جانوں سے اور وہ لوگ جنہوں نے ٹھکانہ دیا (مہاجرین کو)، اور امداد کی ان کے بعض بعض کے دوست ہیں۔

اس آیت میں جہاد ترک وطن کے ساتھ اور جہاد بالمال، جہاد بالنفس کی صورت میں اور مہاجرین کی تائید کی صورت میں بیان کیا گیا۔ ترکِ وطن، جہاد بالمال، جہاد بالنفس اور جہاد بالاعانت سب کے سب نفسیات کے خلاف ہیں۔

دوسری جگہ اللہ کی راہ میں ترک وطن کرنے والے مال وجان سے جہاد کرنے والے مومنوں کو اللہ کے نزدیک بہت بڑے درجے والا قرار دیا گیا ہے اور ایسے مجاہدین کو کامیاب مغفرت یافتہ قرار دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ o یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ o خَالِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ط اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ o

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک مرتبے کے اعتبار سے بڑے ہیں۔ اور وہ لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا رب

انہیں ان کو بشارت دیتا ہے۔ اپنی طرف سے رحمت، خوشنودی اور ان باغوں کی جن میں دائمی نعمتیں ہوں گی۔ جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ بےشک اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔

Marfat.com

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ آوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ

ترجمہ :۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں ان کے لئے بخشش ہے۔ اور عزت کی روزی۔

ان کے علاوہ اس قسم کی قرآن مجید میں بہت سی آیات موجود ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاد اللہ کی راہ میں ہر اس نیکی کا حاصل کرنا ہے جو اپنے لئے اور دوسروں کے لئے نجات کا باعث ہو۔

اسلام خون انسانیت کا امین ہے جو کسی مسلم یا غیر مسلم کے ناحق خون بہنے پر اپنی عدالت میں مقدمہ کرتا ہے اور اپنوں اور پرایوں سے اس کا بدلہ لیتا ہے۔ خون بہا کا دستور اسلام نے پیش کیا۔ فدیہ، جزیہ غیر مسلم کو ریاست میں امن عامہ سے رکھنا، قیدیوں سے بیگار نہ لینا، بلا وجہ کسی کو نہ مارنا۔ پہل نہ کرنا وغیرہ اسلامی جہاد کے صحیح ہونے کی دلیل عظیم ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اگر مخالفین اسلام جنگ کرنے سے باز آجائیں تو ان کو ہلاک نہ کیا جائے بلکہ امان دی جائے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔ کہ اہل کفر جنگ میں صلح کے لئے ہاتھ بڑھائیں تو ان کے ساتھ صلح کرو اور اگر وہ اپنے وعدوں سے منحرف ہو جائیں تو ان کے ساتھ جہاد کرو تاکہ وہ غلط بیانی سے عوام کو دھوکا نہ دیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَیْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ ط

ترجمہ :۔ اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں تو کفر کے سرغنوں سے لڑو۔ بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں۔

اس طرح اسلامی جہاد جنگ کے میدان میں اخلاقی نوعیت اختیار کر لیتا ہے اور اس اخلاقی نوعیت کو اسلامی دفاع کہا گیا ہے۔ اسلام کی تعلیم جہاد یہ ہے کہ بغیر تربیت کے میدان جنگ

Marfat.com

میں جانے کی اجازت نہیں، دشمنوں کو کسی وقت کمزور تصوّر نہ کرو۔ اور منکرینِ حق کے مقابلے کے لئے پوری طرح اسلحہ اور ساز و سامان کے ساتھ تیار رہو جاؤ ہر زمانے کے مطابق سامان حرب و ضرب کے حاصل کرنے کی تعلیم قرآن مجید سے ثابت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ۔ (قرآن حکیم)

ترجمہ:۔ اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں۔ جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے۔

اس آیت میں ایک چھوٹے سے ہتھیار اور ذی جان سواری سے لیکر تمام برّی و بحری سواریوں کا ثبوت ملتا ہے۔ جن کے ساتھ جنگ لڑی جاسکتی ہے اور تمام فضائی طیاروں جنگی جہازوں ہائیڈروجن بم۔ ایٹم بم اور راکٹوں کا ثبوت بھی میسّر آجاتا ہے جو انسانی گرفت میں آکر میدانِ جنگ میں کام آسکتے ہیں۔

اس حکم خداوندی کے بعد ان جملہ سامانوں کو جنگ کے لئے حاصل نہ کرنا مسلمانانِ عالم کے لئے نافرمانی کی حیثیت رکھتا ہے اگر وہ امکانی استطاعت کے ساتھ جن میں علم و ہنر اور صنعت و حرفت سب داخل ہیں حاصل نہ کریں تو ارشادِ باری کی مخالفت ہوگی ایسی جنگ لڑنے والے مسلمانوں کو تیار کرنے کے لئے براہِ راست سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جاتا ہے۔

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ۔

اے غیب کی خبریں بتانے والے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو اگر تم میں کے بیس صبر والے ہوں گے دو سو پر غالب ہوں گے اگر تم میں کے سو ہوں تو کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے۔

Marfat.com

بعدازاں خدا تعالیٰ نے اس حکم کو اس طرح بدل دیا کہ تم میں سے سو آدمی دو سو پر غالب آئے گا اور ایک ہزار دو ہزار پر غالب آئیگا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلی آیت منسوخ ہو گی۔ بلکہ اس سے تربیت کمال مراد ہے۔

بدر کی جنگ میں خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے تناسب کو ثابت کر دیا اور بھارت سے ہماری ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ نے بھی اعلیٰ قیادت کے ساتھ اس تناسب اوّل کو ثابت کر دیا۔ کہ ایک ہزار کفار پر ایک سو پاکستانی جانباز غالب آئے۔

جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت

جب مشرکین مکہ کی سرکشی حد سے بڑھ گئی حضور علیہ السلام کو سخت ایذائیں دیتے دیتے اب آپ کے قتل کرنیکے درپے ہو گئے آپ کو جلا وطن کرنے کی سازشیں کرنے لگے، اسی طرح صحابہ کرام پر مصائب کے پہاڑ توڑ دیئے تو وطن مال و اسباب اور خویش و اقارب کو چھوڑ کر جہاں جس کا موقعہ بنا گھبرا کر چل دیا کچھ تو حبشہ پہنچے کچھ مدینہ طیبہ چلے گئے۔ یہاں تک کہ خود آفتاب رسالت کا طلوع بھی مدینے میں ہوا۔ اہل مدینہ محمدی جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ لشکری صورت مرتب ہو گئی۔ کچھ مسلمان ایک جھنڈے تلے دکھائی دینے لگے، قدم ٹکانے کی جگہ مل گئی اب دشمنان دین سے جہاد کے احکام نازل ہونے شروع ہوئے چنانچہ سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی:۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ۙ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ۔

ترجمہ:۔ جن لوگوں سے جنگ کی جا رہی ہے انہیں لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے کیوں کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد پر یقیناً قدرت رکھتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے بے قصور نکالے گئے ان کا قصور صرف یہ تھا کہ یہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتے تھے۔

Marfat.com

اس آیت میں جن لوگوں کے خلاف جنگ کا حکم دیا گیا ہے ان کا یہ قصور نہیں بتایا گیا کہ ان کے پاس ایک زرخیز ملک ہے یا وہ تجارت کی ایک بڑی منڈی کے مالک ہیں بلکہ ان کا جرم صاف طور پر یہ بتایا گیا کہ وہ ظلم کرتے تھے لوگوں کو بے قصور ان کے گھروں سے نکالتے تھے اور اس قدر متعصب تھے کہ صرف اللہ کو پروردگار رکھنے پر تکالیف پہنچاتے تھے ایسے لوگوں کے خلاف صرف اپنی مدافعت ہی میں جنگ کا حکم نہ دیا گیا بلکہ دوسرے مظلوموں کی اعانت و حمایت کا بھی حکم دیا گیا اور تاکید کی گئی کہ کمزور اور بے بس لوگوں کو ظالموں کے پنجۂ استبداد سے چھڑاؤ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَ
الْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ
لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا

ترجمہ:۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو کہتے ہیں۔ کہ اے خدا ہمیں اس بستی سے نکال جہاں کے لوگ بڑے ظالم ہیں۔ اور ہمارے لئے اپنی طرف سے ایک محافظ اور مددگار مقرر فرما۔

ایسی جنگ کو جو ظالموں اور مفسدوں کے مقابلے میں اپنی مدافعت اور کمزوروں، بے بسوں اور مظلوموں کی اعانت کے لئے کی جائے اللہ نے خاص راہ خدا کی جنگ قرار دیا ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ یہ جنگ بندوں کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے ہے اور بندوں کی اغراض کے لئے نہیں بلکہ خاص خدا کی خوشنودی کے لئے ہے۔ اس جنگ کو اس وقت تک جاری رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جب تک خدا کے بے گناہ بندوں پر نفسانی اغراض کے لئے دست درازی اور جبر و ظلم کرنے کا سلسلہ بند نہ ہو جائے۔ چنانچہ فرمایا:۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ

یعنی ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا۔
یعنی یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے۔

Marfat.com

اور فساد کا نام و نشان اس طرح مٹ جائے کہ اس کے مقابلہ پر جنگ کی ضرورت باقی نہ رہے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے حمایت حق کی جنگ کی مصلحت و ضرورت ظاہر کرنے اور تاکید فرمانے ہی پر قناعت نہیں کی بلکہ بہ تصریح بھی فرما دی کہ :-

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا۔

ترجمہ :- جو لوگ ایماندار ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جو کافر نافرمان ہیں وہ ظلم و سرکشی کی خاطر لڑتے ہیں پس شیطان کے دوستوں سے لڑو کہ شیطان کی جنگ کا پہلو کمزور رہے۔

یہ ایک قول فیصل ہے جس میں حق اور باطل کے درمیان پوری حد بندی کر دی گئی ہے جو لوگ ظلم و سرکشی کے لیے جنگ کریں وہ شیطان کے دوست ہیں اور جو ظلم کو مٹانے کے لیے جنگ کریں، وہ راہ خدا کے مجاہد ہیں۔ ہر وہ جنگ جس کا مقصد حق و انصاف کے خلاف بندگانِ خدا کو تکلیف دینا ہو جس کا مقصد حقداروں کو بے حق کرنا اور انہیں ان کی جائز ملکیتوں سے بے دخل کرنا ہو جس کا مقصد اللہ کا نام لینے والوں کو بے قصور ستانا ہو وہ سبیل طاغوت کی جنگ ہے اسے خدا سے کوئی واسطہ نہیں ایسی جنگ کرنا ایمانداروں کا کام نہیں البتہ جو لوگ ایسے ظالموں کے مقابلے میں مظلوموں کی حمایت و مدافعت کرتے ہیں۔ جو دنیا سے ظلم و طغیان کو مٹا کر عدل و انصاف قائم کرنا چاہتے ہیں جو سرکشوں کی جڑ کاٹ کر بندگان خدا کو امن و اطمینان سے زندگی بسر کرنے اور انسانیت کے اعلیٰ نصب العین کی طرف ترقی کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ ان کی جنگ راہ خدا کی جنگ ہے۔ وہ مظلوموں کی کیا مدد کرتے ہیں۔ گویا خدا کی مدد کرتے ہیں۔ اور اللہ کی نصرت کا وعدہ ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔

یہی وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے جس کی فضیلت سے قرآن کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

Marfat.com

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

ترجمہ :۔ اے ایمان والو کیا میں تمہیں وہ تجارت تبلاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم میں علم ہے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ اور صاف ستھرے گھروں میں جو جنت عدن میں ہوں گے۔ یہی ہے بڑی کامیابی۔

یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ آؤ تمہیں ایک سراسر نفع والی تجارت بتاؤں جس میں گھاٹے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے جس سے مقصود حاصل اور درد زائل ہو جائے گا۔ وہ یہ کہ اللہ کی وحدانیت اور اس کے رسول کی رسالت پر ایمان لاؤ۔ اپنی جان اور مال اس کی راہ میں قربان کرنے پر تل جاؤ جان لو کہ دنیا کی تجارت اور اس کے لئے کد و کاوش کرنے سے بہت ہی بہتر ہے۔ اگر تم اس تجارت کے تاجر بن جاؤ تو تمہاری ہر لغزش اور ہر گناہ سے میں درگذر کر لوں گا۔ اور جنتوں کے پاکیزہ محلات میں بلند و بالا درجوں میں تمہیں پہنچاؤں گا۔ تمہارے بالاخانوں اور ان ہمیشگی والے باغات کے درختوں کے نیچے سے صاف شفاف نہریں پوری روانی سے جاری ہوں گی۔ یقین مان لو کہ اعلیٰ کامیابی یہی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ۝

ترجمہ :۔ بیشک اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں۔ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے محبوب وہ لوگ ہیں جو صفیں باندھ کر دشمنان خدا کے مقابلے میں ڈٹ جاتے ہیں۔ تاکہ خدا کا بول بالا ہو اسلام کی حفاظت ہو اور دین کا غلبہ ہو۔

Marfat.com

مسند امام احمد میں ہے کہ تین قسم کے لوگوں کی تین حالتیں ہیں، جنہیں دیکھ کر اللہ تبارک و تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ رات کو اٹھ کر تہجد پڑھنے والے۔ نماز کے لئے صفیں باندھنے والے اور میدانِ جنگ میں صف بندی کرنے والے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

ترجمہ:۔ اے ایمان والو جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور بکثرت یادِ خدا کرو تاکہ تمہیں کامیابی ہو۔

اللہ تعالےٰ اپنے مومن بندوں کو لڑائی کی تدبیر اور دشمن کے مقابلے کے وقت شجاعت سکھا رہا ہے۔ ایک غزوہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! دشمن سے مقابلے کی تمنا نہ کرو۔ اللہ سے عافیت مانگتے رہو۔ لیکن جب دشمنوں سے مقابلہ ہو جائے تو استقلال کا مظاہرہ کرو۔ اور یقین مان لو کہ جنت تلواروں کے سایے تلے ہے۔

طبرانی میں ہے تین وقتوں میں اللہ تعالےٰ کو خاموشی پسند ہے تلاوتِ قرآن کے وقت، جہاد کے وقت اور جنازے کے وقت، اور حدیث میں ہے میرا کامل بندہ وہ ہے جو دشمن کے مقابلے کے وقت بھی میرا ذکر کرتا رہے۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

ترجمہ:۔ نکل جاؤ ہلکے پھلکے ہو تو بھی اور بھاری بھر کم ہو تو بھی اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم میں علم ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب کفار سے جہاد کرنا پڑے نوجوان اور بوڑھے امیر ہوں یا غریب فارغ ہوں یا مشغول خوشحال ہوں یا دل تنگ بھاری ہوں یا ہلکے حاجتمند ہوں۔ یا کاریگر، آسانی والے یا سختی والے، پیشہ ور ہوں یا تجارتی ہوں، قوی ہوں یا کمزور جس حالت میں بھی ہوں بلا عذر جہاد کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

Marfat.com

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کو آباد کرنے کو ان لوگوں کے کام کے برابر ٹھہرایا ہے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے نزدیک یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔ اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا جو لوگ ایمان لائے جنہوں نے حق کی خاطر گھر بار چھوڑا اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے لڑے ان کا درجہ اللہ کے نزدیک زیادہ بڑا ہے۔ اور وہی لوگ ہیں جو حقیقت میں کامیاب ہیں۔

یہی وہ حق پرستی کی جنگ ہے۔ جس میں ایک رات کا جاگنا ہزار رات جاگ کر عبادت کرنے سے بڑھ کر ہے۔ جس کے میدان میں جم کر کھڑے ہونا گھر بیٹھ کر ۶۰ برس تک نمازیں پڑھتے رہنے سے افضل بتایا گیا ہے۔ جس کی راہ میں غبار آلود قدموں کے متعلق فرمایا گیا۔

مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ۔

یعنی جس بندے کے پاؤں خدا کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھوتی۔ جس میں جاگنے والی آنکھ پر دوزخ کی آگ حرام کر دی گئی۔ جس کے مجاہد کو صائم الدہر اور قائم اللیل اور قرآن خوان سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ جس کے شہید سے دخول جنت کا وعدہ کیا گیا۔

فضیلت جہاد از احادیث

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ایک دن اور ایک رات کی چوکیداری خدا کی راہ میں (ایام جہاد میں) ایک مہینے کے روزوں اور شب بیداری سے افضل ہے اور اگر کوئی چوکیداری

Marfat.com

کی خدمت انجام دیتا ہوا مارا جائے تو اس کے اس عمل کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے جس میں وہ مشغول تھا (یعنی اس کا ثواب اسکو ملتا رہتا ہے) اور اس کو جنت سے رزق ملتا رہتا ہے اور فتنہ میں ڈالنے والے سے امن میں رہتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے انسانوں میں بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے گھوڑے کی پشت پر سوار ہو اور جب خوف کی آواز سنے۔ فوراً اس کی طرف دوڑے اور قتل اور موت کو تلاش کرے یعنی دشمنوں کو قتل کرنے کے لئے دوڑے اور درجہ شہادت حاصل کرنے کیلئے اپنی موت کو تلاش کرے۔

حضرت زید بن خالد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا۔

ترجمہ:۔ جس نے کسی جہاد کرنیوالے کا سامان درست کر دیا اس نے گویا جہاد کیا اور جو شخص جہاد کرنے والے کے اہل و عیال کا خدمت گزار رہا اس نے بھی گویا جہاد کیا۔

ایک شخص مہار ڈالی ہوئی اونٹنی لے کر حاضر ہوا اور عرض کی یہ ناقہ خدا کی راہ میں دیتا ہوں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ۔

یعنی قیامت کے دن تجھے سات سو اونٹنیاں ملیں گی اور ان سب کو مہار پڑی ہوئی ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص خدا کی راہ میں زخمی کیا جائے اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی کیا جاتا ہے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئیگا کہ اس کے زخم سے خون جاری ہوگا۔ اس خون کا رنگ تو خون کا سا ہوگا۔ لیکن بو مشک کی ہوگی۔

ایک حدیث میں ہے کہ ہر شخص کا عمل مرنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے مگر اس شخص کا عمل جو خدا کی راہ میں محافظت کرتا ہوا مرے اس شخص کے عمل کا ثواب قیامت تک بڑھتا رہتا ہے

Marfat.com

اور وہ قبر کے فتنہ سے بھی مامون رہتا ہے۔

حضرت خریم بن فاتک کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کُتِبَ لَهٗ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ۔

یعنی جو شخص خدا کی راہ میں (یعنی جہاد میں) خرچ کرے اس کے حساب میں سات سو گنا ثواب لکھا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی پاک کے صحابہ میں سے ایک شخص پہاڑی درہ سے گزرا جس میں شیریں پانی کا چشمہ تھا اس کو یہ چشمہ بہت پسند آیا اور اس نے دل میں کہا کہ کاش میں لوگوں کو چھوڑ دوں اور اس درّہ میں آ رہوں۔ پھر اس بات کا ذکر حضور علیہ السلام سے کیا۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کر اس لئے کہ خدا کی راہ میں تمہارا قیام کرنا گھر میں سترّ برس نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ کیا تم اس چیز کو پسند نہیں کرتے کہ خدا تعالےٰ تمہیں پوری طرح بخش دے اور تمہیں جنت میں داخل کر دے۔ تم خدا کی راہ میں لڑو اس لئے کہ جو شخص تھوڑی دیر کے لئے بھی خدا کی راہ میں لڑتا ہے۔ اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ تین قسم کے لوگ جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے، ایک ان میں سے شہید دوسرا حرام سے بچنے والا۔ اور سوال نہ کرنے والا، تیسرا وہ غلام جس نے خدا کی عبادت خوبی کے ساتھ کی اور اپنے مالک کا بھی خیر خواہ رہا۔

حضرت مقدام بن معدیکرب نے حضور علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا خدا کے نزدیک شہید کے لئے چھ باتیں ہیں۔

۱۔ بخشا جائے گا اس کو پہلی ہی مرتبہ (یعنی خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی) ۲۔ اس کو اس کا جنتی ٹھکانا دکھایا جائے گا۔ (یعنی جان نکلنے کے وقت) ۳۔ محفوظ رہتا ہے وہ عذاب قبر سے ۴۔ وہ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہتا ہے (یعنی دوزخ کے عذاب سے) ۵۔ اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا۔ کہ اسکا ایک یاقوت دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے

Marfat.com

بہتر ہو گا۔ ۶ اس کے نکاح میں بہتّر حوریں بڑی بڑی آنکھوں والی دی جائیں گی اور اس کے عزیزوں میں سے ستّر آدمیوں کے لئے اسکی شفاعت قبول کی جائے گی۔

حضرت عتبہ بن سلمی فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ جہاد میں قتل کئے جائیں ان کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ مومن جو اپنی جان اور اپنے مال سے خدا کی راہ میں جہاد کرے دشمن سے مقابلہ کرے اور لڑے یہاں تک کہ مارا جائے اس شہید کی نسبت آپ نے فرمایا ہے یہ وہ شہید ہے جس کے صبر واستقلال اور مشقتوں پر استقامت کا امتحان کیا گیا ہے۔ یہ شہید خدا کے عرش کے نیچے خدا کے خیمہ میں ہو گا۔ اور انبیاء علیہم السلام اس سے صرف درجہ نبوت میں زیادہ ہوں گے اور دوسرا وہ مومن جس کے اعمال مخلوط ہوں یعنی کچھ اچھے اور کچھ برے وہ اپنی جان اور اپنے مال سے خدا کی راہ میں جہاد کرے جس وقت دشمن سے سامنا ہو لڑے یہاں تک کہ مارا جائے اس شہید کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ شہادت یا خصلت پاک کرنے والی ہے۔ جو اس کے گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیتی ہے اور تلوار گناہوں کو بہت زیادہ محو کرنے والی چیز ہے یہ شہید جس دروازے میں سے جنت میں جانا چاہے گا چلا جائے گا۔ اور تیسرا شخص وہ منافق ہے جس نے اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کیا۔ جب دشمن سے اس کا مقابلہ ہوا لڑا (اور خوب لڑا) یہاں تک کہ مارا گیا۔ یہ شخص دوزخ میں جائے گا اس لئے کہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی۔

حضرت ابن عائذ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے جنازہ کے ہمراہ تشریف لے چلے جب جنازہ کو رکھا گیا تو فاروق اعظم نے عرض کی یا رسول اللہ آپ اس پر نماز نہ پڑھئے کیونکہ یہ فاسق تھا آپ نے لوگوں کی طرف دیکھا اور فرمایا تم میں سے کسی نے اسکو اسلام کا کوئی کام کرتے دیکھا ہے ایک شخص نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ اس نے ایک رات خدا کی راہ میں پاسبانی کی تھی اس پر رسول اللہ نے اسکی نماز جنازہ پڑھی اور اپنے ہاتھوں سے مٹی دی اور پھر فرمایا تیرے دوست واحباب خیال کرتے ہیں کہ تو دوزخی ہے اور میں اس امر کی

53543

Marfat.com

شہادت دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے۔ (کتاب الجہاد مشکوٰۃ شریف)

فضیلت جہاد کی وجہ

غور کرو کہ جہاد فی سبیل اللہ کی اتنی فضیلت کیوں ہے اور مجاہد کی تعریف کس لئے کی گئی ہے۔ جہاد کرنے والوں کو بار بار کیوں کہا جاتا ہے کہ وہی کامیاب ہیں اور انہی کا درجہ بلند ہے۔ اس سوال کو حل کرنے کے لئے ذرا ان آیات اور احادیث پر پھر ایک نظر ڈالیے جن میں جہاد کا حکم اور اس کی فضیلت لکھی ہے۔ ان آیات اور احادیث میں کامیابی اور عظمت کے معنی کسی جگہ مال و دولت اور ملک و سلطنت کا حصول نہیں بتائے گئے۔ اس طرح قرآن و حدیث میں کہیں یہ کہہ کر قتال فی سبیل اللہ کی جانب رغبت نہیں دلائی گئی کہ اس کے عوض تمہیں دنیا کی دولت اور حکومت ملے گی۔ بلکہ اس کے برعکس ہر جگہ جہاد فی سبیل اللہ کے عوض صرف خدا کی خوشنودی اور صرف اللہ کے ہاں بڑا درجہ ملنے اور عذاب الیم سے محفوظ رہنے کی توقع دلائی گئی ہے۔ سقایۃ حاج اور عمارت مسجد حرام سے، جو عرب میں بڑے اثر و رسوخ اور بڑی آمدنی کا ذریعہ تھا۔ گھر بار چھوڑ کر نکل جانے اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے کو افضل قرار دیا گیا اور پھر اس کے عوض اللہ کے نزدیک بڑے درجے اور جنت کا وعدہ کیا گیا۔ دوسری جگہ تجارت کا گر سکھایا ہے جس سے گمان ہوتا ہے کہ شاید یہاں کچھ دھن دولت کا ذکر ہو مگر پڑھ کر دیکھئے تو اس تجارت کی حقیقت یہ نکلتی ہے کہ اللہ کی راہ میں جان اور مال نثار کرو اور اس کے عوض عذاب سے نجات حاصل کرو۔

پھر جب اس جہاد سے دنیا کی دولت اور ملک گیری مقصود نہیں ہے تو آخر اس خونریزی سے اللہ کو کیا ملتا ہے کہ وہ اس کے بدلے اتنے بڑے بڑے درجات دے رہا ہے آخر اس پُرخطر کام میں کیا رکھا ہے کہ اس کی بھاگ دوڑ سے گرد آلود ہونے والے قدموں تک کو

موادِ الطاف و عنایات بنایا جاتا ہے اور آخر میں وہ کونسی کامیابی مضمر ہے کہ اس خشک اور بے مزہ جنگ میں لڑنے والوں کو اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ کہا جا رہا ہے اس کا جواب ان دو آیات میں پوشیدہ ہے۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ۔

ترجمہ :۔ اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے دفع نہ کرتا تو زمین فساد سے بھر جاتی۔

اِلَّا تَفْعَلُوْہُ تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ کَبِیْرٌ۔

ترجمہ :۔ ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

اللہ یہ نہیں چاہتا کہ اس کی زمین میں فتنہ و فساد پھیلایا جائے اسے یہ گوارا نہیں کہ اس کے بندوں کو بے قصور ستایا جائے اور تباہ و برباد کیا جائے اسے یہ پسند نہیں کہ طاقتور کمزوروں کو کھا جائیں۔ ان کے امن و چین پر ڈاکے ڈالیں اور ان کی اخلاقی روحانی اور مادی زندگی کو ہلاکت میں مبتلا کریں، اسے یہ منظور نہیں کہ دنیا میں سیاہ کاری بدکاری ظلم و بے انصافی اور قتل و غارت گری قائم رہے، وہ پسند نہیں کرتا کہ جو خاص اس کے بندے ہیں ان کو مخلوق کا بندہ بنا کر ان کی انسانی شرافت پہ ذلت کا داغ لگایا جائے پس جو گروہ بغیر کسی معاوضہ کی خواہش، بغیر کسی دھن دولت کے لالچ، بغیر کسی ذاتی نفع کی تمنّا محض خدا کی خاطر دنیا کو اس فتنہ سے پاک کرنے کے لئے اور اس ظلم کو دور کر کے اس کی جگہ عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے کھڑا ہو جائے اور اس نیک کام میں اپنی جان و مال اپنی تجارت کے فوائد، اپنے بال بچوں اور ماں باپ بھائیوں کی محبت اور اپنے گھر کے عیش و آرام سب کو قربان کر دے۔ اس سے زیادہ اللہ کی محبت اور رضا مندی کا اور کون مستحق ہو سکتا ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کی یہی فضیلت ہے جس کی بنا پر اسے تمام انسانی اعمال میں ایمان باللہ کے بعد سب سے بڑا درجہ دیا گیا ہے۔ اور غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ درحقیقت یہی چیز تمام مکارم اخلاق اور فضائل کی روح ہے انسان میں یہ جذبہ موجود ہونا چاہیے

Marfat.com

کہ وہ بدی کو کسی حال میں برداشت نہ کرے اور اسے دفع کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جائے، انسان کی عملی زندگی کا راز بھی اسی جذبہ میں مضمر ہے۔ جو انسان دوسروں کی بدی کو برداشت کرتا ہے اسکی اخلاقی کمزوری اسے آخر کار اس بات پر بھی آمادہ کر دیتی ہے۔ کہ وہ خود اپنے لئے بدی برداشت کرنے لگے۔ اور جب اس میں برداشت کا یہ مادہ پیدا ہو جاتا ہے تو پھر اس پر ذلت کا وہ درجہ آتا ہے۔ جسے خُدا نے اپنے غضب سے تعبیر کیا ہے۔

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ۔

اس درجہ میں پہنچ کر آدمی کے اندر شرافت اور انسانیت کا کوئی احساس باقی نہیں رہتا۔ وہ جسمانی و مادی غلامی میں ہی نہیں بلکہ ذہنی و روحانی غلامی میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے اور کمینگی کے ایسے گڑھوں میں گرتا ہے جہاں سے اس کا نکلنا محال ہو جاتا ہے اس کے بالمقابل جس شخص میں یہ اخلاقی قوت موجود ہو کہ وہ بدی کو محض بدی ہونے کے باعث بُرا سمجھے اور انسانی برادری کو اس سے نجات دلانے کے لئے انتھک جدوجہد کرتا رہے وہ ایک سچا اور اعلیٰ درجہ کا انسان ہے اور اس کا وجود عالم انسانی کے لئے رحمت ہے۔ ایسے شخص کو چاہیئے کہ وُہ دنیا سے کسی معاوضہ کی خواہش نہ کرے مگر دنیا ان تمام ناشکریوں کے باوجود جن کے داغ ان کی پیشانی پر موجود ہیں۔ اتنی احسان ناشناس نہیں ہے کہ وہ اس خادم انسانیت کو اپنا سرتاج، امام اور اپنا سردار تسلیم نہ کرے جو بے لاگ بے تمنّا بے مزہ اُسے بدی کے تسلّط سے چھڑائے اور اخلاقی و روحانی اور مادی آزادی عطا کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دے۔

دنیا کی کامیابی حقیقتہً ان لوگوں کے لئے ہے جو نفسانی اغراض سے پاک ہو کر خالصتہً اللہ کی خوشنودی اور اللہ کے بندوں کی بھلائی کے لئے جہاد کرتے ہیں۔

Marfat.com

غزوہ بدر

تلوار کا اٹھانا ہمیشہ خون ریزی کے لئے نہیں ہوا کرتا بلکہ بعض اوقات حمایت دین اور حفاظت حقوق اور قیام امن وامان کے لئے بھی تلوار اٹھانی پڑتی ہے۔ ہمارے آقا ومولا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جنگ کرنی پڑی مگر آپ نے اس وقت تک تلوار کو ہاتھ میں نہیں لیا جب تک انسانی زندگی، دین اسلام کی حفاظت اور امن قائم رکھنے کے واسطے سوائے اس کے اور کوئی ذریعہ باقی نہ رہا مگر آپ کی ان لڑائیوں میں ایک مفید کام بھی انجام پایا۔ یعنی ان کی وجہ سے وہ مواقع پیدا ہو گئے جنکا پیدا ہونا حضور علیہ السلام کے بعض اخلاق فاضلہ کے اظہار کے لئے ضروری تھا اور جو ان حالات کے پیدا نہ ہونے کیصورت میں پوشیدہ کے پوشیدہ رہ جاتے منجملہ ان اخلاق فاضلہ کے آپ کا اعدائے دین جو جنگ کے بعد مغلوب اور گرفتار ہو کر آپ کی خدمت میں آئے کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا نیک سلوک کرنا اور اس قسم کے واقعات سے تو حضور علیہ السلام کی زندگی کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ پھر بھی معاندین اسلام آنکھیں بند کر کے یہی کہتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں کی غرض یہ تھی کہ کفار کو بزور شمشیر دین اسلام میں داخل کیا جائے حالانکہ ہر جنگ کے اختتام پر سینکڑوں بلکہ بعض اوقات ہزاروں قیدی بلا کسی جبر واکراہ کے آزاد کئے جاتے تھے اور ان کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کیا جاتا تھا اگر آپ نے تمام لڑائیاں محض اس لئے کیں کہ بزورِ شمشیر کفار کو داخل اسلام کیا جائے تو کیوں ان کو بغیر اسلام قبول کئے چھوڑ دیا جاتا تھا کہ وہ اپنے گھروں کو

Marfat.com

واپس چلے جائیں۔ کوئی دشمن اسلام ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کر سکتا کہ کسی کو جبراً مسلمان بنایا گیا ہو۔

حضور علیہ السلام کی حیرت انگیز اور انتھک کوشش اپنے ملک بلکہ تمام دنیا سے بت پرستی دور کرنے اور دیگر اصلاحات قائم کرنے کے لیے ہمیشہ جاری رہی آپکی یہ کوشش ملک کے اندر آپ کے خلاف ایک خطرناک مخالفت کی آگ بھڑکانے کا موجب ہوگئی۔ ملک عرب کی ہر قوم چونکہ اپنے الگ الگ بت رکھتی تھی اور ان کی پرستش کرتی تھی اس لیے اپنے اپنے خداؤں کی عزت قائم رکھنے کے لیے ہر ایک خاندان حضور علیہ السلام کے خلاف جنگ کرنے کے واسطے آمادہ ہوگیا یہ ذکر اس وقت کا ہے جب حضور علیہ السلام مکہ معظمہ سے ہجرت فرماکر مدینہ طیبہ جلوہ افروز ہو چکے تھے۔

جب کفار مکہ کے مسلمانوں پر حملے ہونے شروع ہوئے تو مجبوراً آپ کو بھی وقتاً فوقتاً ان دشمنان اسلام کے مقابلے میں یا تو خود میدان جنگ میں نکلنا پڑا یا اپنے صحابہ کرام کو دشمنوں کی پیش قدمی روکنے کے لیے بھیجنا پڑا۔ جن لڑائیوں میں آپ خود بہ نفس نفیس شریک ہوئے ان کو غزوات اور جن میں آپ شریک نہ ہوئے صرف اپنے ساتھیوں کو بھیجا انکو سرایا کہتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کو ایام ہجرت سے وفات تک یعنی گیارہ سال کے عرصہ میں ۱۹ لڑائیاں لڑنے کا اتفاق ہوا۔ جیسے کہ ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت زید بن ارقم سے پوچھا گیا کَمْ غَزَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ غَزْوَۃٍ قَالَ تِسْعَ عَشْرَۃَ۔

(ترمذی شریف ص۲۱۱ و بخاری شریف ص۵۶۳)

یعنی نبی پاک نے کتنے غزوات کئے انہوں نے فرمایا انیس۱۹ بعض نے ۲۶ یا ۲۷ کی تعداد کا ذکر کیا ہے۔ مگر ان میں قتال کی نوبت صرف نو لڑائیوں میں پہنچی ہے جن کے نام یہ ہیں۔

غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، غزوہ بنی مصطلق، غزوہ بنی قریظہ، غزوہ خیبر، غزوہ حنین، غزوہ طائف، فتح مکہ اور سب سے آخر غزوہ تبوک تھا۔ مگر اس میں لڑائی کی نوبت

Marfat.com

نہیں آئی ان کے سوا باقی سرایا ہیں جن میں خود حضور علیہ السلام تشریف نہیں لے گئے۔ حضور علیہ السلام کو کفار مکہ کے ساتھ جو سب سے پہلی باقاعدہ جنگ لڑنی پڑی وہ جنگ بدر ہے۔ جو مقام بدر میں رمضان کی سترہ تاریخ ۲ھ کو لڑی گئی۔ بدر ایک گاؤں ہے اور بعض کے نزدیک بدر ایک کنویں یا چشمے کا نام ہے جس کو بدر بن مخلد نے کھدوایا تھا۔

اس غزوہ کو بدر العظمیٰ، بدر الکبریٰ، بدر القتال اور بدر الفرقان بھی کہتے ہیں چنانچہ علی بن برہان الدین نے انسان العیون فی سیرت الامین والمامون جلد دوسری صفحہ ۱۵۲ پر لکھا ہے۔ وَيُقَالُ لَهَا بَدْرُ الْفُرْقَانِ اَیْ لِاَنَّ اللهَ تَعَالٰی فَرَّقَ فِیْهَا بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ

اور اسے بدر الفرقان بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا۔ یہ غزوہ تمام غزوات سے اعظم ہے اس غزوہ میں اسلام کی شان و شوکت اور دین اسلام کی عظمت میں اضافہ ہوا اس جنگ میں مشرکین مکہ کی تعداد ایک ہزار اور مسلمانوں کی تعداد صرف تین سو تیرہ تھی۔ جیسے کہ ترمذی شریف میں ہے :۔

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَصْحَابَ بَدْرٍ يَوْمَ بَدْرٍ كَعِدَّةِ اَصْحَابِ طَالُوْتَ ثَلَاثَمِائَةٍ وَّثَلَاثَةَ عَشَرَ۔

یعنی حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ جنگ بدر کے دن بدری صحابہ کی تعداد اصحاب طالوت کی تعداد کے برابر تین سو تیرہ تھی۔ (ترمذی ص۱۹۳)

نہیں تھا تین سو تیرہ سے آگے تک شمار ان کا
سُنا یہ ہے کہ ان کے ساتھ تھا پروردگار ان کا
حفیظ

کافروں کے پاس بہت سا جنگی سامان تھا۔ چنانچہ ان کے پاس سو گھوڑے سات سو اونٹ اور ان کے سوار اور پیادہ سبھی زرہ پوش تھے۔ علاوہ ازیں عیش و عشرت کے سامان بھی ان کے ساتھ تھے۔ چنانچہ گانے والی عورتیں، دف بجانے والی لڑکیاں اور دیگر آلات عیش و طرب ان کے ساتھ تھے۔ میدان جنگ میں روزانہ دس اونٹ ذبح ہوتے تھے۔

Marfat.com

اس کے مقابلے میں مسلمانوں کے پاس صرف آٹھ تلواریں چھ زرہیں اور دو گھوڑے تھے۔

تھے ان کے پاس دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں
پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

جب مسلمان مدینہ منورہ میں امن سے بیٹھے تو مشرکین مکہ کو بہت ناگوار گزرا کہ یہ جماعت ہمارے پنجۂ ظلم سے کیوں بچ نکلی اس لئے وہ طرح طرح کی تدبیر کرنے لگے چنانچہ انہوں نے ابوسفیان کو تجارتی مال کے ساتھ ایک قافلے کا سردار بنا کر ملک شام کی طرف بھیجا اور طے یہ ہوا کہ اس کا سارا نفع ہتھیاروں اور سامان جنگ پر خرچ کیا جائے تاکہ مسلمانوں کو پیس کر رکھ دیا جائے۔ مشرکین کے اس قافلے کو اس تجارت میں بہت نفع ہوا۔ جب وہ قافلہ وہاں سے واپس ہوا تو راستہ میں اس کا گزر مدینہ طیبہ کے قریب سے ہونا تھا۔ حضور علیہ السلام کو مشرکین کے اس خطرناک منصوبہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ چلو اس قافلہ کو روک لو اور اس کا مال حاصل کر لو تاکہ مشرکین کے ناپاک عزائم خاک میں مل جائیں اور ان کا یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو۔

بخاری شریف میں ہے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کسی غزوہ سے غیر حاضر نہ رہا۔ سوائے تبوک اور بدر کے اور غزوہ بدر میں جو صحابہ حاضر نہیں ہوئے ان پر عتاب نہیں کیا گیا۔ اس لئے کہ

اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرِیْدُ عِیْرَ قُرَیْشٍ

ترجمہ:۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے قافلے کا ارادہ کر کے نکلے تھے۔

(بخاری باب غزوہ بدر)

علاوہ ازیں تفسیر کبیر میں ہے کہ ملک شام سے قریش کا قافلہ اموالِ کثیر لیکر واپس لوٹا اس قافلے میں چالیس سوار تھے جن میں ابوسفیان، عمرو بن العاص اور دیگر مشرکین تھے۔ جبرائیل امین نے حضور علیہ السلام کو اس قافلے کی آمد کی اطلاع دی۔ حضور علیہ السلام

Marfat.com

نے صحابہ سے فرمایا کہ مشرکین کا ایک قافلہ بہت سازوسامان لے کر ملک شام سے لوٹ رہا ہے تم میرے ساتھ چلو شاید خدا تعالٰے تمہیں یہ مال بخشے۔ تفسیر کبیر صد ۱۲۶/۱۵

چنانچہ تین سو تیرہ صحابہ کرام جن میں ستتر ۷۷ مہاجرین اور دو سو چھتیس ۲۳۶ انصار تھے۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ نکلے اس چھوٹی سی جماعت کے سپہ سالار خود امام الانبیا حبیب کبریا علیہ السلام تھے۔ ؎ یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا نرالا تھا۔

کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا۔

اس غزوہ میں آٹھ حضرات عذر کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے، تین مہاجرین۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ جن کی زوجہ مقدسہ حضرت رقیہ بنت رسول خدا بیمار تھیں۔ حضور علیہ السلام کے حکم سے ان کی تیمارداری کے لئے رُک گئے اور طلحہ اور سعد ابن زید جن کو حضور علیہ السلام نے مشرکین کے قافلہ کی خبر لانے کو روانہ فرمایا تھا اور پانچ انصاری ان تمام کا مال غنیمت میں حصّہ مقرر کیا گیا۔

جب حضور علیہ السلام نے مدینہ طیبہ سے کوچ فرمایا تو ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ تعالٰے عنہا نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! مجھے بھی اس غزوہ میں شریک ہونے کی اجازت دیجئے میں جنگ میں زخمی ہونے والے مجاہدوں کی مرہم پٹی کروں گی اور شاید مجھے خُدا تعالٰے شہادت کا مرتبہ دے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو گھر رہ یہ خدا تجھے شہادت کا رتبہ دے گا۔ اس کے بعد وہ تمام لوگوں میں شہیدہ کے لقب سے مشہور ہوگئیں۔ حضور علیہ السلام بھی اسے شہیدہ کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ آخر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ، کے عہدِ خلافت میں وہ شہید ہوگئیں۔

(انسان العیون فی سیرت الامین والمامون صد ۱۵۲/۲)

جب حضور علیہ السلام نے مدینہ طیبّہ سے کوچ فرمایا تو حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کو نمازوں پر اپنا جانشین مقرر فرمایا اور بیرُ ابی عتبہ سے حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کو واپس کردیا۔ اور ان کو مدینہ طیبّہ پر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ (سیرۃ حلبیہ صد ۱۵۶/۲، مظہری ۱۵/۱)

Marfat.com

مدینہ منورہ سے نکلنے پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے لئے خدا تعالیٰ سے دُعا مانگی :۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمْ حُفَاۃٌ فَاحْمِلْھُمْ وَعُرَاۃٌ فَاکْسُھُمْ وَجِیَاعٌ فَاَشْبِعْھُمْ وَعَالَۃٌ فَاَغْنِھِمْ مِنْ فَضْلِکَ ۔

ترجمہ :۔ الٰہی یہ لوگ پیادہ ہیں۔ ان کو سواریاں عطا فرما۔ یہ برہنہ ہیں ان کو لباس عطا کر، یہ بھوکے ہیں۔ ان کو سیر کر دے، یہ نادار ہیں ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔

(۱/۱۶ مظہری ۱/۵۳ خصائص)

حضور علیہ السلام کی دُعا کا یہ اثر ہوا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپکو اور آپ کے صحابہ کو شاندار فتح ہوئی اور ہر صحابی کو ایک ایک گھوڑا یا دو دو اونٹ میسّر ہوئے، علاوہ ازیں غنیمت میں بہت سا کپڑا اور کھانے کی اشیاء ہاتھ لگیں۔

فضائل مدینہ منوّرہ

جب حضور علیہ السلام مدینہ منورہ سے باہر نکل کر ایک میل کے فاصلے پر بیرِ ابی عتبہ پہنچے تو جن مجاہدین کی عمریں چھوٹی تھیں ان کو واپس مدینہ طیبّہ بھیج دیا ۔چنانچہ عبداللہ بن عمر، اسامہ بن زید رافع بن خدیج، براء بن عازب، اسید بن حضیر، زید بن ارقم، زید بن ثابت اور عمیر بن ابی وقاص کے لئے حضور علیہ السلام نے واپسی کا حکم دیا اس پر عمیر بن ابی وقاص رونے لگے ان کے رونے کو دیکھ کر حضور علیہ السلام نے ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ اس غزوہ میں شریک ہوئے اور مرتبہ شہادت حاصل کیا۔ ان کی عمر سولہ سال کی تھی۔ اس بیرِ ابی عتبہ کے مقام پر حضور علیہ السلام نے قیس بن ابی صعصعہ کو ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے لشکر کی گنتی کرو۔ انہوں نے مجاہدین کو شمار کیا اور عرض کی یا رسول اللہ مجاہدین کی تعداد تین سو تیرہ ہے اس پر نبی پاک خوش ہوئے اور فرمایا! یہی تعداد اصحاب طالوت کی تھی۔ بعد ازاں حضور علیہ السلام نے مدینہ طیبّہ کے لئے دعا

برکت کی۔ ارشاد فرمایا!

اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ عَبْدُکَ وَخَلِیْلُکَ وَنَبِیُّکَ دَعَا لِاَھْلِ مَکَّۃَ وَاِنِّیْ مُحَمَّدٌ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ اَدْعُوْکَ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ اَنْ تُبَارِکَ لَھُمْ فِیْ صَاعِھِمْ وَمُدِّھِمْ وَثِمَارِھِمْ اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ۔

ترجمہ:۔ الٰہی حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے تیرے خلیل اور تیرے نبی نے اہل مکّہ کے لئے دعا کی اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرا بندہ اور تیرا نبی تجھ سے اہل مدینہ کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان کے صاع ان کے مُد اور ان کے پھلوں میں برکت عطا فرما۔ الٰہی مدینہ طیبہ کو ہمارا محبوب بنا دے۔ صفحہ ۱۵ مظہری

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی پاک کو مدینہ طیبہ بڑا محبوب تھا۔ کیوں کہ آپ نے خود اس میں رہائش فرمائی اور جن فتوحات کی آپکو امید تھی، یہاں سے حاصل ہوئیں اور جتنے کمالات کا قدرت سے آپ کا وعدہ تھا وہ سب یہاں سے حاصل ہوئے اسلام کو ترقی اور قوت یہاں سے حاصل ہوئی۔ اوّل سے آخر تک تمام نیکیاں یہاں سے پھوٹیں، یہی جگہ سارے ظاہر و باطن کے کمالات کا مرکز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے فضائل و خصائص اور برکات اس قدر زیادہ ہیں۔ کہ اگر سب کے سب لکھے جائیں تو کئی دفتر درکار ہیں۔ چند آیات اور احادیث ہدیہ ناظرین ہیں۔

۱۔ اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا۔ ترجمہ:۔ کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔

مفسرین کرام نے ارض اللہ سے مراد مدینہ طیبہ لیا ہے۔

۲۔ کَمَا اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْ بَیْتِکَ بِالْحَقِّ۔ ترجمہ۔ جیسا کہ (اے حبیب) تمہیں تمہارے گھر سے تمہارے رب نے حق کے ساتھ نکالا۔

اس آیت کریمہ میں مدینہ منورہ کو بَیْتُ الرَّسُوْل فرمایا گیا کیوں کہ جب آپ مدینہ منورہ

Marfat.com

سے باہر کیطرف نکلے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۔ وَقُل رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ۔

ترجمہ:۔ اے حبیب یوں کہو کہ اے مرے رب مجھے مدخل صدق میں داخل فرما اور مخرج صدق سے نکال۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں مدخل صدق سے مراد مدینہ منورہ اور مخرج صدق سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ (راہ عقیدت ص۱۴۰)

احادیث

۱۔ جب حضور علیہ السلام نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو رب کی بارگاہ میں عرض کی:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَخۡرَجۡتَنِیۡ مِنۡ اَحَبِّ الۡبِقَاعِ اِلَیَّ فَاسۡکِنِّیۡ فِیۡ اَحَبِّ الۡبِقَاعِ اِلَیۡکَ۔

ترجمہ یا اللہ تو نے مجھے میری محبوب ترین جگہ سے نکالا اب مجھے اس جگہ میں ٹھہرا جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ بہترین ہو۔

۲۔ منجملہ فضائل مدینہ مبارکہ میں سے یہ بھی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو قیام اور رہائش مدینہ طیبہ کی بابت تحریص و ترغیب دی ہے۔ اس کی شدت اور محنت پر صبر کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

مَنۡ صَبَرَ عَلٰی اَذَاھَا وَشِدَّتِھَا کُنۡتُ لَہٗ شَھِیۡدًا وَّشَفِیۡعًا یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ۔

ترجمہ:۔ جس نے مدینہ کی شدت اور ایذا پر صبر کیا میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور سفارشی ہوں گا۔

۳۔ حضور علیہ السلام نے اپنے وصال کی دُعا فرمائی تو مدینہ طیبہ کی بابت فرمائی اور اسی طرح صحابہ اور اتباع رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی مدینہ طیبہ میں موت کی تمنا کی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجۡعَلۡ مَنَایَانَا بِمَکَّۃَ۔

Marfat.com

ترجمہ :۔ یا اللہ ہماری موت مکہ میں نہ ہو۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ روئے زمین پر ایسی جگہ کوئی نہیں ہے۔ جسے میں سوائے مدینہ کے اپنی قبر کے لیے پسند کروں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ۔

ترجمہ :۔ اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت دے اور اپنے رسول پاک کے شہر میں موت نصیب فرما۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی میں صرف ایک بار حج کیا اور دوبارہ مکہ نہ گئے کہ کہیں سوائے مدینہ کے کسی دوسری جگہ موت نہ آ جائے۔ (جذب القلوب صہ ۲۶)

؎ مری خاک یارب نہ برباد جائے۔
پسِ مرگ کر دے غبار مدینہ

مٹی نہ ہو برباد پسِ مرگ الٰہی۔
جب خاک اڑے میری مدینہ کی ہوا ہو

جب حضور مدینے سے روانہ ہوئے تو دو مشرک بھی حضور کے ساتھ ہو لیے جو مدینہ میں ہی رہتے تھے۔ ایک کا نام قیس دوسرے کا نام ابن یساف تھا۔ حضور نے ان سے فرمایا تم ہمارے ساتھ کیوں نکلے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے ہمسائے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کے ساتھ نکلے ہیں کہ ہمیں بھی مالِ غنیمت مل جائیگا۔ آپ نے فرمایا اگر تم اپنے مقصد میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ۔ اس پر ابن یساف مسلمان ہو گیا اور نہایت دلیری سے جہاد کیا دوسرے نے اسلام قبول نہ کیا۔ چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس مشرک سے فرمایا فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم تؤمن باللہ ورسولہ قال لا قال ارجع فلن استعین بمشرک۔ ترجمہ! حضور نے فرمایا کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا! واپس لوٹ جا۔ میں مشرک سے امداد نہیں لیتا۔ چنانچہ وہ واپس ہو گیا

ترمذی صہ ۱۸۸ ج ۱

Marfat.com

سیرت محمد بن اسحاق میں ہے کہ حضور برابر اپنے ارادے سے جا رہے تھے۔ صفراء کے قریب پہنچ کر طلحہ بن عبد اللہ اور سعد بن زید کو ابوسفیان کا پتہ چلانے کے لئے بھیجا انہوں نے بدر کے مقام پر پہنچ کر بطحاء کے قریب ایک ٹیلے پر اپنی سواریاں بٹھائیں اور پانی کی تلاش میں نکلے۔ راستے میں دو لڑکیوں کو آپس میں جھگڑتے ہوئے دیکھا کہ ایک دوسری سے کہتی ہے۔ کہ تو میرا قرضہ کیوں نہیں ادا کرتی۔ اس نے کہا جلدی نہ کر کل یا پرسوں یہاں قافلہ آنے والا ہے۔ میں تجھے تیرا حق دے دوں گی۔ مجدی بن عمرو کہنے لگا کہ یہ سچ کہتی ہے ان کی اس گفتگو کو ان دونوں صحابہ نے سُن لیا اور اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر حضور علیہ السلام کی طرف چلدئے اُدھر ابوسفیان اپنے قافلے سے پہلے یہاں اکیلا پہنچا اور مجدی بن عمرو سے کہا کہ اس کنوئیں پر تم نے کسی کو دیکھا اس نے کہا نہیں۔ البتہ دو سوار آئے تھے اپنے اونٹ اس ٹیلے پر بٹھائے اپنی مشک میں پانی بھرا اور چلدیئے۔ ابوسفیان یہ سُن کر اس ٹیلے پر پہنچا اور مینگنیاں لیں اور ان کو توڑا تو مدنی کھجوروں کی گٹھلیاں ان میں سے نکلیں اس پر وہ کہنے لگا واللہ! یہ مدنی لوگ ہیں۔ وہیں سے واپس اپنے قافلے میں پہنچا اور راستہ بدل کر سمندر کے کنارے چلدیا۔ اور مکہؔ کی طرف روانہ ہوگیا۔ اور ضمضم غفاری کو اپنے سے پہلے مکہؔ روانہ کر دیا کہ جا کر قریش مکہؔ سے کہدو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے صحابی تمہارے قافلے کو لوٹ لینا چاہتے ہیں۔ ضمضم غفاری بسرعت تمام منازل طے کرتا ہوا مکہؔ پہنچا اس نے اپنے کُرتے کو آگے پیچھے سے پھاڑ لیا اپنے اونٹ کی ناک کاٹ ڈالی اور اونٹ کے پالان کو اونٹ کی پیٹھ پر رکھدیا اور اس حالت میں مقام ابطح پر آکر کھڑا ہوگیا اور بلند آواز سے پکارنے لگا۔ اے قریشیو! مسلمان تمہارے قافلے کو لوٹ لینا چاہتے ہیں۔ اور اس مقصد کے لئے وہ مصمم ارادہ کر چکے ہیں۔ لہٰذا اپنے قافلے کی حفاظت کے لئے باہر نکلو اور دشمن کا مقابلہ کر کے اپنے ساز و سامان اور ساتھیو کو بچاؤ۔

(مدارج النبوتؔ ص ۱۶۲ مصنفہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی)

Marfat.com

قریش کا ارادۂ خروج

جب قریش نے واویلا سُنا تو انہوں نے مکہ سے نکل کر اپنے قافلے کو بچانے کا ارادہ کیا۔ سہیل بن عمرو اور ربیعہ بن اسود نے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بہت بھڑکایا اور طے یہ پایا کہ جس گھر میں دو آدمی ہیں ان میں سے ایک ضرور قافلے کی حفاظت کے لئے نکلے اور مالدار غریبوں کو اسلحہ مہیا کریں۔ علامہ واقدی فرماتے ہیں کہ سب نے اس فیصلے پر اتفاق کیا۔ لیکن ابو لہب متفق نہ ہوا۔ قریش نے کہا کہ اگر تو نہ جائے گا تو تیری وجہ سے بہت سے لوگ جانے سے انکار کر دیں گے۔ لہٰذا تمہیں ہمارے ساتھ ضرور چلنا ہوگا۔ یا پھر اپنی جگہ پر ایک آدمی دینا ہوگا۔ ابو لہب نے عاص بن ہشام سے چار ہزار درہم قرضے کے لینے تھے اس نے عاص بن ہشام سے کہا کہ میں تجھے چار ہزار درہم معاف کر دوں گا اگر تو میری جگہ ان قریشیوں کے ساتھ چلا جائے چنانچہ ابو لہب کی جگہ عاص بن ہشام مشرکین کے ساتھ ہو لیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابو لہب تو اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا۔ اس نے کیوں جانے سے انکار کیا اور وہ جنگ میں شریک ہونے سے کیوں گریز کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ عاتکہ بنت عبدالمطلب کے خواب سے ڈرتا تھا۔

(معارج النبوت رکن چہارم باب چہارم ص ۴۳)

عاتکہ کا خواب

عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم غفاری کے مکہ پہنچنے سے تین رات قبل ایک خواب دیکھا۔ عاتکہ صبح کو اٹھیں اور اس خواب کو عظیم خطرناک تصور کیا۔ اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بُلا بھیجا۔ وہ آئے تو ان کو کہا کہ میں نے آج رات کو ایک خوفناک خواب دیکھا ہے اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش پر ایک بلائے ناگہانی نازل ہونے والی ہے۔ عباس نے پوچھا وہ کیا خواب ہے۔ عاتکہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ایک مرد اپنے اونٹ پر آیا اور ابطح میں ٹھہرا اس نے کہا اے اہل غدر تین دن میں اپنے مقتل میں چلے جاؤ۔ اس نے آدمیوں کو حکم دیا وہ اس کے گرد جمع ہو گئے پھر اس کے اونٹ نے اس کو مسجد

Marfat.com

میں داخل کیا اور پھر اس کے گرد آدمی جمع ہو گئے۔ پھر اس کے اونٹ نے اس کو کھڑا کر دیا میں اچانک دیکھتی ہوں کہ وہ کعبہ کے سر پر تھا پھر اس نے کہا اے اہل غدر اپنے مقتل میں تین دن کے اندر پہنچ جاؤ پھر اس نے ایک بہت بڑا پتھر لیا اور اس کو پہاڑ کی چوٹی سے چھوڑ دیا گیا۔ اس پتھر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور مکہ کے ہر گھر میں اس کا ایک ایک ٹکڑا پہنچا۔ جب حضرت عباس نے یہ خواب سنا تو کہا اس خواب کو چھپاؤ۔ عاتکہ نے کہا کہ تم بھی اس خواب کو چھپاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ قریش کو اس کی خبر پہنچے اور وہ ہمیں ایذا پہنچائیں۔ جب حضرت عباس وہاں سے رخصت ہوئے تو ان کی ملاقات ان کے دوست ولید بن عتبہ سے ہوئی، حضرت عباس نے ولید سے یہ خواب بیان کر دیا۔ ولید نے اپنے باپ عتبہ سے اس خواب کو بیان کر دیا۔ اسی طرح عتبہ نے اور لوگوں کو بتا دیا۔ آخر کار ابوجہل کو بھی اس خواب کا پتہ چل گیا۔ دوسرے دن حضرت عباس کعبہ کا طواف کر رہے تھے ابوجہل اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا تھا اس نے کہا ابوالفضل طواف سے فارغ ہو کر ہمارے پاس آجانا۔ چنانچہ حضرت عباس طواف سے فارغ ہوئے تو ابوجہل کے پاس گئے تو اس نے کہا اے بنی عبدالمطلب کیا تم لوگ اس سے راضی نہیں تھے کہ تمہارے مرد نبوت کا دعویٰ کرتے یہاں تک کہ تمہاری عورتیں نبی ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں جن تین دنوں کا عاتکہ نے دعویٰ کیا ہے ہم ان تین دنوں کا انتظار کریں گے۔ اگر حق ہوگا تو ظہور میں آئیگا ورنہ تمہارے اس جھوٹ کو تمام عرب میں مشہور کر دوں گا۔ جب تیسرا دن ہوا تو ضمضم غفاری ابطح میں اپنے اونٹ پر آموجود ہوا اور اس نے یہ خبر دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے اصحاب نے قریش کے قافلے کو لوٹنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس پر مشرکین مکہ کا ساڑھے نو سو آدمیوں پر مشتمل لشکر قافلے کی حفاظت کے لئے نکلا اور اس کے ستر لشکری واصل جہنم ہوئے۔

(خصائص کبریٰ صفحہ ۲۹ جلد ۱ ۔ مظہری صفحہ ۱۲ جلد ۴ ۔ مدارج النبوت صفحہ ۱۱۶ جلد ۲ خازن)

سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمرہ :۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمرہ

Marfat.com

کرنے کے لئے مکہ گئے اور وہاں جا کر امیہ بن خلف کے ہاں ٹھہرے کیوں کہ امیہ جب ملک شام کو تجارت کی غرض سے جاتا تو راستہ میں مدینہ طیبہ میں حضرت سعد کے ہاں ٹھہرتا۔ مکہ پہنچ کر حضرت سعد نے طواف کا ارادہ کیا تو امیہ نے کہا کہ دوپہر کے وقت طواف کرنا اس وقت بھیڑ کم ہو جائیگی۔ جب دوپہر ہوئی تو حضرت سعد بن معاذ امیہ کو ساتھ لے کر طواف کے لئے گئے۔ دوران طواف ابوجہل نے حضرت سعد بن معاذ کو دیکھ کر امیہ سے پوچھا یہ کون ہے اس پر حضرت سعد بن معاذ نے فرمایا میں سعد ہوں۔ ابوجہل نے کہا تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی ہے۔ لہٰذا تم ہمارے دشمن ہو تم اس طرح چین سے طواف نہیں کر سکتے اس پر حضرت سعد اور ابوجہل میں جھگڑا ہو گیا۔ امیہ نے حضرت سعد سے کہا کہ ابوجہل سے بلند آوازی سے بات نہ کرو کیوں کہ یہ یہاں کے سردار ہیں۔ اس پر سعد نے ابوجہل سے کہا اے لعین اگر تو مجھ کو طواف کرنے سے روکے گا۔ تو یاد رکھ تیری شام کی تجارت کو بند کر دوں گا۔ امیہ نے دوبارہ حضرت سعد کو خاموش کرنے کی کوشش کی۔ اس پر آپ کو غصہ آ گیا اور کہا اے امیہ میں نے سنا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوجہل امیہ کا قاتل ہے۔ اس پر امیہ نے کہا کہ خاص مجھ کو قتل کریگا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر امیہ نے گھر جا کر اپنی بیوی کو یہ بات بتائی تو اس نے کہا کہ اگر واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے تو بالکل سچ ہے کیوں کہ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ چنانچہ جب جنگ بدر کے لئے مشرکین مکہ سے نکلے تو امیہ نے اپنی بیوی کے یاد دلانے پر شمولیت سے صاف انکار کر دیا اس پر ابوجہل نے کہا کہ تو ہمارے ساتھ صرف ایک ایک دو دن کے لئے چل پھر واپس آ جانا۔ امیہ اس کی باتوں میں آ گیا اور جنگ بدر میں شریک ہو کر مارا گیا۔ اس طرح ابوجہل امیہ کے قتل کا سبب بنا۔ اور حضور اکرم علیہ السلام کا فرمان سچا ثابت ہوا۔ (خصائص کبریٰ ص ۵۲۸ ج ۱)

جہیم بن الصلت کا خواب:۔ جب مشرکین مکہ کا لشکر مقام جحفہ پر

Marfat.com

پہنچا تو جہیم بن الصلت نے خواب دیکھا کہ اس کے سرہانے ایک گھوڑ سوار ہے جس کے ساتھ ایک اونٹ ہے۔ اس سوار نے کہا کہ عتبہ شیبہ زمعہ ابوجہل ابوالبختری اور امیہ بن خلف وغیرہ قتل کر دیئے گئے بعد ازاں اس نے اونٹ کو ذبح کیا۔ اس کا سر لشکرِ قریش کی طرف پھینک دیا۔ مشرکین کے ہر خیمہ میں اس اونٹ کا خون پہنچ گیا۔ جب اس خواب کا پتہ ابوجہل کو چلا۔ تو اس نے کہا۔ لو یہ دوسرا پیغمبر پیدا ہوگیا اور بڑے جوش میں کہا کہ آنے والا وقت بتادیگا۔ کہ کون قتل ہوتا ہے اور جہیم بن الصلت سے کہا تیرا یہ خواب شیطانی ہے اسکی تعبیر بالکل الٹ ہوگی۔ عتبہ نے یہ خواب سُن کر شیبہ سے بیان کر دیا اور کہا کہ میری رائے یہ ہے۔ کہ یہ خواب عاتکہ کے خواب سے ملتا ہے لہٰذا ہم دونوں جنگ میں شرکت کئے بغیر واپس لوٹ جائیں۔ شیبہ نے اس کی رائے سے اتفاق کیا۔ جب انہوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ تو ابوجہل آگیا اور اس نے ایسی مکارانہ تقریر کی کہ وہ دونوں اسکے ورغلانے میں آگئے اور واپس جانے کا ارادہ ترک دیا۔

(ص ۱۱۸ ج ۲ مدارج النبوت ص ۱۶۲ سیرت حلبیہ ص ۱۵۰ ج ۲ مظہری)

ضمضم بن عمرو غفاری کا خواب

:۔ جب ضمضم غفاری قافلہ سے جُدا ہوکر عازم مکہ ہوا تو اس نے راستے میں خواب دیکھا کہ وہ ایک اونٹ پر سوار ہے۔ اس کا گذر ایک ایسی وادی سے ہوا جس میں کثرت سے خون بہہ رہا ہے۔ جب بیدار ہوا تو جان گیا کہ قریش پر عظیم مصیبت نازل ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ جس قدر قریش کو جنگ بدر میں ذلت کا سامنا کرنا پڑا شاید اور کسی جنگ میں ان کو ایسی ذلت نہیں ہوئی۔

(ص ۱۱۶ ج ۲ مدارج النبوت)

علامہ واقدی فرماتے ہیں کہ جب ابوسفیان کا قافلہ سلامتی کے ساتھ مکہ پہنچ گیا۔ تو اس نے اہلِ کارواں میں سے قیس بن امراء القیس کو قریش کے پاس بھیجا کہ تمہارے خروج کا مقصد حفاظتِ قافلہ تھا وہ مقصد اب پورا ہوگیا ہے۔ لہٰذا تم سب واپس لوٹ آؤ۔

Marfat.com

ہمیں مسلمانوں سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ابوجہل نے یہ پیغام سن کر کہا کہ ہم تو اب چاہِ بدر تک جائیں گے۔ وہاں تین دن قیام کریں گے۔ شرابیں پئیں گے، گانے والی عورتوں کے گانے سنیں گے۔ اس پر قیس واپس ابوسفیان کے پاس آگیا اور آکر اسے ابوجہل کے ارادے سے آگاہ کیا۔ اس پر ابوسفیان بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر لشکر سے آملا اور اس طرح مشرکین مکہ کے لشکر کی تعداد ایک ہزار ہوگئی۔ (معارج النبوت صہ ۳۶/۴)

علاوہ ازیں عداس نصرانی جو حضور پر ایمان لاچکا تھا اور عتبہ و شیبہ کا غلام تھا نے بھی روکا کہ اے میرے سردار آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ نہ کرو۔ لیکن ابوجہل نہ مانا۔

(مدارج النبوت صہ ۱۱۹/۲)

جناب حفیظ جالندھری نے ابوجہل کا جوابِ قاصد اس طرح بیان فرمایا ہے:

شرابیں ناچ گانا، کھانا پینا ساتھ لائے ہیں ۔ بھلا لگتا ہے جن چیزوں سے جینا ساتھ لائے ہیں
بہت سی گانے والی عورتیں ہمراہِ لشکر ہیں ۔ انہی کے حسن سے معمور یہ خرگاہِ لشکر ہیں!
انہی سے منزلوں میں اہتمام عیش رہتا ہے ۔ کہ ہر سردار کا خیمہ مقام عیش رہتا ہے
ہماری رات غرقِ بادۂ سرجوش رہتی ہے ۔ صدائے چنگ و دف گلبانگِ نوشانوش رہتی ہے

اس سے معلوم ہوا کہ شرابیں پینا اور فاحشہ عورتوں کے ناچ دیکھنا ان سے گانے وغیرہ سننا یہ مشرکین مکہ اور خصوصاً ابوجہل علیہ اللعنۃ کا طریقہ ہے مسلمانوں کو ان افعال قبیحہ و شنیعہ سے احتراز کرنا چاہیے۔ آج کل ہماری نئی پود گانے سننے کی بڑی شائق نظر آتی ہے۔ جس نوجوان کو دیکھو ہاتھ میں ریڈیو لئے چلا جا رہا ہے وہ نوجوان جس کے ہاتھ میں کبھی تیر و تفنگ ہوتے تھے آج وہ طوائفوں کے گانے پر مست ہونا اپنا مقصدِ حیات سمجھ بیٹھا ہے۔ حالانکہ گانا شرعاً سخت ممنوع اور ناپسندیدہ ہے اور قرآن و حدیث میں اسکی بہت شدید وعید و سزا بیان ہوئی ہے۔ ریڈیو، سینما اور ثقافتی پروگراموں کے مروجہ فحش و فلمی گانے کا خزانہ شیطانی مشغلہ ہے جو بلاشبہ ناجائز و حرام اور عذاب و لعنت

Marfat.com

خداوندی کا موجب ہیں اور گانے کے ساتھ جب ساز اور باجہ وغیرہ ہو عورت کی آواز ہو اور بے پردہ عورتوں اور مردوں کا مخلوط اجتماع ہو تو اس کی حرمت اور لعنت میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے کسی مسلمان کے لئے ہرگز ہرگز یہ جائز نہیں کہ وہ ان گانوں سے اپنی زبان و کان کو آلودہ کرے۔

گانے کی مذمّت از قرآن و حدیث

آیت :- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (پ۲۱ لقمان)

ترجمہ :- کچھ لوگ کھیل و گانے کے خریدار ہیں تاکہ بے علمی سے لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں۔ اور اسے ہنسی بنا لیں ان کے لئے ذلّت کا عذاب ہے۔

یہ آیت رئیس الکفار نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی جس کے پاس گانے والی لڑکیاں تھیں اور وہ لوگوں کو ان کا گانا سُنا کر کہتا تھا۔ گانا نماز، روزہ اور جہاد سے بہتر ہے۔ جس کی طرف تمہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاتے ہیں۔

معلوم ہوا گانے بجانے کا شغل اور طوائفوں ایکٹرسوں اور مغنیہ عورتوں کا گانا، کفار کا مشغلہ ہے۔ گانا اور عورتوں کی آواز اللہ کے راستے سے بہکانے اور احکام خداوندی سے ہنسی ٹھٹھا کا باعث ہے۔ موسیقی و گانے کے شیدائی اس فعل کے گناہ اور اللہ کے عذاب سے جاہل و بے علم ہیں۔ ورنہ ہرگز اس میں مبتلا نہ ہوتے۔ جو لوگ آج موسیقی و ثقافت کو معیار تہذیب و ترقی خیال کرتے ہیں۔ اسی کے باعث انہیں کل قیامت کے دن ذلت و رسوائی کا عذاب ہو گا۔

فرمودات مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

پہلی حدیث :- آخر زمانہ میں میری امت سے ایک گروہ مسخ ہو کر بندر و خنزیر بن جائیگا۔

Marfat.com

صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا وہ مسلمان ہوں گے فرمایا! ہاں وہ کلمہ شہادت پڑھیں گے۔ ان کے پاس ڈھول باجے اور گانے والی عورتیں ہوں گی اور وہ شرابیں پئیں گے اسی طرح ان کی رات گزرے گی۔ پس جب صبح ہو گی تو وہ مسخ ہو جائیں گے۔

(ابن ماجہ شریف)

دوسری حدیث:۔ جو مغنیہ کا گانا سننے کے لیے بیٹھے گا، اللہ قیامت کے دن اس کے دونوں کانوں میں (جہنم کا پگھلایا ہوا) سیسہ ڈالے گا۔

تیسری حدیث:۔ جب شرابیں پی جائیں۔ ریشم پہنا جائے۔ پچھلے لوگ اگلوں (بزرگوں) پر لعنت بھیجیں اور گانے والی عورتوں اور باجوں کا ظہور ہو تو اس وقت سرخ آندھی، زلزلے، زمین میں دھنسنے، شکلیں بگڑنے اور اوپر سے پتھر برسنے اور پے درپے نشانات کا انتظار کرو۔

چوتھی حدیث:۔ آنکھوں کا زنا حرام دیکھنا ہے۔ کانوں کا زنا (گانا باجہ وغیرہ) حرام باتیں سننا ہے۔ زبان کا زنا (گانا وغیرہ) حرام باتیں کہنا ہے۔ ہاتھ کا زنا حرام کو پکڑنا ہے۔ پاؤں کا زنا حرام کاموں کی طرف چلنا ہے۔ (بخاری شریف)

اب مقام غور ہے کہ جو آدمی گھر سے فلم دیکھنے چلتا ہے۔ سینما ہال میں پہنچ کر وہ حدیث متذکرہ میں بیان ہونے والے ہر زنا کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ کہ گھر سے چلا تو پاؤں کا زنا۔ وہاں جاکر ہاتھ سے ٹکٹ پکڑا تو ہاتھ کا زنا۔ ہال میں داخل ہو کر فلم کو دیکھا آنکھ کا زنا۔ گانا سنا کان کا زنا اور پھر جب فلم دیکھ کر گھر واپس ہوئے تو کسی گانے کو اپنی زبان سے گایا تو زبان کا زنا سرزد ہو گیا۔

خدا تعالےٰ ہمارے نوجوانوں کو اس شیطانی فعل سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین

قرآن حکیم نے ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے تکبر و غرور کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن

سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ۝

ترجمہ :۔ اور ان جیسے نہ ہونا جو اپنے گھر سے نکلے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کو اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں ۔ اور ان کے سب کام اللہ کے قابو میں ہیں ۔

یعنی مشرکین مکہ کو اپنی کثرت لشکر اور کثرت مال پر ناز تھا وہ بڑے تکبرانہ انداز سے چلے تاکہ لوگ ان کو دیکھ کر ان کی بہادری اور عظمت کی تعریف کریں چنانچہ جب ابوسفیان کی طرف سے ایک آدمی ابوجہل کے پاس آیا اور اس کو واپس لوٹنے کو کہا تو اس لعین نے کہا کہ ہم تو چاہ بدر تک ضرور جائیں گے وہاں تین دن تک قیام کریں گے وہاں اونٹ ذبح کریں گے اور مزے سے ان کا گوشت کھائیں گے ۔ شراب پئیں گے اور گانے والی عورتوں کے گانے سنیں گے تاکہ تمام عرب میں ہماری بہادری کا سکہ بیٹھ جائے لیکن "تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ" کے مطابق ان مشرکین نے جام شراب پینے کی بجائے جام موت نوش کیا ، گانے سننے کی بجائے اپنی موت پر نوحہ سنا ، خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسے لوگوں کی طرح اکڑتے ہوئے نکلنے سے منع فرمایا اور ان کو اخلاص نیت کا حکم دیا ۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا !

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ :۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا لیکن وہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے ۔ (صہ ۹۸ منظہری)

بنی زہرہ قبیلہ کے سو آدمی بھی لشکر کفار کے ساتھ آملے تھے ۔ ان کے سردار اخنسؓ بن شریق نے جب یہ دیکھا کہ قافلہ تو سلامتی سے آ پہنچا ہے تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تمہارے صاحب مخرمہ بن نوفل اپنے مال و اسباب کے ساتھ گھر پہنچ گئے

Marfat.com

ہیں اب ہمیں مسلمانوں سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ ہمارے کوچ کا مقصد حفاظت قافلہ تھا سو وہ ہمیں حاصل ہوگیا۔ چنانچہ یہ اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس ہوگیا۔ (ص ۱۶۳ ج ۲ انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون)

مکہ معظمہ سے نکلنے کے بعد سب سے پہلے ابوجہل نے "مرالظہران" کے مقام پر دس اونٹ لشکر کے لئے ذبح کئے پھر عسفان کے مقام پر پہنچ کر سفیان میں امیہ نے نو اونٹ ذبح کئے اور مقام "قدید" پر سہیل بن عمرو نے دس اونٹ ذبح کئے۔ پھر یہ لشکر جحفہ کے مقام پر پہنچا تو یہاں پر عتبہ بن ربیعہ نے دس اونٹ ذبح کئے۔ پھر "ابواء" کے مقام پر مقیس بن عمرو نے نو اونٹ ذبح کئے اسی طرح عباس بن عبدالمطلب نے بھی دس اونٹ ذبح کئے۔ چاہِ بدر پر پہنچ کر ابوالبختری نے بھی دس اونٹ ذبح کئے۔

(ص ۱۶۲ ج ۲ سیرۃ حلبیہ)

جبرائیل امین نے حضور علیہ السلام کو مشرکین کے لشکر کی مکہ سے نکلنے کی خبر دی۔ حضور علیہ السلام نے اپنے تمام صحابہ سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ یا تو ہمیں قافلے پر یا لشکر کفار پر فتحیاب کرے گا۔ حضور کے صحابہ کو لشکر کفار پر فتح کی نسبت کارواں پر فتح زیادہ محبوب تھی اس لئے بعض نے عرض کی لشکر کا ارادہ چھوڑ کر کارواں کا ارادہ کرنا چاہیئے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اس پر صدیق اکبر اور فاروق اعظم نے باری باری کھڑے ہو کر حضور علیہ السلام کو خوش کیا۔

(ص ۱۱ ج ۲ مدارج النبوت)

ابو وقاص لیثی بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سب کو لے کر بدر کی طرف نکلے۔ مقام روحاء میں پہنچ کر لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا تم لوگوں کی کیا رائے ہے اس پر شیخین حضرات باری باری اٹھے اور عرض کی! یارسول اللہ ہم آپکے غلام ہیں اور غلام کی کیا مجال ہے کہ وہ آقا کے حکم کی خلاف ورزی کرے۔ آپکے غلاموں کو خدا نے موت

Marfat.com

سے بیباک بنا دیا ہے۔

غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے ۔ یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

اس پر حضور علیہ السلام نے ان دونوں بزرگوں کے حق میں دعائے خیر کی۔ بعدازاں حضرت مقداد بن اسود کھڑے ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ہم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح نہیں ہیں کہ انہوں نے اپنے نبی کو کہہ دیا تھا کہ

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ہ

ترجمہ :- پس جا تو اور تیرا رب دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھنے والے ہیں۔

بلکہ ہم تو یوں کہیں گے۔

فَاذْهَبْ اَنْتَ بِرَبِّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا مَعَكُمَا مُقَاتِلُوْنَ۔

ترجمہ :- پس چلئے آپ اور آپکا رب دونوں جنگ کریں گے، ہم آپکی معیت میں لڑائی کرنے والے ہیں۔

معاذ اللہ مثلِ اُمت موسیٰ نہیں ہیں ہم - جہاں میں پیروانِ دین ختم المرسلین ہیں ہم
ہمارا فخر یہ ہے ہم غلامانِ محمد ہیں ۔ ہمیں باطل کا ڈر کیا زیر دامان محمد ہیں

پھر آپ نے فرمایا! لوگو مجھے مشورہ دو، آپ کی مراد انصار سے تھی اس لیے کہ انکی تعداد زیادہ تھی۔ حضرت سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ شاید آپ ہم سے جواب طلب فرما رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا! ہاں میری مراد تمہیں لوگوں سے ہے۔ اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی خدا کی قسم میں برک الغماد نہ کبھی گیا ہوں نہ مجھے اسکی راہ کا علم ہے۔ لیکن اگر آپ ہمیں یمن سے برک الغماد تک بھی لے جائیں تو بھی ہم آپ کے ساتھ چلیں گے۔ آپ پر ایمان لائے ہیں۔ آپ کا حکم ماننے کی بیعت آپ کے ہاتھ پر کر چکے ہم آپ کا ساتھ کبھی نہ چھوڑیں گے۔ اگر آپ ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم دیں تو بھی ہم اس میں کود پڑیں گے۔ ہم لڑائیوں میں بہادری کے جوہر دکھانے والے، مصائب

جھیلنے والے ۔ ہمارا سب مال آپکا ہے آپ جو چاہیں لے لیں۔ اس جواب سے حضور علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور جانب بدر روانہ ہوئے ۔ (ص ۱۰۲/۲ مسلم شریف ص ۹/۲ سورۃ انفال ابن کثیر)

یہ وہی سعد بن معاذ ہیں۔ جن کے متعلق حدیث شریف میں ہے

فضائل سعد بن معاذ

:۔ حدیث :۔ حضرت جابر سے روایت ہے نبی پاک نے فرمایا ! اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ ۔ (ص ۲۹۴/۲ مسلم شریف)

ترجمہ :۔ حضرت سعد بن معاذ کی موت پر عرش الٰہی کانپ اٹھا ۔

جب بنو قریظہ نے حضرت سعد بن معاذ کو حکم تسلیم کر لیا۔ تو حضور علیہ السلام نے ان کو بلا بھیجا ۔ حضرت سعد ایک گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے جب حضور کے قریب پہنچے تو آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا !

قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ یعنی اپنے سردار کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ چنانچہ قبیلہ اوس کا ایک گروہ اٹھا اور انہوں نے تعظیم و تکریم کے ساتھ آپ کو دراز گوش سے نیچے اتارا۔ پھر آپ نے یہودیوں کے بارے میں اپنا فیصلہ صادر فرمایا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے ان کے بچوں اور عورتوں کو غلام بنا لیا جائے اور ان کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ اس فیصلہ پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد! ان کے بارے میں تو نے وہ فیصلہ کیا جو خدا نے ساتویں آسمان پر کیا ہے ۔ جب حضرت سعد بن معاذ پر نزع کا عالم طاری ہوا تو حضور علیہ السلام ان کے سرہانے کھڑے ہوئے اور ان کے سر کو اپنے زانوئے اقدس پر رکھا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی خدایا سعد نے تیرے راستے میں بڑی تکالیف برداشت کیں ۔ تیرے رسول مقبول کی تصدیق کی۔ الٰہی اسکی روح کو اپنے دوستوں کی روحوں کی طرح قبض کر جب حضرت سعد نے حضور کی آواز کو سنا اپنی آنکھوں کو کھولا ۔ اور عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ

Marfat.com

خُدا کے رسول ہیں۔ آپ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ بعد ازاں ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ جبرائیل حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ کے صحابہ میں سے کس نے وفات پائی ہے کہ اس کی روح کے استقبال کے لئے تمام آسمانوں کے دروازے کھُل گئے ہیں۔ ان کے جنازے پر ستّر ہزار فرشتے حاضر ہوئے، حضرت سعد طویل القامت اور عظیم الجثہ تھے لیکن جب ان کا جنازہ اٹھایا تو بڑا ہلکا تھا لوگوں نے اسکی وجہ دریافت کی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے جنازے کو فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے۔ جب آپ کی قبر کھودی گئی تو قبر کی مٹی سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ (صد ۲۴۸ تا ۲۴۴ ۲ مدارج النبوت)

بدر کے قریب پہنچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن عوام اور چند دیگر صحابہ کو قریش کی خبر لانے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے کنوئیں پر سے بنو سعید بن عاص اور بنو حجاج کے دو غلاموں کو گرفتار کر لیا اور رسولِ خدا کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور علیہ السلام اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ صحابہ نے ان سے سوالات کئے کہ تم کون ہو انہوں نے کہا ہم قریش کے سقّے ہیں۔ انہوں نے ہمیں پانی لانے کے لئے بھیجا ہے۔ صحابہ کا خیال تھا کہ یہ ابوسفیان کے آدمی ہیں اس لئے انہوں نے ان کو مارنا شروع کر دیا آخر گھبرا کر انہوں نے کہہ دیا کہ ہم ابوسفیان کے قافلے کے ہیں۔ حضور نے ایک رکعت پر سلام پھیر دیا اور کہا جب تک وہ سچ کہتے رہے تو تم مارتے رہے جب انہوں نے جھوٹ بولا تم نے چھوڑ دیا واللہ یہ سچے ہیں، یہ قریش کے غلام ہیں۔ پھر آپ نے ان دونوں غلاموں سے پوچھا بتاؤ قریش کا لشکر کہاں ہے۔ انہوں نے کہا وادی قصویٰ کے اس طرف ٹیلے کے پیچھے آپ نے فرمایا وہ تعداد میں کتنے ہیں۔ انہوں نے کہا بہت ہیں آپ نے فرمایا آخر کتنے، انہوں نے کہا تعداد کا تو پتہ نہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا بتاؤ کہ وہ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا، ایک دن میں دس ایک دن نو، آپ نے فرمایا پھر تو وہ نو سو سے ایک ہزار تک ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا ان میں سرداران قریش میں سے کون کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ

Marfat.com

عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو البختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر، نضر بن حارث، زمعہ بن اسود، ابو جہل اور امیہ بن خلف وغیرہ۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا لو مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری طرف پھینک دیئے۔

(صے دسواں پارہ ابن کثیر)

بدر کے مقام پر پہنچکر مسلمانوں نے وادی الدنیا میں نزول فرمایا جو مدینے کی جانب تھی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا وَھُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی۔

ترجمہ:۔ جب تم پاس والے کنارے پر تھے اور وہ دور والے کنارے پر تھے۔

عدوہ کے معنی کنارے کے ہیں اور دنیا دنو سے ہے جس کے معنی قریب کے آتے ہیں۔ اور قصویٰ کے معنی بعید کے ہیں، یعنی مسلمان مدینہ کے قریب اور قریش مدینے سے دور مکہ کے قریب تھے۔ جس جانب مسلمانوں نے نزول فرمایا وہاں ریگستان تھا جس سے مسلمانوں کے پاؤں زمین میں دھنس جاتے اور ان کے گھوڑے گھٹنوں تک ریت میں دھنس جاتے تھے اس کے علاوہ مسلمانوں پر پیاس کا غلبہ ہوا اس میدان میں پانی کا نام و نشان نہ تھا، گرمی شدت کی پڑ رہی تھی یہ وہ میدان تھا جہاں مدت سے بارش نہ ہوئی تھی یہاں کا ذرہ ذرہ آفتاب کی حدت سے جھلس چکا تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں کبھی بھول کر بھی اسطرف سے نہ گزریں تھیں۔ اس دن میدان نے بھی دعا کی۔ ؎

خبر کیا تھی الٰہی ایک دن ایسا بھی آئے گا۔
کہ تیرا ساقی کوثر یہاں تشریف لائے گا۔

خبر کیا تھی یہاں تیرے نمازی آکے ٹھہریں گے۔
شہید آرام فرمائیں گے غازی آکے ٹھہریں گے۔

یا الہ العالمین مجھے اگر خبر ہوتی کہ تیرا محبوب اور اس کے صحابی میرے دامن میں آرام فرمائیںگے۔ اور مجھ پر تیری عبادت کریں گے تو میں اپنے شبنم کے قطروں کو ایک ایک کرکے جمع کر چھوڑتا۔

Marfat.com

اور ان نفوس قدسیہ کو سیراب کر دیتا۔ ؎

خبر ہوتی تو میں شبنم کے قطرے جمع کر رکھتا۔
چھپا کر ایک گوشے میں مصفا حوض بھر رکھتا۔

مجھے ان مہمانوں کی آمد کی خبر نہ تھی ورنہ طوفان نوح بھی مجھ پر سے گزرا میں اسی کو اپنے جگر میں جمع کر چھوڑتا اور آج اس مقدس قافلے کے ستر اونٹ اور دو گھوڑے سیراب ہو جاتے اور مجاہد اور نمازی غسل فرماتے وضو کرتے اور جی بھر بھر کر اپنی پیاس بجھاتے اس طرح آج حضور کے دربار میں میری لاج رہ جاتی۔ اب میں دعا کرتا ہوں کہ چونکہ تیرے محبوب کے قدم میرے سینہ بے کینہ پر لگ چکے ہیں اس لئے تمازت آفتاب کو کم کر دے اور آج اپنی رحمتِ خاصہ سے بارش برسا دے تاکہ میں ان مہمانوں کی میزبانی کر سکوں۔ ؎

تیرے محبوب کے پیارے قدم اس خاک پر آئے۔
الٰہی! حکم دے سورج کو اب آتش نہ برسائے۔

برائے چند ساعت ابر باراں بھیج دے یا رب
بہاراں بھیجدے یارب بہاراں بھیجدے یارب (شاہنامہ اسلام صہ۲)

نیز پانی کے نہ ہونے کی وجہ سے شیطان نے مومنوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ تم اللہ تعالےٰ کے ولی ہوا ور تم لوگوں میں خدا کا رسول موجود ہے باوجود اس کے مشرکین نے پانی پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ تمہارے پاس پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں تم پیاسے ہو، دریں اثناء مسلمانوں کو غسل کی بھی حاجت ہوئی۔ پس خدا تعالےٰ نے مسلمانوں پر رحم فرمایا اور باران رحمت کا نزول ہوا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَۃً مِّنْہُ وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَکُمْ بِہٖ وَیُذْھِبَ عَنْکُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَلِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ وَیُثَبِّتَ بِہِ الْاَقْدَامَ۔ (القرآن)

ترجمہ :۔ جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اسکی طرف سے چین تھی اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرما دے اور تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جما دے ۔ (کنزالایمان)

اس آیت میں بدری صحابہ کرام پر خداوندی نعمتوں کا ذکر ہے ۔ ان میں پہلی نعمت اونگھ تھی ۔ جنگ بدر میں مسلمان قدرتی طور پر اونگھنے لگے ۔ یہ اونگھ ان مسلمانوں کے حق میں خدا کی نعمت ثابت ہوئی ۔ یہ ایک قدرتی امر ہے کہ جس کو دشمن کیطرف سے خوف شدید ہو اس کو نیند کہاں آتی ہے اس کو تو ہر وقت اپنی جان کا فکر دامن گیر رہتا ہے ۔ لیکن اگر اس خوف شدید کے وقت کسی کو نیند آجائے تو یہ نیند اس کے لئے اطمینان قلب کا سبب ہوگا اس کا خوف و ہراس دور ہو جائے گا ۔ لہذا اس نیند کے آنے سے بدری صحابہ کا خوف دور ہو گیا بدری صحابہ کو اپنی قلت ، کفار کی کثرت اپنی بے سروسامانی اور کفار کا جدید اسلحہ سے لیس ہونے کا خوف تھا ۔ جو اس نیند نے زائل کر دیا ۔ علاوہ ازیں ان پر پیاس کا غلبہ تھا ۔ نیند نے اس شدت کی پیاس کو استراحت میں بدل دیا ۔ نیز نیند کے آنے سے تمام صحابہ کی بدنی اور ذہنی تھکاوٹ دور ہو گئی ۔ اس خوف شدید کے وقت صحابہ کو نیند آنا ایک ایسا امر تھا جو بطور خرق عادت وقوع پذیر ہوا ۔ لہذا اس نیند کو حضور علیہ السلام کا معجزہ بھی کہا جاتا ہے ۔

دوسری نعمت بارش :۔ مشرکین مکہ نے پانی پر قبضہ کر لیا تھا ۔ ان کا خیال تھا ۔ کہ پانی پر قبضہ کی بنا پر ہم جلد مسلمانوں پر فتح حاصل کر لیں گے ۔ پانی نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو پیاس کی شدت نے تنگ کیا ، اسی اثنا میں کئی صحابہ کو احتلام ہو گیا اور ان کو غسل کی حاجت ہوئی ۔ علاوہ ازیں ریت پر چلنا دشوار تھا اور ہوا چلنے پر وہ ریت اڑ کر گرد و غبار کی شکل اختیار کر لیتی تھی ۔ اس لئے مسلمانوں کو خوف تھا کہ ایک

Marfat.com

توجگہ ریتیلی دوسرے دشمن کی کثرت تیسرے پیاس کا غلبہ ہم دشمن سے کیسے مقابلہ کریں گے، خدا تعالیٰ نے مومنوں کے تمام وساوس کو دور فرمایا اور باران رحمت نازل فرمائی۔

ے یہ ریگستان کہ اک اک بوند پانی کو ترستا تھا۔
اسی پر آج بادل چھا گئے تھے مینہ برستا تھا۔

نزول بارش مسلمانوں کے لئے دلیل فتح ونصرت تھی۔ بارش آنے پر مسلمانوں نے ایک بہت بڑا حوض بنا لیا جس میں کافی مقدار میں پانی جمع ہو گیا اس سے پانی لے کر انہوں نے اپنی پیاس بجھائی، غسل کیا اور اپنے مشکیزے بھر لیے، بارش سے پہلے شیطان نے مسلمانوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ اگر تم حق پر ہوتے تو پانی پر دشمن کا غلبہ کیوں ہوتا، خدا تعالےٰ نے بارش نازل فرما کر مسلمانوں کو شیطانی وساوس سے محفوظ فرمایا۔ بارش ہونے پر مسلمانوں کے دل قوی ہو گئے اور ان کے دلوں سے خوف وہراس زائل ہوا۔ وہ ریتلی زمین جس میں پاؤں دھنس جاتا تھا بارش سے سخت ہو گئی۔ اس پر مسلمانوں کے لئے چلنا آسان ہو گیا جس زمین پر کفار کا لشکر خیمہ زن تھا وہاں کیچڑ ہو گیا اس پر کفار کے پاؤں پھسلنے لگے وہ جم کر لڑائی نہ کر سکے اس طرح یہ بارش مسلمانوں کے لئے رحمت اور کفار کے لئے زحمت ثابت ہوئی۔

(تفسیر کبیر صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۲ / ۱۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لڑائی ہونے سے ایک دن پہلے حضور علیہ السلام میدانِ بدر میں تشریف لائے اور فرمایا!

هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غَدًا۔ ترجمہ:۔ اگر خدا نے چاہا تو فلاں آدمی کل یہاں قتل ہوگا۔ (سیرۃ حلبیہ صـ۱۶۶ / ۲)

مسلم شریف میں حدیث یوں ہے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

(مسلم شریف صفحہ ۱۰۲ ج ۲)

۵ یہ رہ جائیں گے حسرت ہی دلِ ناپاک کے اندر ۔ ابوجہل اس جگہ لوٹے گا خون وخاک کے اندر

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فلاں کے پچھڑنے کی جگہ ہے اور اپنا ہاتھ زمین پر اِدھر اُدھر رکھا حضرت انس فرماتے ہیں ان کفار میں سے کوئی بھی حضور علیہ السلام کے لگائے ہوئے نشان سے دُور ہوکر قتل نہ ہوا ۔

اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ حضور علیہ السلام کو علم ما فی الغد حاصل تھا دوسرے یہ کہ خدا کی عطا سے حضور یہ بھی جانتے تھے کہ کوئی کہاں مرے گا ۔ یہ دونوں باتیں علوم خمسہ سے تعلق رکھتی ہیں ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے نبی پاک کو خدا تعالیٰ نے علوم خمسہ عطا فرمائے تھے ۔ علوم خمسہ یہ ہیں ۔

علومِ خمسہ

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۔

(سورۂ لقمان قرآن حکیم)

ترجمہ :۔ بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کس زمین میں مرے گی ۔ بیشک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے ۔ (کنز الایمان)

متعدد آیات و احادیث کثیرہ اور اقوال بزرگان دین سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو یہ پانچوں علوم عطا فرماتا ہے ۔ چنانچہ علامہ صاوی نے زیر آیت یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا :۔ ترجمہ ! تم سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ کب کے لئے ٹھہری ہے ۔ ...... لکھا ہے ۔

Marfat.com

اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمْ یَخْرُجْ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَعْلَمَہُ اللّٰہُ بِجَمِیْعِ مُغَیَّبَاتِ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ۔

ترجمہ:۔ کہ حضور علیہ السلام دنیا سے نہ گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو دنیا اور آخرت کے سارے علم دے دیئے۔

علاوہ ازیں یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ۔

ترجمہ:۔ لوگ تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ کہ اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے۔

کے تحت علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

فَلَمْ یَخْرُجْ نَبِیُّنَا عَلَیْہِ السَّلَامُ حَتّٰی اَطْلَعَہُ اللّٰہُ عَلٰی جَمِیْعِ الْمُغَیَّبَاتِ وَمِنْ جُمْلَتِھَا السَّاعَۃُ ۝

ترجمہ:۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو تمام غیبوں پر مطلع فرما دیا جن میں سے قیامت بھی ہے۔

حضور علیہ السلام نے قیامت قائم ہونے کا دن بتا دیا مشکوٰۃ شریف میں ہے،

لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ۔ یعنی قیامت قائم نہ ہوگی مگر جمعہ کے دن۔ کلمہ کی اور بیچ کی انگلی ملا کر فرمایا بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ یعنی ہم اور قیامت اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ عَلَیْہِ وسلم مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ۔

ترجمہ:۔ حضور علیہ السلام نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا پس ہم کو ابتدائے پیدائش کی خبر دے دی یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور دوزخی اپنی منزلوں میں۔

(بخاری شریف کتاب بدءالخلق)

اس جگہ حضور نے دو قسم کے واقعات کی خبر دی ۱ عالم کی پیدائش کی ابتدا کس طرح ہوئی ۲

پھر عالم کی انتہا کس طرح ہوگی. یعنی از روز اوّل تا قیامِ قیامت ایک ایک ذرہ بیان فرما دیا۔
اسی حدیث کے تحت شارحین نے لکھا ہے۔

فِيهِ دَلَالَةٌ عَلٰى اَنَّهٗ اَخْبَرَ فِى الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيْعِ اَحْوَالِ الْمَخْلُوْقَاتِ مِنْ اِبْتِدَاءِهَا اِلٰى اِنْتِهَائِهَا۔ یعنی اس حدیث میں دلالت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے سارے احوال کی خبر از ابتداء تا انتہا دے دی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ حضور علیہ السلام نے قیامت تک کے من و عن واقعات بیان فرما دیئے۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ آپکو قیامت کا علم نہ ہو، کیوں کہ دنیا ختم ہوتے ہی قیامت ہے اور حضور علیہ السلام کو یہ علم ہے۔ کہ کونسا واقعہ کس کے بعد ہوگا۔ جو آخری واقعہ ارشاد فرمایا وہی دنیا کی انتہا ہے اور قیامت کی ابتداء دو ملی ہوئی چیزوں میں سے ایک کی انتہا کا علم دوسری کی ابتداء کا علم ہوتا ہے۔

تفسیراتِ احمدیہ میں ہے کہ وَلَكَ اَنْ تَقُوْلَ اِنَّ عِلْمَ هٰذِهِ الْخَمْسَةِ وَاِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُهَا اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ لٰكِنْ يَجُوْزُ اَنْ يُّعَلِّمَهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ مُحِبِّيْهِ وَاَوْلِيَاءِهٖ بِقَرِيْنَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ عَلٰى اَنْ يَّكُوْنَ الْخَبِيْرُ بِمَعْنَى الْمُخْبِرِ۔ (تفسیراتِ احمدیہ صفحہ ۵۰۴)

ترجمہ:۔ اور تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ ان پانچوں علوم کو اگرچہ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لیکن جائز ہے کہ خدا تعالے اپنے محبوبوں اور ولیوں میں سے جس کو چاہے سکھائے اس قول کے قرینے سے کہ اللہ تعالے جاننے والا بتانے والا ہے خبیر بمعنی مُخبِر۔

سید شریف عبد العزیز دباغ مصری رحمۃ اللہ علیہ کتاب الابریز میں فرماتے ہیں:۔

وَكَيْفَ يَخْفٰى اَمْرُ الْخَمْسِ عَلَيْهِ صلى الله عليه وسلم وَالْوَاحِدُ مِنْ اَهْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ اُمَّتِهِ الشَّرِيْفَةِ لَا يُمْكِنُهُ التَّصَرُّفُ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ هٰذِهِ الْخَمْسِ۔ (الابریز شریف صفحہ ۲۸۳)

ترجمہ:۔ حضور علیہ السلام پر علوم خمسہ کیسے پوشیدہ رہ سکتے ہیں جب کہ آپکی امت کے کسی اہل تصرف

Marfat.com

کو تصرّف ممکن نہیں جب تک کہ ان علوم خمسہ کی معرفت حاصل نہ ہو۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :۔

فَهُوَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْئٌ مِنَ الْخَمْسِ الْمَذْكُوْرَةِ فِي الْآيَةِ الشَّرِيْفَةِ وَكَيْفَ يَخْفٰى عَلَيْهِ ذَالِكَ وَالْاَقْطَابُ السَّبْعَةُ مِنْ اُمَّتِهِ الشَّرِيْفَةِ يَعْلَمُوْنَهَا ، وَهُمْ دُوْنَ الْغَوْثِ فَكَيْفَ بِالْغَوْثِ، فَكَيْفَ بِسَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ الَّذِيْ هُوَ سَبَبُ كُلِّ شَيْئٍ وَمِنْهُ كُلُّ شَيْئٍ ۔ (الابریز شریف ص۵۳۶)

ترجمہ :۔ حضور علیہ السلام پر ان پانچوں مذکورہ میں سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں اور حضور پر یہ امور مخفی کیوں کر ہو سکتے ہیں حالانکہ آپ کی امت کی سات قطب ان کو جانتے ہیں ۔ حالانکہ وہ غوث سے مرتبہ میں نیچے ہیں ، پھر غوث کا کیا کہنا پھر حضور علیہ السلام کا کیا پوچھنا جو تمام اوّلین و آخرین سارے جہان کے سردار ہیں ۔ اور ہر چیز کے سبب ہیں اور ہر چیز ان سے ہے۔

جب کفار نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں تو آپ نے قوم سے فرمایا۔

فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۔

ترجمہ :۔ آپ نے فرمایا اپنے گھروں میں تین دن اور برت لو۔

کفّار نے بدھ کی رات کو اس اونٹنی کے پاؤں کاٹے اور ہفتہ کی صبح کو ان پر عذاب آیا۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے دن تمہارے چہرے پیلے پڑ جائیں گے ، دوسرے روز سُرخ تیسرے دن کالے ، ایسا ہی ہوا ۔ یہ ہے علم ما فی غد ، علاوہ ازیں صالح علیہ السلام کو تعلیم الٰہی سے اس قوم کی موت کا وقت معلوم تھا کہ تین دن کے بعد مر جائے گی ۔ یہ بھی علوم خمسہ میں سے ہے۔

جب حضور علیہ السلام معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کیطرف واپس

Marfat.com

لوٹے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ آپ کو کس چیز کا حکم ہوا آپ نے فرمایا پچاس نمازوں کا حکم ہوا، اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپکی امت پچاس نمازیں روزانہ ادا نہ کر سکے گی میں نے آپ سے پہلے بنی اسرائیل کا تجربہ کیا ہے آپ خدا کی بارگاہ میں جائیے اور تخفیف کرائیے اپنی امت کے لئے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں میں خدا تعالےٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دس نمازوں کی تخفیف ہو گئی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر وہی بات کہی، میں پھر حاضر بارگاہ الٰہی ہوا پھر دس نمازوں کی تخفیف ہوئی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر وہی بات کہی۔ اس مرتبہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونے سے دس نمازوں کی کمی ہو گئی پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر وہی بات کہی اب کے مرتبہ اور دس نمازوں کی کمی ہوئی موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر جائیے تخفیف کرائیے اس مرتبہ پھر پانچ نمازوں کی تخفیف ہو گئی۔ اب جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے دریافت کیا، فرمائیے کتنی نمازوں کا حکم ہوا۔ میں نے کہا ہر روز پانچ نمازوں کا، اس پر کلیم اللہ نے فرمایا!

اِنَّ اُمَّتَکَ لَا تَسْتَطِیْعُ خَمْسَ صَلَوٰاتٍ کُلَّ یَوْمٍ۔

ترجمہ:۔ بے شک آپکی امت روزانہ پانچ نمازیں نہ پڑھ سکے گی۔ (بخاری شریف ص ۳۲۸ ج ۲ مصری)

یہ تھا حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا علم ما فی غد کہ آپ نے ہزاروں سال پہلے ہی جان لیا کہ نبی آخر الزمان کے بہت سے امتی پانچ نمازیں ادا نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ آج دیکھ لیجئے کہ مسلمانوں کی اکثریت بے نماز ہے۔

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس جنتی پھل دیکھے تو سمجھ گئے کہ اس جگہ پر خدا تعالےٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے وہاں کھڑے ہو کر آپ نے اولاد نرینہ کی دعا کی۔ رب تعالےٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرما لیا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۔

Marfat.com

ترجمہ:۔ تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ کا جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا۔ اور نبی ہمارے خاصوں میں سے۔ کنز الایمان)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو علم غیب دیا۔ کیوں کہ اس پکارنے والے فرشتے کو خبر تھی کہ آپکو بیٹا ملے گا۔ اور وہ بیٹا نبی ہوگا اور ساری عمر شادی نہ کرے گا۔ یہ علوم خمسہ سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں بلکہ جب زکریا علیہ السلام کی زوجہ حاملہ ہوئیں تو زکریا علیہ السلام کو بھی خبر تھی کہ اس حمل میں لڑکا ہے اور وہ ان صفات سے موصوف ہوگا۔ علم غیب نبی اور علم غیب فرشتہ سب ثابت ہوئے۔

جب حضرت صالح، حضرت زکریا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہم السلام کے علم کا یہ کمال ہے تو پھر حبیب اللہ کے علم کا کیا کمال ہوگا۔ جو تمام اولین و آخرین کے سردار اور سب نبیوں سے ذاتاً اور صفاتاً افضل ہیں۔

۱۔ سید علی الخواص رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ارشاد ہے۔

لَا یَکْمُلُ الرَّجُلُ عِنْدَنَا حَتّٰی یَعْلَمَ حَرَکَاتِ مُرِیْدِہٖ فِی انْتِقَالِہٖ فِی الْاَصْلَابِ وَھُوَ نُطْفَۃٌ مِّنْ یَوْمِ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ اِلٰی اِسْتِقْرَارِہٖ فِی الْجَنَّۃِ اَوْ فِی النَّارِ۔

(کبریت احمر ص۱۶۵)

ترجمہ:۔ ہمارے نزدیک تو آدمی تب تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو اپنے مرید کی حرکتیں اس کے آباء کی پیٹھ میں معلوم نہ ہوں یعنی جب تک یہ معلوم نہ کرے کہ یوم الست سے کس کس کی پیٹھ میں ٹھہرا اور اس نے کس وقت حرکت کی یہاں تک کہ اس کے جنت اور دوزخ میں قرار پکڑنے تک کے حالات جانے۔

۲۔ شیخ تاج العارفین ابو الوفا فرماتے ہیں۔

لَا یَکُوْنُ الشَّیْخُ شَیْخًا حَتّٰی یَعْرِفَ مِنْ کَافٍ اِلٰی قَافٍ فَقِیْلَ لَہٗ مَا کَافٌ وَمَا

Marfat.com

قَافُ فَقَالَ يُطْلِعُهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى جَمِيْعِ مَا فِى الْكَوْنَيْنِ مِنْ اِبْتِدَاءِ
خَلْقِهٖ بِكُنْ اِلٰى مَقَامِ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ۔
(بہجۃ الاسرار ص ۱۴۳)

ترجمہ :۔ کوئی شیخ اس وقت تک شیخ کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ کاف سے قاف تک کی معرفت حاصل نہ کرے۔ پوچھا گیا! کاف اور قاف کیا ہوتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ عزوجل اس شیخ کامل کو دونوں جہان کی تمام مخلوقات کی اطلاع دیتا ہے یعنی کلمہ کن سے پیدائش کی ابتداء سے لے کر دوزخ کے اس مقام تک کی اطلاع جہاں دوزخیوں کو کھڑا کرکے ان سے سوال کیا جائے گا۔

یہ حضور کے غلاموں کا علم ہے جس آقا کے غلاموں کا اتنا علم ہو کہ وہ ابتدائے آفرینش خلق سے لیکر مخلوق کے جنت اور دوزخ میں جانے تک کے تمام حالات جانتے ہیں۔ اس آقا کا اپنا علم کتنا ہوگا۔ آئیے ذرا حضور علیہ السلام کے علم کے متعلق بھی سنیئے۔

حضرت سید عبد العزیز دباغ مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَاَقْوَى الْاَرْوَاحِ فِىْ ذَالِكَ رُوْحُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاِنَّهَا لَمْ يُحْجَبْ عَنْهَا شَيْئٌ مِنَ الْعَالَمِ فَهِىَ مُطَّلِعَةٌ
عَلٰى عَرْشِهٖ وَعُلُوِّهٖ وَسِفْلِهٖ وَدُنْيَاهُ وَاٰخِرَتِهٖ وَنَارِهٖ وَجَنَّتِهٖ لِاَنَّ
جَمِيْعَ ذَالِكَ خُلِقَ لِاَجْلِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَمْيِيْزُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ
خَارِقٌ لِهٰذِهِ الْعَوَالِمِ بِاَسْرِهَا فَعِنْدَهٗ تَمْيِيْزٌ فِىْ اَجْرَامِ السَّمٰوٰتِ
مِنْ اَيْنَ خُلِقَتْ وَمَتٰى خُلِقَتْ وَلِمَ خُلِقَتْ وَاِلٰى اَيْنَ تَصِيْرُ فِىْ جِرْمِ
كُلِّ سَمَاءٍ وَعِنْدَهٗ تَمْيِيْزٌ فِىْ مَلٰئِكَةِ كُلِّ سَمَاءٍ وَاَيْنَ خُلِقُوْا وَمَتٰى خُلِقُوْا
وَاِلٰى اَيْنَ يَصِيْرُوْنَ وَتَمْيِيْزُ اِخْتِلَافِ مَرَاتِبِهِمْ وَمُنْتَهٰى دَرَجَاتِهِمْ وَعِنْدَهٗ
عَلَيْهِ السَّلَامُ تَمْيِيْزٌ فِى الْحُجُبِ السَّبْعِيْنَ وَمَلٰئِكَةِ كُلِّ حِجَابٍ عَلٰى

Marfat.com

الصِّفَةِ السَّابِقَةِ وَعِنْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَمْيِيزٌ فِي أَجْرَامِ النَّيِّرَةِ الَّتِي فِي الْعَالَمِ الْعُلْوِيِّ مِثْلَ النُّجُومِ وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَاللَّوْحِ وَالْقَلَمِ وَالْبَرْزَخِ وَالْأَرْوَاحِ الَّتِي فِيهِ عَلَى الْوَصْفِ السَّابِقِ وَكَذَا عِنْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَمْيِيزٌ فِي الْجِنَانِ وَدَرَجَاتِهَا وَعَدَدِ سُكَّانِهَا وَمَقَامَاتِهِمْ فِيهَا وَكَذَا مَا بَقِيَ مِنَ الْعَوَالِمِ وَلَيْسَ فِي هٰذَا مُزَاحَمَةٌ لِلْعِلْمِ الْقَدِيمِ يَنْحَصِرُ فِي هٰذِهِ الْعَوَالِمِ فَإِنَّ أَسْرَارَ الرَّبُوبِيَّةِ وَأَوْصَافِ الْأُلُوهِيَّةِ الَّتِي لَا نِهَايَةَ لَهَا لَيْسَتْ مِنْ هٰذَا الْعَالَمِ فِي شَيْءٍ۔ (الکلمۃ العلیا ص۱۸، الابریز ص۲۹)

ترجمہ: مختصر یہ کہ اس امتیاز میں سب سے زیادہ قوی روح ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ اس روح پاک سے عالم کی کوئی شے پردہ میں نہیں، یہ روح پاک عرش اور اس کی بلندی پستی دنیا و آخرت جنت و دوزخ سب پر مطلع ہے کیوں کہ یہ سب اسی ذات مجمع کمالات کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ آپ کی تمیز ان جملہ عالموں کی خارق ہے آپ کے پاس اجرام سماوات کی تمیز ہے۔ کہ کہاں سے پیدا کیے گئے کیوں پیدا کئے گئے کیا ہو جائیں گی اور آپ کے پاس ہر ہر آسمان کے فرشتوں کی تمیز ہے اور اسکی بھی کہ وہ کہاں سے اور کب سے پیدا کئے گئے اور کہاں جائیں گے اور ان کے اختلاف مراتب اور منتہائے درجات کی بھی تمیز ہے اور ستر پردوں اور ہر پردہ کے فرشتوں کے جملہ حالات کی بھی تمیز ہے، عالم علوی کے اجرام نیرہ ستاروں سورج چاند لوح و قلم برزخ اور اس کی ارواح کا بھی ہر طرح امتیاز ہے اسی طرح حضور علیہ السلام کے پاس تمام جنتوں ان کے درجات ان میں رہنے والوں کی تعداد اور ان کے مقامات کی تمیز ہے ایسے ہی باقی تمام جہانوں کا علم ہے اور اس علم میں ذات باری تعالیٰ کے علم قدیم ازلی سے جس کے معلومات بے انتہا ہیں کوئی مزاحمت نہیں کیوں کہ علم قدیم کے معلومات اس عالم میں منحصر نہیں ظاہر ہے کہ اسرار ربوبیت اوصاف

Marfat.com

الوہیت جو غیر متناہی ہیں اس عالم ہی سے نہیں ۔ انتہیٰ

اعلیٰحضرت سراج الامت مجدد دین وملت امام اہل سنت علاّمہ ابن علامہ محقق ابن محقق مدقق ابن مدقق حضرت مولانا الحاج الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ساری عبارت کا مفہوم ایک شعر میں بیان فرمادیا ۔ ؎

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے ۔ دو عالم میں جو کچھ خفی وجلی ہے ۔

صاحب کتاب الابریز کی یہ نفیس تقریر مخالفین کے اوہام باطلہ کا کافی علاج ہے وہ صاف تصریح فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی روح اقدس سے عالم کی کوئی چیز عرشی ہو یا فرشی دنیا کی ہو یا آخرت کی پردہ اور حجاب میں نہیں حضور سب کے عالم ہیں اور ذرہ ذرہ حضور علیہ السلام پر ظاہر اور روشن ہے ۔ با اینہمہ حضور کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں کیونکہ علم الٰہی غیر متناہی اور حضور علیہ السلام کا علم خواہ کتنا ہی وسیع ہو متناہی ہے اور متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت

مخالفین جو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علم سے واقف نہیں ، خدا تعالےٰ کے علم کی عظمت کیا جانیں جب حضور علیہ السلام کے علم کی وسعت سنتے ہیں تو گھبرا جاتے ہیں ۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ پاک کا علم اس سے کیا زیادہ ہوگا ۔ پس خدا رسول کو برابر کردیا ۔ یہ ان کی نادانی ہے کہ علم الٰہی کو عالم میں منحصر خیال کریں یا علم متناہی کے برابر ٹھہرائیں ۔ مسلمان ان دونوں میں فرق کرتے ہیں ۔ حضور علیہ السلام کے علم کو اسکی وسعت کے ساتھ تسلیم کرتے اور عطائے الٰہی کا اقرار کرتے ہیں دراصل علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے والے جو اہل سنت پر مساوات ثابت کرنے کا الزام لگاتے ہیں ، علم الٰہی کو متناہی سمجھنے میں مبتلا ہیں اور خدا تعالےٰ کے علم کی بھی تنقیص کرتے ہیں ۔ اور سچ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے علم و قدرت سے واقف ہوتے تو حضور علیہ السلام کی وسعت علمی کا انکار نہ کرتے ، حضور علیہ السلام کے کمالات کا انکار وہی کرے گا جو خدا تعالیٰ کی قدرت اور عظمت سے بے خبر ہے ۔

جنگ شروع ہونے سے پہلے حضرت سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ

Marfat.com

کے لئے عریش بنا دیتے ہیں (عریش لکڑی اور پتوں سے بنائی ہوئی جھونپڑی کو کہتے ہیں)، آپ اس میں آرام فرمائیں اور اس کے پاس ایک تیز رفتار سواری حاضر رہیگی اگر ہمیں جنگ میں فتح ہوئی تو فبہا ورنہ بصورت دیگر آپ اس سواری پر سوار ہوکر مدینہ طیبہ تشریف لے جانا ہمارے بھائی جو مدینہ میں ہیں ہر طرح سے آپ کی امداد کریں گے، حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذ کو دعائے خیر دی۔ بعد ازاں عریش بنا دی گئی اور حضور علیہ السلام نے اسی عریش میں خدا تعالےٰ سے فتح و نصرت کے دُعا کی۔ (مدارج النبوت صفحہ ۱۲۱/۲)

بنایا اک عریشہ پھونس کا اربابِ ہمت نے
قیام اس میں کیا بہرِ دُعا فخرِ رسالت نے

مشرکین مکہ نے اپنے ایک لشکری کو مسلمانوں کی جاسوسی کے لئے بھیجا تاکہ وہ یہ معلوم کرے کہ مسلمانوں کی تعداد کتنی ہے، وہ سوار مسلمانوں کے لشکر کے اردگرد گھوما اور اس نے اندازہ لگایا کہ مسلمان تین سو کے قریب ہیں۔ واپس آکر اس نے قریش مکہ سے کہا کہ میں نے مدینہ کے اونٹوں کو دیکھا کہ ان کا بوجھ زہر قاتل ہے یعنی مسلمانوں کا جنگ کرنا تمہاری ہلاکت کا موجب ہوگا۔ اور تمہارے مرنے کے بعد تمہارے پس ماندگان کا کیا حال ہوگا اس لئے میری رائے یہ ہے کہ اے قریشِ مکہ مسلمانوں سے جنگ نہ کرو۔ حکیم بن حزام جو اس وقت لشکرِ کفار میں تھے نے یہ باتیں سُن کر عتبہ سے کہا اے عتبہ تو قریش کا سردار ہے اگر تو چاہے کہ تیرا ذکر خیر باقی رہے تو تمام لشکر کو واپسی کا حکم دے دو اور مسلمانوں سے جنگ نہ کرو، عتبہ نے کہا! مجھے تمہاری رائے سے مکمل اتفاق ہے لیکن ابوجہل سے بھی جا کر کہو۔ حکیم بن حزام ابوجہل کے پاس آیا اور اس کو سمجھایا کہ ہم جن مہاجروں سے لڑنے کے لئے آئے ہیں وہ ہمارے ہی خویش و اقارب ہیں اور ان رشتہ داروں کے ساتھ لڑنا عقل اور دانائی کے خلاف ہے لہذا لڑائی سے باز آجاؤ اور عتبہ کا بھی یہی خیال ہے۔ اس پر ابوجہل نے کہا کہ عتبہ بزدل ہوگیا ہے۔ لڑائی سے جی چراتا ہے۔ ہم تو مسلمانوں کے ساتھ دو دو ہاتھ کئے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔

Marfat.com

(مدارج النبوت ص ۱۲۱/۲)

جب جنگ کے لئے حضور علیہ السلام صحابہ کی صفوں کو درست فرما رہے تھے تو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ایک چھڑی تھی آپ نے دیکھا کہ حضرت سواد صف سے آگے بڑھے ہوئے ہیں آپ نے چھڑی اس کے سینے پر ماری اور فرمایا اے سواد سیدھے ہو کر صف میں کھڑے ہو جاؤ۔ اس پر حضرت سواد نے حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ آپ کے چھڑی مارنے سے مجھے تکلیف ہوئی ہے۔ خدا تعالےٰ نے آپکو عدل و انصاف کا پیکر بنا کر بھیجا ہے، مجھے قصاص دیجئے حضور علیہ السلام نے اپنے سینہ مبارک سے کپڑے کو دور فرما کر حضرت سواد سے فرمایا لو اپنا قصاص لے لو۔ حضرت سواد نے آگے بڑھ کر آپ کے سینہ مبارک کو چوم لیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے سواد تم نے یہ کیا کیا، عرض کی یا رسول اللہ میرا آخری وقت قریب ہے، چند ساعت کے بعد میں شہادت سے ہمکنار ہوں جاؤں گا۔ میں نے چاہا کہ آخری وقت میرا جسم آپکے جسد اقدس کے ساتھ لگ جائے اس پر حضور علیہ السلام نے ان کو دعا خیر سے سرفراز فرمایا۔

(ص ۱۲۱/۲ مدارج النبوت ص ۱۲۱/۲ سیرت حلبیہ)

اس مساس کی وجہ علامہ علی بن برہان الدین نے انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون میں یہ لکھی ہے۔ کہ یہ حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے کہ آپکا جسد اقدس جس مسلمان کے جسم سے لگ جائے گا۔ اس کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔ (ص ۱۲۱/۲ انسان العیون)

شیخ محقق نے لکھا ہے کہ فتح مکہ کے روز حضور علیہ السلام نے بتوں کو چھڑی کے اشارہ سے گرایا اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر حضور علیہ السلام کا ہاتھ ان کو لگ جاتا تو دوزخ کی آگ ان پر اثر نہ کرتی اور خدا کے ارشاد کی تکذیب لازم آتی کہ خدا نے بتوں کے بارے میں فرمایا ہے۔

اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ ط

ترجمہ:۔ بے شک تم اور جن کی اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو، جہنم کا ایندھن ہیں۔

علاوہ ازیں شیخ صاحب نے مدارج النبوت کے حوالہ سے ایک عجیب و غریب واقعہ نقل

Marfat.com

گیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے دیکھا کہ خاتونِ جنت تنور میں روٹیاں لگا رہی ہے آگ کی حرارت سے ان کو تکلیف محسوس ہو رہی ہے اس منظر کو دیکھ کر حضور علیہ السلام نے چند روٹیاں اپنے دست مقدس سے تنور میں لگائیں۔ سب کی سب کچی برآمد ہوئی۔ حضرت فاطمۃ الزہرا حیران ہوئیں کہ آخر معاملہ کیا ہے کہ میری لگائی ہوئی روٹیاں تو پک گئیں لیکن ابا جان کی لگائی ہوئی سب کچی رہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا! اے فاطمہ رضی! حیران ہونے کی کوئی بات نہیں میرے جسم پاک سے جو چیز چھو جاتی ہے اس پر آگ اثر نہیں کیا کرتی۔ (صہ ۳۸۵/۲ مدارج النبوت)

جنگ شروع ہونے سے پہلے حضور علیہ السلام نے مجاہدوں کو جہاد کی ترغیب دلائی۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات مقدس کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ السلام کی جان ہے۔ جو آج کفار سے جہاد کرتے ہوئے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے شہید ہو جائے، خدا تعالیٰ اسکو جنت میں داخل فرمائے گا۔ اس پر عمیر بن الحمام رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرط مسرت سے کہا واہ واہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ دریافت فرمائی آپ نے عرض کی یا رسول اللہ میں امید کرتا ہوں کہ میں اہل جنت میں سے ہوں گا۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں کھجوریں تھیں جن کو آپ تناول فرما رہے تھے آپ نے ان کھجوروں کو پھینکا اور کفار سے نبرد آزما ہوئے اور لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا!

قُوْمُوْا اِلٰى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ۔

ترجمہ:- اٹھو اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی زمین و آسمان جیسی ہے پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

اس پر عمیر بن الحمام نے اپنی ہاتھ کی کھجوروں کو زمین پر پھینکا اور واہ واہ کہتے ہوئے جنگ میں شریک ہوئے اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے، اور اس طرح اللہ تعالےٰ کو راضی کر کے جنت کے وارث بن گئے۔

Marfat.com

قباث بن اشیم نے بدر کے دن اپنے دل میں کہا کہ اگر قریش کی عورتیں برقعے پہن کر آجائیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے صحابیوں کا منہ پھیر دیں بعدازاں جنگ احزاب کے بعد قباث بن اشیم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا تو ہی وہ قباث ہے جس نے بدر کے دن کہا تھا کہ اگر قریش کی عورتیں برقعے پہن کر نکل آئے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں کا رُخ پھیر دیں۔ یہ سُن کر قباث نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہے میری زبان نے ان کلمات کے ساتھ زمزمہ نہیں کیا اور کسی آدمی نے مجھ سے ان الفاظ کو نہیں سُنا۔ میں نے تو صرف دل میں یہ بات کہی تھی حضور اکرم تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزانہ کلام سن کر قباث ابن اشیم مسلمان ہو گیا۔

(سیرت حلبیہ ص ۱۶۸/۲)

ے اے فروغت صبح اعصار و دہور — چشم تو بینندۂ ما فی الصدور

معلوم ہوا کہ نبی پاک دل کے رازوں سے بھی واقف تھے چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں۔

هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ إِنِّيْ لَأَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِيْ (بخاری شریف ص ۸۴/۱)

ترجمہ:۔ تم میرا منہ صرف قبلہ ہی کیطرف دیکھتے ہو خدا کی قسم مجھ پر نہ تمہارا خشوع اور نہ تمہارا رکوع پوشیدہ ہے اور بیشک میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

خشوع دل کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ خدا تعالے ارشاد فرماتا ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (القرآن)

معلوم ہوا کہ قلوب کی کیفیتیں بھی نگاہِ مصطفیٰ سے پوشیدہ نہیں۔

حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں:۔

کہ جب حضور علیہ السلام فتح مکہ کے بعد قبیلہ ہوازن سے جنگ کرنے کے ارادے

Marfat.com

سے نکلے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ انتقام کا بہترین موقع ہے شاید گڑبڑ میں محمد کو قتل کر کے اپنے باپ چچا اور بنی اعمام کے جنگ احد میں قتل ہونے کا بدلہ لینے میں کامیاب ہو جاؤں اس وقت میرا خیال تھا۔ کہ اگر تمام عرب و عجم کے لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابع ہو جائیں تو بھی میں ہرگز ان کے تابع نہ ہوں گا۔ بلکہ ان سے مری عداوت اور بھی بڑھتی جائے گی۔

جب میدانِ جنگ میں خوب زور شور سے گڑبڑ ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ ہو گئے اور میں اس وقت بالکل آپ کے قریب تھا، میں نے وار کرنے کے ارادے سے تلوار اٹھائی تو اچانک ایک شعلۂ برق مثل آگ میری طرف آیا جس سے میری آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ میں نے اپنی نگاہ کے خوف سے اپنا ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر مجھے دیکھا اور فرمایا اے شیبہ میرے نزدیک آؤ میں آپ کے نزدیک گیا آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر پھیرا، پھر آپ نے یہ دعا فرمائی:-

اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔

ترجمہ:- الٰہی اسے شیطان سے اپنی پناہ میں لے۔

شیبہ نے کہا واللہ آپ اسی گھڑی مجھ کو میری سماعت، میری بصر اور میرے نفس سے زیادہ دوست ہو گئے۔ اور جو عداوت میرے دل میں تھی خدا نے اس کو دور فرما دیا۔ پھر آپ نے فرمایا! نزدیک آ جاؤ اور جنگ کرو۔ میں نے لڑنا شروع کیا اس وقت میری یہ کیفیت تھی کہ اگر میرا باپ بھی میرے سامنے آتا تو میں اس پر بھی وار کرنے سے دریغ نہ کرتا۔ جنگ کے اختتام پر میں حضور کے ساتھ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے میں گیا، حضور نے فرمایا اے شیبہ جو ارادہ دل میں تو نے کیا تھا خدا کا ارادہ اس سے بہتر تھا۔ آپ نے میرے تمام دلی ارادے بیان فرما دیئے اس پر میں نے خلوص دل سے آپکی رسالت کی گواہی دی اور میں نے حضور علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ میری بخشش کی دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے تجھ کو بخش دیا۔

(ص۱۷۱ خصائص کبریٰ)

Marfat.com

شیخ ابوالرضا رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک چیونٹی تحت الثریٰ میں ہو اور اس کے دل میں سو خیالات ہوں تو میں ان میں سے ننانوے خیالات کو جانتا ہوں۔

(انفاس العارفین صہ ۹۴)

جب حضور علیہ السلام کی امت کے ولیوں کے علم ما فی الصدور کا یہ کمال ہے تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

لڑائی شروع ہونے سے پہلے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی ہاشم کے چند لوگ مجبوراً جنگ میں شریک ہوئے ہیں ان کو کفار مکہ نے زبردستی اپنے ساتھ شامل کیا ہے لہذا اگر تم میں سے کسی کا مقابلہ بنی ہاشم سے خاص کر عباس بن عبدالمطلب سے ہو جائے تو ان کو قتل نہ کرنا بلکہ گرفتار کر لینا، جب اس بات کا علم ابوحذیفہ بن ربیعہ کو ہوا تو اس نے کہا ہم اپنے باپ بیٹوں بھائیوں اور خویش و اقارب کو تو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں یہ کیسے ہو سکتا ہے، اگر میرا مقابلہ عباس سے ہوا تو میں تو ضرور ان کو قتل کروں گا۔ ابوحذیفہ کی بات حضور علیہ السلام تک پہنچی تو حضور علیہ السلام کو بڑا رنج ہوا۔ آپ نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا۔ اے ابوحفص تم نے سنا کہ ابوحذیفہ نے کیا کہا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ حضور علیہ السلام نے فاروق اعظم کو اس کنیت سے پکارا۔ فاروق اعظم نے عرض کی یا رسول اللہ وہ منافق ہو گیا ہے مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ ابوحذیفہ فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ ان باتوں سے ڈرتا رہا جن سے حضور علیہ السلام کو دکھ ہوا۔ میں نے اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا کہ اس کا کفارہ یہی ہے کہ میں اپنے آپ کو راہِ حق میں شہید کر دوں۔ چنانچہ آپ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

مدارج النبوت صہ ۱۳۴ / ۱

مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

جنگ کا آغاز

جب دونوں طرف سے لشکر آرائی ہوئی تو مسلمانوں کی آنکھوں میں کافر اور کافروں کی آنکھوں میں مسلمان تھوڑے دکھائی دیئے۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں جنگ بدر میں کفار ہماری آنکھوں میں تھوڑے دکھائی دیئے۔ چنانچہ میں نے اندازہ کرکے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ لوگ تو کوئی ستر کے قریب ہوں گے۔ اس نے پورا اندازہ کرکے کہا نہیں نہیں یہ تو ایک سو ہیں۔ پھر ان میں سے ایک شخص ہمارے ہاتھ قیدی ہوگیا اس سے ہم نے پوچھا تم کتنے ہو اس نے کہا یہ قریش کا لشکر ایک ہزار کا ہے۔ پھر اسی طرح کافروں کی نظروں میں بھی خدائے حکیم نے مسلمانوں کی تعداد کم دکھائی اب تو وہ ان پر اکڑ بہ ان پر کود پڑے تاکہ رب کا کام جس کا کرنا وہ اپنے علم میں مقرر کر چکا تھا پورا ہو جائے۔ کافروں پر اپنی گرفت اور مومنوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے پس جب تک لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی۔ یہی کیفیت دونوں جانب رہی۔ خدا تعالے نے قرآن پاک میں اس واقعہ کو یوں ارشاد فرمایا۔

وَاِذْ یُرِیْکُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُكُمْ فِیْٓ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ (القرآن)

ترجمہ:۔ اور جب لڑتے وقت تمہیں کافر تھوڑے کرکے دکھائے اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا کیا تاکہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے اور اللہ کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے۔ (کنز الایمان)

مسلمانوں کی نظروں میں کفار اس لئے تھوڑے دکھائے گئے کہ ان کے حوصلے بلند ہوں اور

ہمت نہ ہاریں اور مسلمان کفار کی نظر میں اس لئے تھوڑے دکھائے گئے کہ کہیں وہ زیادہ تعداد سے ڈر کر بھاگ نہ جائیں اگر وہ ڈر کر بھاگ جاتے تو مسلمانوں کے ہاتھ مال غنیمت نہ لگتا، پھر جب لڑائی شروع ہوئی کافروں کی نظروں میں مسلمان زیادہ کر کے دکھائے گئے۔

مقابلہ

جمہور اہل سیر کا فیصلہ ہے کہ مشرکوں میں سے سب سے پہلے عتبہ، شیبہ اور ولید میدانِ جنگ میں آئے۔ مسلمانوں کی طرف سے تین جوان معاذ، معوذ اور عوف نکلے، کفار نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم انصاری ہیں۔ ان کفار نے کہا ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں ہم تو مہاجروں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اور بلند آواز سے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مہاجروں میں سے کسی کو بھیجو۔ حضور علیہ السلام نے حضرت حمزہ، علی اور عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو روانہ فرمایا۔ وہ میدان میں آئے تو پھر کفار نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے اپنے نام بتلائے پھر مقابلہ شروع ہوا۔ حضرت حمزہ کا مقابلہ عتبہ سے حضرت علی مرتضیٰ کا مقابلہ ولید سے اور حضرت عبیدہ کا مقابلہ شیبہ سے ہوا۔

حضرت حمزہ اور عتبہ کا مقابلہ

عتبہ نے حضرت حمزہ کو دیکھتے ہی تلوار کھینچ لی اور حضرت حمزہ کے سر پر وار کیا آپ نے اس کے وار کو روکا۔ اور خود بھی وار کیا دونوں تلواریں چلنے لگیں آپ نے وار کیا تو عتبہ نے اپنے سر کو ڈھال کے نیچے چھپا لیا اور اس طرح اس نے اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچا لیا آپ نے دوبارہ نعرہ بلند کر کے پوری قوت سے بھرپور اور کاری وار کیا۔ آپ کی تلوار نے عتبہ کی ڈھال کے دو ٹکڑے کیے اس کے سر کو کاٹتی ہوئی اس کے سینے پر کینے تک جا پہنچی۔

Marfat.com

ے یہ تیغ حمزہ تھی دعوے تھے اس کو خاکساری کے
زمین پر آ رہی کر کے دو ٹکڑے جسم ناری کے

عتبہ کو واصل جہنم کرنے کے بعد آپ نے فرطِ مسرت سے سرشار ہو کر نعرہ تکبیر بلند کیا اس پر تمام مسلمانوں نے بھی نعرہ لگایا جس سے تمام کفار کے دل دہل گئے۔

حضرت علی اور ولید کا مقابلہ

جب ولید نے اپنے باپ کو یوں قتل ہوتے ہوئے دیکھا تو غصے سے لال پیلا ہو گیا۔ اور بھاگ کر حضرت علی پر سات آٹھ وار کر دیئے آپ نے نہایت سرعت اور کمالِ فن سپہ گری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس مکار کے تمام وار دن کو روکا اور ایسی جوانمردی، جرأت، استقلال بہادری اور دلیری کا ثبوت دیا کہ اس پر زمین والے ہی نہیں آسمان کے فرشتے بھی قیامت تک تحسین و آفریں کے پھول برساتے رہیں گے پھر یکایک دونوں تلواریں آپس میں ٹکرائیں ایک حق و صداقت کی تباہی کے لیے دوسری اسکی پشت پناہی کے لیے ایک اسلام کو مٹانے کیلئے اور دوسری اس کو بچانے کے لیے، مقابلہ بڑا سخت تھا وہ پیکرِ کفر و طغیان تھا یہ مجسمۂ دین و ایمان تھا اُسے اپنے ساز و سامان پر ناز تھا اور اسے اپنی قوتِ ایمان پر فخر تھا فولادی تلوارں کی جھنکار آبدار شمشیروں کی چمک اور مضبوط ڈھالوں کی کھڑکھڑاہٹ سے میدانِ بدر کی زمین گونج اٹھی ولید نے تلوار اٹھائی حضرت علی نے ہمت دکھائی اُس نے پکارا اس نے للکارا وہ جوش میں تھا یہ ہوش میں تھا وہ غصے میں تھرا رہا تھا یہ حوصلے میں مسکرا رہا تھا پھر آن کی آن میں ایک دوسرے پر وار پر وار اور حملوں پر حملے ہونے لگے، وہ بھی بہادر اور جرار تھا یہ بھی حیدر کرار تھا۔ اس نے تلوار ماری حضرت علی نے روکی پھر اللہ کے شیر نے جلال میں آکر ضربِ حیدری لگائی۔ جس کی وہ تاب نہ لا سکا اور وہ زمین پر گر پڑا۔

Marfat.com

ہلا یہ پھل حریف بازوئے شیرِ خدا ہو کر
زمین پر جا پڑا مغرور سر تن سے جدا ہو کر

حضرت عبیدہ کا مقابلہ شیبہ کے ساتھ

جب عتبہ اور ولید دونوں ذلت کے ساتھ مارے گئے تو شیبہ کو بڑا جوش آیا اس نے بے خبری کے عالم میں حضرت عبیدہ پر وار کیا جس سے آپکی پنڈلی شدید زخمی ہو گئی۔ حضرت عبیدہ نے بھی مقابلہ کیا لیکن دشمن کی ضرب کاری لگ چکی تھی، جب حضرت حمزہ اور علی نے شیبہ کی یہ مکاری دیکھی تو دونوں نے بھاگ کر حضرت عبیدہ کی مدد کی اور دونوں نے یکبارگی شیبہ پر حملہ کیا اور اس کو فی النار کیا۔

بیک ساعت کیا شیبہ پہ اک وار دونوں نے
کیا فی الفور اس ناری کو بھی فی النار دونوں نے

بعد ازاں حضرت حمزہ اور حضرت علی زخمی عبیدہ کو اُٹھا کر حضور علیہ السلام کے قدموں میں لے آئے، حضرت عبیدہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ السلام سے عرض کی کیا میں شہید ہوں یا نہیں آپ نے فرمایا میں تیری شہادت کی گواہی دیتا ہوں اور تصدیق کرتا ہوں اور تجھے خوشخبری ہو کہ خدا تعالےٰ تجھ سے راضی ہو گیا۔

عبیدہ نے یہ سنکر رکھ دیا سر پائے ہادی پر
لبی آنکھوں میں جنت پھر نظر ڈالی نہ وادی پر

ادھر کفار کے لشکر میں ہلچل مچ گئی۔ مشرکین بڑے سراسیمہ ہو گئے۔ کہ یہ کیا ہو گیا کہ ایک آن میں ہمارے تین بہادر نوجوان جنگ میں مارے گئے یہ تینوں نوجوان تو ہمارے لشکر کی جان تھے۔ ہمیں تو یقین کامل تھا کہ یہ تینوں تمام مسلمانوں کو بھگا دیں گے۔ لیکن ہماری توقعات پوری نہ ہوئیں بعد ازاں

Marfat.com

کفار اپنے جھوٹے خداؤں کو گالیاں دینے لگے۔

ع بہت سے گالیاں دینے لگے اپنے خداؤں کو
کہ نامردوں نے یوں کٹوا دیا تیغ آزماؤں کو

جب قوم میں یہ بد دلی دیکھی تو ابوجہل نے ایک شعلہ زن تقریر کی اور کہا اے بہادر و! ہمارے تینوں آدمی اپنی جہالت سے مارے گئے ہیں۔ پھر اونہیں تمہارے پاس بھالے ہیں ڈھالیں ہیں اور جنگی چالیں ہیں تمہارے پاس زرہیں ہیں نو سو تلواریں ہیں۔ اس کے مقابلے میں مسلمانوں کے پاس اتنا سامان جنگ نہیں وہ بھوکے پیاسے ہیں۔ تمہارا مقابلہ کیسے کریں گے تم تعداد میں بھی ان سے زیادہ ہو علاوہ ازیں تم فنون جنگ سے ماہر ہو۔ اب ہم دست بدست لڑائی نہیں لڑیں گے بلکہ مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کریں گے تاکہ ان کے چھکے چھوٹ جائیں۔ غرضیکہ اس نے ہر طریقے سے اپنے ساتھی مشرکوں کو بھڑکایا اور اپنی کثرتِ تعداد پر ناز کیا جو اس کے کچھ بھی کام نہ آئی۔ جیسے کہ خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا :۔

وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ط وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ :۔ اور تمہارا جتھا تمہیں کچھ کام نہ دے گا چاہے کتنا ہی بہت ہو اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے۔

الغرض اب گھمسان کی لڑائی ہوئی دونوں اطراف سے تلواروں کی جھنکاریں سنائی دینے لگیں۔ اس موقع پر شیطانِ لعین ان کا پشت پناہ ہوا وہ ان کفار کو پھسلا رہا تھا، کہ بھلا تمہیں کون ہرا سکتا ہے وہ سراقہ بن مالک کی صورت میں آیا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ قریشیوں نے مکہ سے نکلنے کا ارادہ کیا تو ان کو بنی بکر کی جنگ یاد آگئی اور انہوں نے خیال کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری عدم موجودگی میں مکہ پر چڑھائی کر دیں قریب تھا کہ مشرکین جنگ بدر کے ارادے سے دست بردار ہو جاتے۔ اسی وقت ابلیس لعین بنو کنانہ کے سردار کی شکل میں آیا اور کہنے لگا۔ اپنی قوم کا میں ذمہ دار ہوں تم ان سے بے کھٹکے رہو اور مسلمانوں کے مقابلے میں ڈٹ

ط سراقہ

جاؤ میں تمہارا حمائتی ہوں ۔ بے فکر رہو، شیطان کا کام بھی یہی ہے کہ وہ جھوٹے وعدے کرتا ہے ۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ہے ۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۔

ترجمہ :۔ شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے (کنز الایمان)

غرضیکہ بدر کے دن اپنے جھنڈے اور ساتھیوں کو لے کر مشرکوں کے ساتھ ہوا اور ان کے دلوں میں یہ بات ڈالتا تھا کہ بس تم بازی لے گئے میں تمہارا مددگار ہوں ۔ جب مسلمانوں سے مقابلہ ہوا تو اس خبیث کی نظریں فرشتوں پر پڑیں تو پچھلے پیروں بھاگا اور کہنے لگا میں وہ دیکھتا ہوں جس سے تمہاری آنکھیں اندھی ہیں ۔ شیطان مشرکین کو موت اور دوزخ کے منہ میں دھکیل کر خود فرار ہو گیا ۔ اس نے جبرائیل کو فرشتوں کے ساتھ اترتے دیکھا تو سمجھ گیا کہ ان کے مقابلے کی مجھ میں اور مشرکوں میں طاقت نہیں اس لئے وہ اور اس کے ساتھی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے اس کا ہاتھ حارث بن ہشام کے ہاتھ میں تھا اپنا ہاتھ چھڑایا تو حارث نے کہا کہ سراقہ کہاں بھاگا جا رہا ہے ۔ تو اس وقت ہمیں ذلیل کر کے جا رہا ہے ۔ اس نے کہا میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں تم سے بری ہوں ۔ یہی اس دشمنِ خدا کی عادت ہے ۔ کہ بھڑکاتا ہے اور بہکاتا ہے حق کے مقابلہ میں لا کھڑا کر دیتا ہے ۔ پھر روپوش ہو جاتا ہے ۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے ۔

كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۔

ترجمہ :۔ شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر پھر جب اس نے کفر کر لیا ۔ بولا میں تجھ سے الگ ہوں ۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے ۔

(کنز الایمان)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے :۔

Marfat.com

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

ترجمہ :۔ اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکے گا بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور میرا تم پر قابو نہ تھا مگر یہی کہ میں نے تم کو بلایا تم نے میری مان لی تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے اوپر الزام رکھو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو وہ جو تم نے مجھے شریک ٹھہرایا تھا میں اس سے سخت بیزار ہوں بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

جب ابوجہل نے دیکھا کہ سراقہ بھاگ گیا تو اس نے اپنے لشکر میں گشت کیا اور کہا کہ ساتھیو گھبراؤ نہیں اس کے بھاگ کھڑے ہونے سے دل تنگ نہ ہو یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیطرف سے سکھا پڑھا آیا تھا تاکہ تمہیں عین موقع پر بزدل کر دے۔ گھبراؤ مت ہم آج ان مسلمانوں کو ان کے نبی سمیت گرفتار کرلیں گے۔ دیکھو سخت حملہ کر دان کو زندہ گرفتار کرلو تاکہ دل کھول کر ہم ان کو سزا دیں۔ یہ بھی اپنے زمانے کا فرعون تھا اس نے بھی جادوگروں کے ایمان لانے پر کہا تھا کہ یہ تو تمہارا صرف مکر ہے کہ یہاں سے تم ہمیں نکال دو۔ (کبیر ص۱۷۵ تا ۱۷۶)

چنانچہ قرآن فرماتا ہے۔

اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۔ پ۹ رکوع ۵

ترجمہ :۔ یہ تو بڑا جعل ہے جو تم سب نے شہر میں پھیلایا کہ شہر والوں کو اس سے نکال دو (کنز الایمان)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ عرفہ کے دن جس قدر ابلیس حقیر و ذلیل رسوا اور درماندہ ہوتا ہے اتنا کسی اور دن نہیں دیکھا گیا کیوں کہ وہ دیکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی عام معافی

Marfat.com

اور رحمت اترتی ہے ہر ایک کے گناہ عموماً معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہاں بدر کے دن کی اس کی ذلت اور رسوائی کی کچھ نہ پوچھو جبکہ اس نے دیکھا کہ فرشتوں کی فوجیں جبرائیل امین کی سرکردگی میں نازل ہو رہی ہیں۔ اس وقت شیطان بھاگ کر سمندر میں کود پڑا اور اپنا کپڑا اونچا کر کے کہنے لگا، خدایا میں تجھے تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں جو تو نے میرے ساتھ کیا تھا۔ خدا تعالیٰ شیطان کے اس سارے واقع کو قرآن میں اس طرح بیان فرماتا ہے۔ (ابن کثیر ص۱۰ دسواں پارہ)

وَاِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰی عَقِبَیْهِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۔

ترجمہ:۔ اور جبکہ شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے سب کام بھلے کر دکھائے اور بولا تم پر آج کوئی شخص غالب آنیوالا نہیں اور تم میری پناہ میں ہو تو جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے الٹے پاؤں بھاگا اور بولا میں تم سے الگ ہوں میں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (کنز الایمان)

جب جنگ پورے زور سے لڑی جا رہی تھی تو ابوجہل نے دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ اَوْلَانَا بِالْحَقِّ فَانْصُرْهُ۔

ترجمہ:۔ الٰہی ہم سے جو حق پر ہے اسکی مدد فرما۔ (ص۲۴ دلائل النبوّت)

خدا تعالیٰ نے ابوجہل کی دعا قبول فرمائی اور فرشتوں کا لشکر بھیج کر مسلمانوں کی امداد فرمائی کہ وہ حق پر تھے۔

ادھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا کی اور خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی اپنا وعدہ جو تو نے مجھ سے کیا ہے پورا فرما، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دوران جنگ کئی مرتبہ حضور علیہ السلام کو دیکھنے آیا میں نے ہر بار حضور علیہ السلام کو سجدے میں سر رکھ کر یہ کہتے سنا۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ۔ (مدارج النبوت ص۱۲۴)

Marfat.com

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے جب دیکھا کہ مشرکین کی تعداد ایک ہزار اور مسلمان صرف تین سو تیرہ ہیں تو خدا تعالیٰ سے دعا مانگی،

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اِنْ تُھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدُ فِی الْاَرْضِ۔ (مسلم شریف) صہ ۹۳/۲

ترجمہ: ۔ الٰہی اگر تو نے اہلِ اسلام کے اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر زمین پر تیری پوجا نہ ہوگی۔

ے اگر اغیار نے ان کو جہاں سے محو کر ڈالا۔
قیامت تک نہیں پھر کوئی تجھ کو پوجنے والا

آپ روبقبلہ ہو کر اس دعا میں مشغول ہوئے اور ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ آپ کے کندھوں کی چادر گر پڑی، صدیق اکبر نے آگے بڑھ کر چادر آپ کے کندھوں پر ڈال دی اور عرض کی یا رسول اللہ آپ کو اتنا عرض کرنا کافی ہے آپ نے اپنے رب سے طلب میں اصرار فرمایا آپ اپنے قبہ سے نکلے آپ زرہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے قبہ سے نکلتے ہی اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (خصائص کبریٰ صہ ۲۰۴/۱)

یعنی لشکر کفار عنقریب پسپا ہوگا۔ اور پیٹھ دکھا جائے گا۔

اور ایک مٹھی ریت کی بھر کر مشرکین کیطرف پھینکی اور کہا شَاھَتِ الْوُجُوْہُ۔ یعنی بگڑ گئے چہرے، اس کا یہ اثر ہوا کہ تمام مشرکین کے کان آنکھیں اور چہرے ریت سے بھر گئے، حکیم بن حزام فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام نے ریت کی مٹھی ہماری طرف پھینکی ہمیں یوں محسوس ہوا جیسے کوئی ایک تھال میں آسمان سے کنکریاں پھینک رہا ہے۔ اس سے خوف زدہ ہو کر ہم بھاگ کھڑے ہوئے خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ (القرآن)

ترجمہ: ۔ اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی۔ بلکہ اللہ نے پھینکی۔

امامِ اہلسنت حضرت مولانا الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ہیں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا۔

(حدائق بخشش)

جب حضور علیہ السلام اپنے قبہ سے باہر تشریف لائے تو صحابہ بہت خوش ہوئے ان کے دل خوشی سے باغ باغ ہو گئے۔

مگر جب کملی والا آ گیا اٹھ کر مصلے سے
خدائی ہو گئی محفوظ شیطانوں کے حملے سے

صدائے نعرۂ تکبیر سے تھرا اٹھی وادی
کہ امت کے ضعیفوں کی مدد کو آ گیے ہادی

نزولِ ملائکہ

:۔ خدا تعالیٰ نے آپکی دعا کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمایا اور فرشتوں کے ذریعے لشکرِ اسلام کی امداد فرمائی۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ۔ (القرآن)

ترجمہ :۔ جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں، ایک ہزار فرشتوں کی قطار سے۔

علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جبرائیل امین پانچ سو ملائکہ کے ساتھ میمنہ پر نازل ہوئے اور اس طرف صدیق اکبر تھے اور میکائیل پانچ سو ملائکہ کے ساتھ میسرہ پر نازل ہوئے اور میسرہ پر علی مرتضیٰ تھے۔ ابوجہل نے ابن مسعود سے پوچھا وہ آواز کہاں سے آ رہی تھی جو ہم سنتے تھے لیکن آواز والا آدمی نظر نہ آتا تھا اس پر آپ نے فرمایا وہ فرشتوں کی آواز تھی ابوجہل نے کہا فرشتوں نے ہم پر غلبہ حاصل کیا نہ کہ تم نے۔ (کبیر صفحہ ۱۳۰/۱۵)

علاوہ ازیں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح البیان کے اندر لکھا ہے کہ بدر

Marfat.com

کے دن میدان میں جب غازیوں کو پتہ چلاکہ کرز ابن جابر محاربی مشرکین مکہ کی امداد کے لئے ایک بھاری لشکر لے کر آ رہا ہے تو مسلمانوں کو پریشانی ہوئی کہ پہلے ہی کفار مسلمانوں سے تین گنا ہیں اور اب ان کو مزید کمک پہنچ رہی ہے اب کیا ہوگا۔ تب حضور علیہ السلام نے فرمایا اے مجاہدو! گھبراؤ نہیں تمہاری کمک آسمان سے آرہی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ (قرآن مجید)

ترجمہ:۔ جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتہ اُتار کر

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ۔

ترجمہ:۔ تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔

مواہب الدنیہ میں ہے کہ حضرت ربیع بن انس نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے بدر کے دن ایک ہزار ملائکہ سے امداد فرمائی بعد میں وہ تین ہزار کی تعداد میں ہو گئے اس کے بعد ملائکہ پانچ ہزار ہو گئے۔ (ج۲ ص۱۲۵ مدارج النبوت)

علاوہ ازیں امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بھی ان تینوں آیات کو باب غزوہ بدر میں ذکر کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایک تین اور پانچ ہزار ملائکہ کی امداد غزوہ بدر میں تھی۔

ابنِ اسید نے اپنے نابینا ہونے کے بعد کہا اگر میں تم لوگوں کے ساتھ اب بھی بدر میں ہوتا اور میری بینائی ہوتی تو میں تمہیں ان گھاٹیوں کی نشاندہی کرتا جن سے فرشتے نکلے تھے۔
(ج۱ ص۵۳۶ خصائص کبریٰ)

حضور علیہ السلام نے بدر کے دن ارشاد فرمایا۔

هٰذَا جِبْرِيْلُ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ۔ (ص۱۲ بخاری)

Marfat.com

ترجمہ :۔ یہ جبریل ہیں اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑے ہوئے ہیں ان کے جسم پر جنگ کے آلات ہیں۔

جبیر بن مطعم نے کہا قوم کے بھاگنے سے پہلے آدمی لڑ رہے تھے، میں نے ایک سیاہ کمبل دیکھا جو آسمان سے آیا وہ کمبل زمین پر گرا میں نے غور سے دیکھا تو وہ سیاہ چونٹیوں کی مثل کوئی چیز تھی۔ جس سے سارا میدان بھر گیا مجھے یقین ہو گیا کہ وہ فرشتے ہیں۔ جن کے نزول کے بعد مشرکین نے راہ فرار اختیار کر لی۔

(صفحہ ۱۶۲/۲ انسان العیون)

بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت کی ہے کہ جب کہ میں قلیب بدر کے پاس تھا ایک ایسی تند ہوا آئی کہ میں نے اسکی مثل پہلے نہ دیکھی پھر وہ چلی گئی بعد ازاں ایک اور تند ہوا آئی کہ میں نے اسکی مثل کبھی نہ دیکھی مگر وہ ہوا جو اس ہوا سے پہلے تھی۔ پھر ایک تند ہوا آئی۔ جو ہوا اوّل آئی وہ جبریل امین تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ حضور علیہ السلام کے ساتھ رہنے کے لئے آئے تھے دوسری ہوا میکائیل تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ حضور کے دہنی جانب نازل ہوئے اور دہنی جانب حضرت صدیق اکبر تھے اور تیسری ہوا اسرافیل علیہ السلام تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے میسرہ سے نازل ہوئے اور اس بائیں جانب میں تھا

(صفحہ ۵۳/۱ خصائص کبریٰ)

ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے انہوں نے بنی غفار کے ایک آدمی سے روایت کی ہے کہ میں اور میرا چچا زاد بھائی بدر میں موجود تھے اور ہم لوگ شرک پر قائم تھے ہم ایک پہاڑ پر چڑھ کر جنگ کا مظاہرہ کر رہے تھے کہ شکست کس کو ہوتی ہے تاکہ لوٹ مار کریں۔ دریں اثنا ایک بادل سامنے سے آیا جب وہ پہاڑ کے قریب ہوا تو ہم نے اس ابر میں سے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنی اور ہم نے یہ سنا ایک سوار کہہ رہا ہے اے حیزوم آگے بڑھو اس واقعہ سے میرے ساتھی کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا میں بھی اتنا خوفزدہ ہوا کہ قریب تھا کہ ہلاک ہو جاتا۔

(صفحہ ۵۳/۱ خصائص کبریٰ)

ابونعیم نے سہل بن حنیف سے روایت کی ہے کہ بدر کے دن ہم نے دیکھا کہ ہمارا جو آدمی

Marfat.com

اپنی تلوار سے مشرک کے سر کی طرف اشارہ کرتا ہے تو تلوار پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر تن سے جُدا ہو جاتا ہے۔ ابو دردہ بن نیار سے روایت ہے کہ بدر کے دن میں تین سر حضور علیہ السلام کی خدمت میں لایا اور ان کو میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا اور عرض کی یا رسول اللہ ان دوسروں کو تو میں نے کاٹا لیکن تیسرا سر جس نے کاٹا وہ گورے رنگ کا طویل مرد تھا میں نے دیکھا اس نے تلوار ماری تو اس کا سر جُدا ہو کر گر پڑا میں نے وہ سر بھی اٹھا لیا آپ نے فرمایا وہ گورا مرد فلاں فرشتہ تھا۔

(صفحہ ۵۴ خصائص کبریٰ)

بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرشتہ اس مسلمان کی صورت میں دکھائی دیتا تھا جس کو مسلمان جانتے تھے فرشتے مومنوں کو ثابت قدم رکھتے تھے فرشتہ مومنوں سے کہتا میں کفار کے قریب گیا میں نے سُنا وہ کہتے تھے اگر مسلمان ہم پر حملہ آور ہوں گے تو ہم ثابت قدم نہ رہ سکیں گے۔ کفار کی کچھ حقیقت نہیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝

ترجمہ:۔ جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت قدم رکھو عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا۔ تو کافروں کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ۔

بنی سعد بن بکر کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ یوم بدر میں بھاگ رہا تھا میں نے اپنے سامنے ایک مرد کو بھاگتے ہوئے دیکھا میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اس کے قریب جا کر اس سے اُنس کی کوئی بات کروں۔ وہ مرد ایک گڑھے کے نزدیک ہوا میں اس کے پاس پہنچ گیا یکایک میں نے دیکھا اس کا سر زائل ہو کر گر پڑا لیکن میں نے کسی آدمی کو اس کے پاس نہ دیکھا۔

(صفحہ ۵۳۸ خصائص الکبریٰ)

حضرت عبداللہ بن عباس نے اپنے والد ماجد حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے عرض کی

Marfat.com

کہ ابوالیسر نے آپکو کیسے پکڑ لیا حالانکہ ان کا قد بالکل پست ہے اگر آپ چاہتے تو اسکو ہتھیلی پر رکھ لیتے۔ آپ نے فرمایا بیٹا یہ بات نہ کہو جب وہ مجھے ملا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے سامنے خندمہ پہاڑ کھڑا ہے۔ (صٰ۴۸ دلائل النبوت)

حضور علیہ السلام نے ابوالیسر سے پوچھا کہ تم نے عباس کو کیسے قید کرلیا۔ عرض کی یا رسول اللہ اس سلسلے میں ایک آدمی نے میری امداد کی جو بڑا قوی ہیکل اور عجیب و غریب شکل و صورت رکھتا تھا میں نے قبل ازیں اسکو کبھی نہیں دیکھا، حضور نے فرمایا وہ ایک فرشتہ تھا جس نے تمہاری امداد کی۔ (صـ۴۷ باب چہارم معارج النبوت)

سہیل بن عمرو سے روایت ہے بدر کے دن میں نے گورے مردوں کو ابلق گھوڑوں پر آسمان اور زمین کے درمیان دیکھا وہ لڑائی کی تعلیم کرتے تھے اور کفار کو قتل کرتے اور گرفتار کرتے تھے۔ (صـ۳۵۹ خصائص کبریٰ)

بدر کے دن فرشتوں کی امتیازی حیثیت یہ تھی کہ ان کے گھوڑوں کی پیشانی سفید تھی۔ حضرت مکحول فرماتے ہیں فرشتوں کی نشانی ان کی پگڑیاں تھیں جو سیاہ رنگ کے عمامے تھے۔ لیکن عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ان کے عمامے سفید تھے۔ (صـ۲۲ پارہ چہارم ابن کثیر)

قتال ملائکہ میں حکمت

کسی نے علامہ شیخ تقی الدین سبکی سے دریافت کیا کہ حضور علیہ السلام کے ساتھ رہ کر فرشتوں کے جنگ کرنے میں کیا حکمت تھی باوجودیکہ جبریل امین اس بات پر قادر تھا کہ اپنے ایک بازو سے تمام کفار کو ہلاک کر دیتا یعنی ان کی ہلاکت کے لیے صرف جبرائیل امین ہی کافی تھے جیسے کہ جبریل امین نے قوم لوط کی بستیوں کو اپنے پروں پر اٹھا کر آسمان کی بلندی تک لیجا کر الٹا کر دیا اور تمام کفار کو اسی طرح ہلاک کر دیا اور قوم ثمود کو ایک چیخ سے ہلاک کر دیا۔

Marfat.com

علامہ سبکی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ امر اس ارادہ کے سبب سے تھا کہ جنگ کا فعل نبی پاک اور صحابہ کا فعل تھا اور ملائکہ لشکروں کی عادت پر جیسے ایک لشکر دوسرے لشکر کی مدد کرتا ہے اور آپ کے اصحاب کو مدد دیں۔

دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء ہیں۔ آسمان سے فرشتوں کا آپ کے لئے نازل ہونا ان عظائم امور سے ہے کہ ان کا اہل آپ کے سوا اور کوئی نہیں۔ کوئی دوسرا نبی ایسا عظیم الشان نہیں جس کے لئے فرشتوں کو آسمان سے نازل کیا گیا ہو۔

(ص ۱۳۱ ج ۲ مدارج النبوت ص ۵۶ خصائص کبریٰ)

تیسری حکمت یہ تھی کہ فرشتے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی اور دلجوئی کریں ان کے لئے اطمینان کا باعث بنیں ورنہ خدا اس بات پر قادر تھا کہ نزول ملائکہ کے بغیر اور مسلمانوں کے جنگ کئے بغیر ان کافروں کو ہلاک کر دیتا اور مسلمانوں کو غالب کر دیتا، جیسے کہ خدا تعالےٰ نے ارشاد فرمایا :-

وَلَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ۔ یعنی اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو ان سے خود بدلہ لے لیتا۔

" خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم "

جب حضور علیہ السلام لڑائی سے فارغ ہوئے تو جبریل امین ایک سرخ گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے جسم پر ان کی زرہ اور ان کے ہاتھ میں ان کا نیزہ تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی :-

يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَنِیْ اِلَيْكَ وَاَمَرَنِیْ اَنْ لَّا اُفَارِقَكَ حَتّٰى تَرْضٰى اَفَرَضِيْتَ قَالَ نَعَمْ۔

ترجمہ :- اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ جب تک آپ راضی نہ ہو جائیں میں آپ سے جدا نہ ہوں کیا آپ راضی ہو گئے آپ نے فرمایا ہاں میں راضی ہو گیا۔ (ص ۲ بخاری حاشیہ)

Marfat.com

اس سے حضور علیہ السلام کی رفعت شان اور عظمت کا اندازہ کیجئے کہ خدا تعالےٰ اٹھارہ ہزار کائنات کا خالق و مالک ہے ہر مخلوق اپنے پروردگار کو خوش کرنے اور راضی کرنے کی فکر میں ہے۔ بڑے بڑے جلیل القدر نبی خدا کی رضا کے طالب رہے چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ستر ہزار گوسالہ پرست اسرائیلی کفارے میں قتل ہو چکے تب آپکو حکم الہٰی ہوا کہ تم باقی ماندہ لوگوں کو لے کر اس گناہ کی معذرت کے لئے کوہ طور پر حاضر ہوا اور وہاں یہ لوگ اپنی قوم کیطرف سے معافی چاہیں کیونکہ یہ وہ جنگل ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام رب سے ہمکلام ہوتے ہیں جنگل کی برکت سے توبہ جلد قبول ہوگی۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ان میں سے ستر بہترین آدمی چُنے اور ان کو لے کر کوہِ طور کی طرف روانہ ہوئے۔ جب کوہ طور کے قریب پہنچے تو خدا کے ساتھ ہمکلامی کا شوق اس قدر غالب ہوا کہ ان ستر آدمیوں کو چھوڑ کر اکیلے کوہ طور پر پہنچے تب رب تعالیٰ نے سوال فرمایا:۔

وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۔

ترجمہ:۔ اور تو نے اپنی قوم سے کیوں جلدی کی اے موسیٰ۔

آپ نے عرض کی:۔ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۔

ترجمہ:۔ عرض کی وہ یہ ہیں میرے پیچھے اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا ہوں کہ تو راضی ہو۔

ثابت ہوا کہ اگرچہ موسیٰ علیہ السلام بڑے جلیل القدر اور عظیم المرتبت پیغمبر ہیں لیکن پھر بھی وُہ خدا کی رضا جوئی کے طالب ہیں۔

اسی طرح جب سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کو لے کر وادیٔ نمل میں داخل ہوئے۔ تو چیونٹیوں کی سردار نے کہا کہ اے چیونٹیو اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ کہیں تمہیں سلیمان اور ان کے لشکر کچل نہ ڈالیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی یہ آواز تین میل کے فاصلہ سے سُنی، اور بارگاہِ ایزدی میں عرض کی:۔

Marfat.com

وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ ۔ (القرآن)

ترجمہ :- اور عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیرے احسان کا جو تونے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور یہ کہ میں وہ کام کروں جس سے تو راضی ہو جائے ۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی رب تعالےٰ کی رضا کے طالب ہیں ۔ غرضیکہ اٹھارہ ہزار مخلوق خدا کی رضا کی طالب ہے ۔ اور خود خدا خالق کائنات ہو کر ہمارے نبی پاک کی رضا کا طالب ہے ۔ چنانچہ جب مشرکین مکہ نے حضور علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کیں نازیبا کلمات استعمال کئے جن سے آپ کبیدہ خاطر ہوئے اور طبیعت پر حزن و ملال کے آثار ظاہر ہوئے تو اس وقت خدا تعالےٰ نے حضور علیہ السلام کو تسلی اور تشفی دینے کے لئے فرمایا :۔

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ج وَمِنْ اٰنَآءِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی ہ (قرآن حکیم)

ترجمہ :- تم ان کی باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کو سراہتے ہوئے اسکی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں اسکی پاکی بولو ۔ اور دن کے کناروں پر اس امید پر کہ تم راضی ہو ۔

خلاصہ کلام یہ کہ اے محبوب تجھے تیرا رب یہ سب تسلیاں اس لئے دے رہا ہے کہ کسی طرح تو راضی ہو جائے ۔

اعلیحضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں ۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم ۔ خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دوسرے مقام پر خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے ۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ۔

Marfat.com

ترجمہ :۔ یعنی عنقریب تیرا رب تجھے اتنا دے گا۔ کہ تو راضی ہو جائے گا۔ چنانچہ رب نے دنیا میں آپ کو بے شمار معجزات بخشے حتیٰ کہ سراپا معجزہ بنا دیا آپ کے دین کو مشرق و مغرب میں پھیلایا آپکو بہت سی اولاد اور بے شمار امت بخشی اوّلین و آخرین کے علوم دیئے آپ کا ذکر بلند کیا برزخ میں آپکی پہچان کو لوگوں کی کامیابی کا مدار ٹھہرایا، قیامت تک آپ کے روضۂ انور پر فرشتے اور جن و انس سلامی بنائے آخرت میں شفاعتِ عامہ حوضِ کوثر مقامِ محمود اور وسیلہ وغیرہ نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ اس آیت کے نزول پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا۔

حضور علیہ السلام کے اس ارشاد سے پرُ امید ہو کر سرکار گولڑہ فرماتے ہیں۔

ے یعطیک ربک داس تساں فترضیٰ تھیں ہے آس اساں
لجپال کریسی پاں اساں و اشفع تشفع صحیح پڑھیاں

معلوم ہوا کہ تمام انبیاء رب کے محب اور طالب ہیں لیکن حضور علیہ السلام رب کے محبوب کہ رب ان کو راضی فرمانا چاہتا ہے۔ اس لئے اسلام کے بہت سے کام حضور کی رضا کے لئے نازل ہوئے۔ مثلاً خانہ کعبہ حضور کی رضا کے پیشِ نظر قبلہ بنا۔ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۔

ترجمہ :۔ تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کیطرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔

حدیث پاک میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ السلام نے قرآن پاک کی یہ آیات تلاوت کیں۔ جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی :۔

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔

ترجمہ :۔ تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا اور مہربان ہے۔

Marfat.com

اور حضرت عیسٰی علیہ السلام نے عرض کی :۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

ترجمہ :۔ اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے۔ تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا ہے۔

بعد ازاں اپنے ہاتھ اٹھائے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ اور گریہ وزاری کی اللہ تعالٰے نے جبریل امین کو بھیجا کہ جاؤ میرے محبوب سے پوچھو کہ ان کو کس چیز نے رُلایا۔ روح الامین نے آکر دریافت کیا آپ نے فرمایا امت کے غم نے رولایا۔ اس پر خدا تعالٰے نے جبریل امین سے فرمایا کہ میرے محبوب سے کہہ دو :۔

اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِىْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ۔

ترجمہ :۔ ہم عنقریب تجھے تیری امت کے بارے میں راضی کریں گے اور تجھے غمناک نہ کریں گے۔

اس حدیث سے پُر امید ہو کر کسی نے کہا ہے۔ ؎

نوح کو بھی موج طوفان سے کنارہ مل گیا۔
حضرتِ موسیٰ کو بھی لطفِ نظارہ مل گیا۔

الغرض ہر ایک بے چارے کو چارہ مل گیا۔
ہم غریبوں کو محمد کا سہارا مل گیا۔

مُعجزاتِ خیر الوریٰ

بدر کے دن سلمہ بن اسلم حریش کی تلوار ٹوٹ گئی وہ بے ہتھیار ہو گئے اس کے علاوہ کوئی ہتھیار بھی ان کے پاس ایسا نہ تھا جس سے وہ جنگ کرتے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ابن طاب نخل کی قسم کی شاخ تھی آپ نے وہ شاخ سلمہ کو عطا کی اور فرمایا جاؤ اس

Marfat.com

سے جنگ کرو۔ حضرت سلمہ کے ہاتھ میں پہنچتے ہی وہ شاخ نخل ایک بہترین مضبوط تلوار بن گئی۔ جو ساری زندگی ان کے پاس رہی۔ (صفحہ ۵۴۵ خصائص کبریٰ)

جنگ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کو ایک سوکھی لکڑی عطا کر کے فرمایا جاؤ لڑو۔

فَعَادَهُ فِیْ یَدِهٖ سَیْفًا صَارِمًا طَوِیْلَ الْقَامَةِ اَبْیَضَ شَدِیْدَ الْمَتْنِ۔

ترجمہ:۔ جب وہ لکڑی ان کے ہاتھ میں آئی تو وہ ایک شاندار لمبی چمکدار تلوار بن گئی۔

انہوں نے اس کے ساتھ جہاد کیا پھر وہ ان کے پاس رہی۔ ہمیشہ اسی کے ساتھ جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ قتال اہل الردۃ میں شہید ہو گئے اور وہ تلوار عون کے نام سے موسوم ہوئی۔

(اشعۃ اللمعات صفحہ ۲۳۵/۴ خصائص الکبریٰ صفحہ ۵۴۸)

حضرت رفاعہ بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن میری آنکھ میں تیر لگا میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ نے اپنا لعاب دہن میری آنکھ پر لگایا جس سے میری ساری تکلیف دور ہو گئی۔ (صفحہ ۱۸۹/۲ انسان العیون)

بدر کے دن حضرت خبیب کے جسم پر دشمن نے ضرب کاری لگائی جس سے آپ کے جسم کی ایک جانب جھک گئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے آپ نے اس زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس کی برکت سے حضرت خبیب کو شفائے کاملہ اور صحت عاجلہ ہوئی۔

(صفحہ ۵۴۷/۱ خصائص الکبریٰ)

جنگ بدر میں ابوجہل نے حضرت معوذ ابن عفراء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔

فَجَاءَ یَحْمِلُ یَدَهٗ فَبَصَقَ عَلَیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَلْصَقَهَا فَلَصِقَتْ۔ (شفا شریف صفحہ ۲۱۳/۱)

ترجمہ:۔ تو وہ اپنا ہاتھ اٹھائے حاضر ہوئے حضور علیہ السلام نے اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ اور اس کو ملا دیا وہ اسی وقت جڑ گیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کبھی کٹا ہی نہ تھا (شفا صفحہ ۲۱۳/۱)

حضرت سراقہ کے بیٹے حارث جب جنگ بدر میں شہید ہوئے تو انکی شہادت کی خبر مدینہ منورہ میں ان کی والدہ اور ہمشیرہ کو پہنچی اور ان کو بہت صدمہ ہوا جب حضور علیہ السلام بدر سے واپس لوٹے تو حارث کی والدہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی اگر میرا بیٹا جنت میں ہے تو خوشی کا مقام ہے رونے کی ضرورت نہیں اور اگر دوزخ میں ہے تو خدا کی قسم میں چلّا چلّا کر روؤں گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم تمہارا بیٹا حارث جنت الفردوس میں ہے۔ وہ بولی اب میں اس کو ہرگز نہ روؤں گی۔ اس وقت حضور علیہ السلام نے ایک پیالہ پانی کا منگوایا اس میں اپنے ہاتھ مبارک دھوئے اور کلی کر کے اس میں ڈال دی اور حارث کی والدہ اور اسکی بہن کو پلا دیا اور فرمایا کہ اس سے تھوڑا سا پانی اپنے گریبانوں میں چھڑک لو ان دونوں نے ایسا ہی کیا اور اپنے گھر چلی گئیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مدینہ بھر میں کوئی عورت ان سے زیادہ خوش و خرم نہ تھی۔ (صے بخاری صے ۱/۲ سیرت حلبیہ صے ذکرِ جمیل)

خوشی اور غم آدمی کی اختیاری چیزیں نہیں ہیں جب خوشی اور غمی کے اسباب قائم ہو جائیں تو خوشی اور غم کا ہونا لازمی امر ہے حضور علیہ السلام نے دیکھا کہ اس عورت کے دل پر بیٹے کی جدائی کا صدمہ ہے جس سے ضرر کا اندیشہ ہے تو آپ نے اسکی تسکین کے لیے اپنا لعاب دہن استعمال فرمایا جسکی تاثیر یہ ہوئی کہ بجائے غمی کے اس کے دل میں ایسی مسرت اور شادمانی پیدا ہو گئی کہ مدینہ طیبہ میں ان سے بڑھ کر کوئی شادمان نہ تھا۔

ڈوبی ناؤ تراتے یہ ہیں ۔ روتی آنکھیں ہنساتے یہ ہیں۔

جنگ بدر میں مسلمانوں کیطرف سے چودہ ۱۴ آدمی شہید ہوئے چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ آدمی انصار کے۔ ان آٹھ انصاریوں میں سے چھ آدمی قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ اور دو قبیلہ اوس سے۔ دوسری طرف مشرکین مکہ کے ستّر بڑے بڑے سردار میدان کارزار میں کام آئے۔

Marfat.com

کفّار کا انجام

اس جنگ میں کفار کے ستّر آدمی مارے گئے حضور علیہ السلام نے ان میں سے چوبیس کے لئے حکم فرمایا کہ ان کو قلیب بدر میں پھینک دو۔ ابی ابن خلف کی لاش گل چکی تھی اس لئے اس کو کنوئیں میں گرانے کی بجائے وہیں دفن کر دیا گیا۔ اس وقت جب ابو حذیفہ نے اپنے باپ کا یہ حال دیکھا۔ تو اس کے چہرے کی رنگت بدل گئی جب حضور علیہ السلام نے اس کا یہ حال دیکھا تو فرمایا اپنے باپ کو دیکھ کر تیرے دل میں کیا پریشانی اور وسوسہ پیدا ہوا ہے عرض کی یا رسول اللہ خدا کی قسم مجھے اسلام کے بارے میں کوئی شک نہیں میرا خیال تھا کہ میرا باپ اخلاقِ حسنہ اور صفات حمیدہ سے متصف ہونے کی بنا پر اسلام کی دولت سے مالا مال ہوگا۔ لیکن واقعہ میری توقع کے خلاف ہوا۔ اس لئے پریشان ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے حق میں دعائے خیر کی۔

(معارج النبوت)

سماعِ موتےٰ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ وطیرہ تھا کہ جس مقام پر حضور کو فتح و نصرت ہوتی وہاں پر تین روز تک قیام فرماتے اس لئے مقام بدر پر بھی حسبِ عادت مبارک تین روز تک قیام کیا بعد ازاں وہاں سے روانہ ہوئے راستے میں اس کنوئیں کے قریب آکر کھڑے ہوگئے جس میں کفّار کی لاشیں ڈالی تھیں آپ نے وہاں کھڑے ہو کر فرمایا اے فلاں بن فلاں یعنی ان کفار کے نام لے کر فرمایا:۔

هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حَقًّا وَاِنِّیْ قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِیَ اللّٰهُ حَقًّا۔ قَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ تُکَلِّمُ اَجْسَادًا لَا اَرْوَاحَ

Marfat.com

رَبِّهَا قَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَّرُدُّوْا عَلَيَّ شَيْئًا۔

ترجمہ :- کیا تم نے اس چیز کو حق پایا جس کا تم سے خدا اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا۔ میں نے تو اس چیز کو حق پایا جس کا میرے خدا نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ سنکر عرض کی یا رسول اللہ آپ کن سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ وہ تو ایسے اجسام ہیں جن میں روح نہیں آپ نے فرمایا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ اس کو تم سے زیادہ سنتے ہیں۔ لیکن جواب دینے کی قوت نہیں رکھتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ کفار بھی مرنے کے بعد سنتے ہیں۔ چنانچہ جب کافروں نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں تو کہنے لگے کہ اے صالح لاؤ اب وہ عذاب کہاں ہے جس کے ساتھ تم ہمیں ڈراتے تھے اس پر خدا نے زلزلہ بھیجا۔ خدا تعالٰی فرماتا ہے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝

ترجمہ :- تو انہیں زلزلے نے آلیا تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے تو صالح علیہ السلام نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا اے میری قوم میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی۔ اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں کے غرضی ہی نہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام نے یہ کلام ان کفار کی موت کے بعد کیا، اگر وہ نہ سنتے تھے تو آپکا کلام کرنا لغو قرار پائے گا۔ حالانکہ پیغمبر کا کوئی کام لغو نہیں ہوتا۔

اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے بھی آپ کی تبلیغ کو نہ مانا۔ خدا کی توحید اور نبی کی نبوت کے منکر ہوئے اور خدا اور پیغمبر کی تکذیب کی تو خدا تعالٰی نے ان پر بھی عذاب نازل کیا۔ خدا تعالٰی ارشاد فرماتے ہیں۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا

Marfat.com

كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ج اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخَاسِرِيْنَ ۝ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ :۔ تو انہیں زلزلے نے آلیا تو صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے شعیب کو جھٹلانے والے گویا کبھی ان گھروں میں رہے ہی نہ تھے شعیب کو جھٹلانے والے نقصان والے تھے ۔ شعیب نے منہ پھیر لیا اور کہا اے قوم میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا۔ اور میں نے تمہیں نصیحت کی ہیں کافروں کی قوم کا غم کیوں کروں ۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ کافر مرنے کے بعد سنتے ہیں ۔ کیوں کے شعیب علیہ السلام نے ان کفار کی ہلاکت کے بعد ان سے کلام فرمایا ۔ جب کافر مرنے کے بعد سنتے ہیں ۔ تو نبی ولی اور مومنین تو بطریق اولی سن سکتے ہیں ۔ اور قرآن اس پر شاہد ہے ۔

وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝

ترجمہ :۔ اے محبوب ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمن کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے جو پوجے جاتے ہیں ۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات صالحین سنتے ہیں بلکہ جواب دیتے ہیں کیوں کہ حضور سے فرمایا گیا کہ آپ پہلے انبیاء سے پوچھیں اور پوچھا اسی سے جاتا ہے جو سنے اور جواب دے سکے یہی وجہ ہے کہ قبرستان میں سلام کرنا سنت ہے حالانکہ جو سلام سنتا نہ ہو یا جواب نہ دے سکتا ہو اسے سلام کرنا منع ہے ۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا :۔

لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُّصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا بَلَغَنِيْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِيْ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ

Marfat.com

الْاَنْبِيَاءِ (جلاء الافہام ص۴۳)

ترجمہ: کوئی شخص ایسا نہیں کہ مجھ پر درود پڑھے مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے (یعنی میں اس کی آواز کو سنتا ہوں) چاہے وہ کہیں ہو، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وفات کے بعد بھی فرمایا وفات کے بعد بھی کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام قرار دیا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کا غلام دنیا کے کسی خطے میں رہ کر حضور علیہ السلام پر درود و سلام پڑھے تو حضور خود اس کے درود و سلام کی آواز کو سنتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ اَصْحَابُہٗ اَنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ (ترمذی شریف ص۱۲۷ ج۱)

ترجمہ:۔ جب آدمی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دوست اس سے منہ پھیرتے ہیں۔ تو ان کے جوتوں کی آواز وہ صاحب قبر سنتا ہے۔

حضرت عبدالرحیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ اورنگ زیب کے زمانے میں اکبر آباد آیا وہاں ایک بزرگ تھے جن کا نام سید عبداللہ تھا وہ بیمار ہو گئے کچھ عرصہ کے بعد ان کی وفات ہو گئی انہوں نے وصیت کی، کہ مجھے ایسی جگہ دفن کرنا جہاں میری قبر کی پہچان نہ ہو سکے۔ شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں اتفاق سے میں بھی ان دنوں بیماری میں مبتلا تھا اس بنا پر جنازے میں شریک نہ ہو سکا جب مجھے صحت ہوئی اور میں چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو میں نے ایک دوست کو ساتھ لیا جو کہ جنازہ میں شریک ہوئے تھے اور سید عبداللہ کی قبر کی زیارت کے لیے چل پڑے، قبرستان میں پہنچ کر میں نے اپنے دوست سے کہا بتاؤ آپ کی قبر کونسی ہے وہ قبر کی پہچان نہ کر سکا اور اندازے سے ایک قبر کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہ ہے۔ میں وہاں بیٹھ گیا۔ اور قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگا۔ اتنے میں پیچھے سے سید عبداللہ کی آواز

Marfat.com

آئی کہ میری قبر ادھر ہے مگر اب جو تلاوت شروع کی ہے اسے ختم کر کے اس کا ثواب اسی قبر والے کو پہنچا کر پھر میری طرف آجانا۔ میں نے اپنے دوست سے کہا ذرا سوچ کر بتاؤ کہ سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر میرے پیچھے تو نہیں اس نے کہا ہاں مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔ ان کی قبر آپ کے پیچھے ہے۔ پھر میں آپ کی قبر کی طرف متوجہ ہوا میری طبیعت پر حزن و ملال کا اثر تھا اس لئے میں نے قواعد قرات کی رعایت نہ کی اور جلدی جلدی پڑھتا رہا ہے۔ اسی اثناء میں قبر سے آواز آئی کہ فلاں فلاں جگہ تم نے حسن قرأت کا خیال نہیں رکھا۔

(انفاس العارفین ص۱۳)

ابو جہل کا انجام

عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ میں بدر کے دن ایک صف میں کھڑا تھا اچانک میں نے اپنے دائیں بائیں دو نوجوان دیکھے ان میں سے ایک نے کہا اے چچا کیا آپ ابو جہل کو پہچانتے ہیں۔ میں نے کہا تمہیں اس سے کیا کام ہے۔ اس نے کہا :-

قسم کھائی ہے مر جائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سُنا ہے گالیاں دیتا ہے وُہ محبوب باری کو

اس طرح دوسرے نے بھی آہستہ سے مجھ سے یہی سوال کیا۔ میں نے ان سے کہا :-

حفاظت کر رہا ہے گرد اس کے فوج کا دستہ (اس پر انہوں نے جواب دیا)
یہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا رستہ

میں نے دونوں کو اشارے سے بتایا کہ وہ سامنے ابو جہل ہے وہ دونوں باز کیطرح اسکی طرف جھپٹے اور اپنی آبدار تلواروں سے اس لعین اور شقی القلب ابدی جہنمی کو واصلِ جہنم کیا۔ یہ دونوں نوجوان معاذ اور معوذ تھے جو عفراء کے بیٹے تھے۔ حضرت معاذ سے پوچھا گیا کہ ابو جہل کیسے مارا گیا۔

Marfat.com

تو اس نے کہا بدر کے دن میں نے وار اسکی پنڈلی پر کیا جس سے اسکی ایک پنڈلی جسم سے جُدا ہو گئی اس کا لڑکا عکرمہ پیچھے سے آیا اور اس نے آتے ہی مجھ پر وار کیا اور میرا بازو کاٹ دیا لیکن جسم سے تھوڑا سا لٹک رہا تھا میں اسی طرح جنگ کرتا رہا وہ لٹکتا ہوا ہاتھ جنگ میں مزاحم ہو رہا تھا۔ میں نے اس کو پاؤں کے نیچے رکھا اور زور لگا کر جسم سے جُدا کر دیا اور جنگ کرنے لگا۔ اس کے بعد معوذ نے ابوجہل پر وار کیا اور اسے قریب المرگ بنا دیا۔ پھر ہم دونوں بھائی حضور کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی کہ ہم نے ابوجہل کو فی النار کر دیا ہے آپ نے فرمایا تم میں سے کس نے قتل کیا۔ ہم دونوں میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اپنی تلواریں دکھاؤ ہم نے اپنی تلواریں پیش کیں آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا تم دونوں نے قتل کیا ہے لیکن اس کا سامان معاذ لے گا۔ کیونکہ اس نے پہلے وار کیا ہے آپ نے سامان مجھ کو دے دیا۔

(ص۸ بخاری ص۱۵ خازن ص۱۷۱ حلبیہ)

جب سورۃ رحمٰن نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اس سورت کو قریش کے سرداروں کے سامنے کون پڑھے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے عرض کی یا رسول اللہ میں اس سورت کو قریش کے سامنے پڑھونگا۔ چنانچہ آپ نے مشرکین مکہ کے سامنے اس سورت کو پڑھ کر سنایا ابوجہل نے آپ کے چہرے پر زور سے ایک مکہ مارا اس کے صدمے سے آپ کا ایک کان پھٹ گیا۔ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب عبداللہ بن مسعود کو اس حالت میں دیکھا تو بڑا صدمہ ہوا اسی غم میں بیٹھے تھے کہ جبریل امین حاضر ہوئے اور آپ کی خدمت میں مسکرائے۔ حضور علیہ السلام نے مسکرانے کا سبب پوچھا۔ عرض کی اس کا سبب آپکو جنگ بدر میں معلوم ہوگا۔ چنانچہ جب جنگِ بدر کا دن آیا تو عبداللہ بن مسعود اس وقت حاضر ہوئے جب لڑائی ختم ہو چکی تھی۔ عرض کی یا رسول اللہ مجھ سے جہاد کی فضیلت جاتی رہی۔ آپ نے فرمایا مقتول کفار کے پاس جاؤ جس میں ذرا سانس باقی ہو اس کو قتل کر دو۔ یعنی بالکل ختم کر دو۔ تمہیں شہادت کا مرتبہ مل جائے گا۔ عبداللہ بن مسعود گئے

Marfat.com

کفّار کی لاشیں تلاش کیں تو دیکھا کہ ابوجہل ابھی کچھ سانس لے رہا ہے اسکی چھاتی پر بیٹھ گئے اس پر ابوجہل نے کہا اے عبداللہ اپنے صاحبؐ سے کہہ دینا کہ وہ میرے نزدیک (معاذ اللہ) تمام مخلوق سے بُرا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے اس بدزبان کا تلوار سے سر کاٹ ڈالا۔

مجاہد مسکرایا اور اس خود سر کا سر کاٹا

بڑے اظلم بڑے اخبث بڑے اکفر کا سر کاٹا

پھر زیادہ بوجھل ہونے کی بنا پر اٹھا نہ سکے تو اس کے کان میں سوراخ کر کے رسّی ڈال لی اور گھسیٹتے ہوئے بارگاہِ نبوی میں لے آئے اُدھر سے جبریل مسکراتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یارسول کان کے بدلے کان اور سر زائد بعد ازاں عبداللہ بن مسعود نے عرض کی یارسول اللہ ابوجہل لعین نے آپکی شان میں بکواس کیا تھا۔ آپ نے فرمایا ابوجہل اس امت کا فرعون ہے لیکن فرعون موسیٰ سے بدتر ہے کیوں کہ اس نے مرتے وقت خدا کی توحید کا اقرار کر لیا تھا اس نے دریا کی موجوں کا شکار ہوتے وقت کہا تھا۔

آمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الَّذِیْ آمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِیْلَ

یعنی میں ایمان لایا کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے۔ اور اس لعین ابوجہل نے مرتے وقت اپنی سرکشی میں اور بھی اضافہ کیا۔

(ص۱۱۴ دلائل النبوت ص۱۴۶ خیر المونس)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں اطرافِ بدر میں جا رہا تھا اچانک میں نے دیکھا کہ ایک مرد ایک گڑھے سے نکلا اسکی گردن میں ایک زنجیر تھی اس نے مجھ کو آواز دی۔ اے عبداللہ مجھے پانی پلاؤ اس کے پیچھے ایک اور آدمی نکلا جس کے ہاتھ میں کوڑا تھا اس نے مجھ سے کہا اے عبداللہ اسکو پانی نہ دینا یہ کافر ہے پھر اس نے اس آدمی کو کوڑے سے مارنا شروع کیا اور مارتے ہوئے اسے دوبارہ اس قبر میں لے گیا میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں آکر یہ سارا واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا وہ گڑھے سے نکلنے والا ابوجہل تھا اسکو قیامت تک یہی عذاب

Marfat.com

ہونا رہیگا۔ (صد ۶۷ شرح الصدور)

عقبہ بن ابی معیط کا انجام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ عقبہ بن ابی معیط نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی آپ نے فرمایا میں تیرا کھانا اس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک کہ تو اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد الرسول اللہ نہ کہے عقبہ نے اسکی شہادت دی۔ عقبہ کا دوست ابی بن خلف اسے ملا اور اس نے عقبہ کو اس امر پر ملامت کی، عقبہ نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا تو آپ کی مجلس میں جا اور آپ کے منہ پر تھوک دے اس نے ایسا ہی کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ صاف کیا اور اس پر کچھ زیادتی نہ کی۔ آپ نے فرمایا اگر میں مکہ کے پہاڑوں کے باہر تجھے پاؤں گا تو تیری گردن ماردوں گا۔ جنگ بدر کے دن عقبہ نے جنگ میں شریک ہونے سے انکار کر دیا کیونکہ اسے حضور علیہ السلام کا ارشاد خوفزدہ کر رہا تھا لوگوں نے اسے کہا ہم تجھے سُرخ اونٹ دے دیں گے اگر ہمیں بھاگنا بھی پڑا تو وُہ اونٹ تجھے لے کر اڑ جائے گا۔ اور تو کسی کے ہاتھ نہ آئے گا۔ عقبہ ان کی باتوں میں آگیا اور مشرکین کے لشکر میں شامل ہو گیا جب مشرکین بھاگے تو عقبہ کے اونٹ نے اسکو چٹیل میدان میں لا کر گرا دیا اور وہ گرفتار ہو گیا۔ اور حضور علیہ السلام نے جبراً اس کی گردن ماردی۔

(صد ۵۵۳ خصائص صد ۱۴۴ دلائل النبوت)

قتل نوفل بن خویلد

جب دونوں طرف سے لڑائی کے لئے لوگ تیار ہوئے تو نوفل بن خویلد نے بلند آوازہ

سے کہا اے گروہ قریش آج ہمارے غلبے کا دن ہے اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ نَوْفَلَ بْنَ خُوَيْلَدْ الہیٰ مجھے نوفل بن خویلد سے کفایت دے ۔
پھر آپ نے فرمایا کون شخص ہے جس کو نوفل بن خویلد کا علم ہو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے اسے واصلِ جہنم کر دیا۔ آپ نے تکبیر کہی اور کہا :۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَجَابَ نَبِيَّهٗ دَعْوَتِيْ۔ یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں۔
جس نے اس بارے میں میری دعا کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمایا۔

(سیرۃ حلبیہ ص۱۸۱ ج۲)

ابولہب کا انجام

عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ مجھے ابو رافع نے خبر دی جو غلام تھا حضرت عباس کا کہ ہم آل عباس اسلام میں داخل ہو چکے تھے اور ہم اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔ مکہ معظمہ میں ہمارے پاس ایک آدمی آیا جس نے ہمیں اسلام کی فتح کی خوشخبری سنائی۔ ہمیں بڑی مسرت ہوئی میں اس وقت زمزم کے صفہ میں بیٹھا تھا میرے پاس ام فضل بھی تھیں اچانک ہم نے دیکھا کہ ابولہب اپنے پاؤں کو گھسیٹتے ہوئے آیا اور اس نے سفیان بن حارث سے جنگ کے تفصیلی حالات دریافت کیے۔ سفیان نے کہا کہ ہم مسلمانوں سے لڑے ہمیں شکست فاش ہوئی ہم سر پہ پاؤں رکھ کر دوڑے ہم نے گورے مردوں کو ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھا واللہ وہ جس کے پیچھے پڑ جاتے اس کو زندہ نہ چھوڑتے تھے ابو رافع فرماتے ہیں میں نے کہا واللہ وہ ملائکہ تھے ۔ ان خبروں کو سن کر ابولہب ذلیل و رسوا ہوا ۔ اور ذلت و خواری کی حالت میں اپنے پاؤں گھسیٹتے ہوئے چل دیا ۔ اس کو خدا نے مہلک آبلوں کی بیماری میں مبتلا کر دیا اور سات دن کے بعد مر گیا اس کے بیٹوں نے اس کو دفن نہ کیا اور تین دن تک مکان میں پڑا رہا اس کے قریب نہ جاتے تھے۔ کہ کہیں اسکی بیماری ہمیں نہ لگ جائے آخر کار ایک آدمی کے کہنے پر انہوں نے اس کو مکہ کے باہر لے جا کر

Marfat.com

ایک دیوار کے ساتھ لگا دیا۔ اور بعدازاں اس کے ساتھ پتھر چن دیئے۔
(خصائص۔ معالم التنزیل)

نبی کی ہر دُعا قبول ہوتی ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں حضور علیہ السلام خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اور ابوجہل اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہُوا تھا اس نے کہا کون ہے تم میں جو یہ کام کرے کہ بنی فلاں کے اونٹ کی اوجھ لا کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کندھوں پر اس وقت رکھ دے جبکہ وہ نماز میں سجدہ کریں۔ قوم کا ایک سب سے زیادہ بدبخت اٹھا اور اس نے اونٹ کی اوجھ لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر رکھ دی یہ حال دیکھ کر ابوجہل اور اس کے ساتھی خوب ہنسے اور ہنستے ہوئے ایک دوسرے پر گرنے لگے اور میں (ابن مسعود) پاس کھڑا تھا لیکن مجھ میں اتنی ہمت نہ تھی کہ میں حضور کی پیٹھ سے یہ بوجھ دور کر سکوں ایک آدمی حضرت فاطمہ رضؓ کے پاس گیا اور وہ اس وقت ایک لڑکی تھی۔ اس نے جا کر تمام کیفیت بیان کر دی حضرت فاطمہ رضؓ تشریف لائیں اور آپ کے کندھے سے اوجھ کو دُور فرمایا اور کفار کو بُرا بھلا کہا۔ جب حضور نے نماز ختم کی۔ اپنی آواز کو بلند فرمایا اور تین مرتبہ کفار پر بددُعا کی۔ آپ نے فرمایا۔ اللھم علیک بقریش۔ الٰہی قریش پر عذاب نازل کر۔ جب ان کفار نے حضور کی آواز کو سُنا تو کہاں کا ہنسا اور کہاں کا مسکرانا۔ پھر تو وہ حضور علیہ السلام کی دُعا سے خوفزدہ ہوئے۔ بعدازاں آپ نے ایک ایک کا نام لے کر یوں کہا۔ الٰہی عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ ولید بن عتبہ امیہ بن خلف عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ابولبید ان کل پر عذاب نازل کر۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات مقدس کی جس نے نبی پاک کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے ان سب کو یوم بدر میں مقتول دیکھا۔ پھر وہ سب گھسیٹ کر چاہ بدر میں پھینکے گئے۔ (مسلم شریف)

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کا عقیدہ تھا کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی بارگاہِ الٰہی میں دستِ سوال دراز کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان ہاتھوں کو خالی واپس نہیں کرتا۔ بلکہ آپکی دُعا کو قبولیت سے سرفراز فرماتا ہے آج اگر کوئی اپنے آپکو مسلمان کہلوا کر یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ نبی کی ہر دُعا قبول نہیں ہوتی تو ایسے مسلمان سے ابوجہل اور اس کے ساتھی مشرکین مکہ کا عقیدہ بہتر تھا۔ ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی کی ہر دُعا قبول ہوتی ہے جو دُعا خدا نے قبول نہ کرنی ہو اس دُعا کے مانگنے سے پہلے خدا تعالیٰ نبی کو منع فرما دیتا ہے۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قومِ لوط کے لئے دعائے نجات کرنا چاہی تو ان سے فرمایا گیا۔

يَا اِبْرَاهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۔

یعنی اے ابراہیم یہ دُعا نہ کر وا ب ان پر یہ عذاب ہی آئیگا۔

ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کا اندازہ اس سے لگاؤ کہ سرکارِ دوعالم نے تبدیلیٔ کعبہ کی دُعا نہ کی تھی صرف آرزو فرماتے ہوئے آسمان کی طرف نگاہ کی تھی کہ قبلہ تبدیل کر دیا گیا اور فرمایا گیا:۔

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۔ (قرآن)

یعنی ہم آپکو اس قبلہ کی طرف ابھی پھیر دیتے ہیں۔ جو آپکو پسند ہے۔

خداوند قدوس جل جلالہٗ ارشاد فرماتے ہیں:۔

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۔ (قرآن)

یعنی میں ہر ایک کی پکار یعنی دُعا کو قبول کرتا ہوں جب بھی مجھے پکارے۔

جب عوام کے لئے ایسی خوشخبری ہے کہ خدا تعالیٰ ہر پکارنے والے کی پکار قبول کرتا ہے تو پھر انبیاء علیہم السلام کی دُعائیں کیوں کر قبول نہ ہوتیں اور پھر حضور علیہ السلام تو افضل الانبیاء ہیں آپ کی دعاؤں کے قبول ہونے میں کیوں کر شک وشبہ ہوسکتا ہے بلکہ آپ کی شان تو یہ ہے۔ کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْئٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ

Marfat.com

عَلٰی نَبِیِّکَ یعنی کسی کی کوئی دُعا قبول نہیں ہوتی بلکہ زمین و آسمان کے درمیان موقوف رہتی ہے۔ جب تک کہ حضور علیہ السلام پر درود شریف نہ پڑھا جائے وہ دُعا بارگاہِ ایزدی میں نہیں جاتی۔

جس نبی پاک کے وسیلے سے ہماری دعائیں قبول ہوتی ہیں اگر وہ ذات مکرم خود ہاتھ اُٹھا کر کوئی دُعا کرے تو وہ قبول کیوں نہ ہوگی۔

اہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ ہمارا آقا وہ رسول ہے جس کی ہر دُعا قبول ہے اور اسی عقیدے اور ایمان کی بنا پر نبی کریم کے دربارِ گہر بار میں جانے والا کبھی خالی ہاتھ نہیں آتا، حاجت مندوں نے آپ کے آگے دامن پھیلائے، بیماروں نے شفا چاہی بے چاروں نے چارہ، فقر و فاقہ میں لوگوں نے امداد چاہی اور مصیبت زدوں نے اپنے دُکھ کا علاج طلب کیا، خالی جھولی والے دامن بھر کے جاتے۔ بیماروں کو شفا ملتی اور دکھیوں کو سُکھ اور غم کے ماروں کو راحت ملتی کیوں کہ ہر وقت کملی والے آقا کا دروازہ قبول و اجابت کے لئے کھلا رہتا تھا۔

حضور پر نور شافع یوم النشور کی دُعا سے فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

ایک مرتبہ دورانِ خطبہ بارش کی دُعا کی ابھی خطبہ ختم نہ ہوا تھا کہ بارش سے مسجد ٹپکنے لگی۔ آپ کی دُعا سے ابو ہریرہ کی والدہ کو ایمان نصیب ہوا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے لئے مال و اولاد اور عمر میں برکت کی دُعا کی تو خدا تعالےٰ نے قبول فرمائی اور حضرت انس کو خدا تعالیٰ نے کثرت سے مال اور اولاد عطا فرمائی۔ آپ کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی۔ اعلٰحضرت امام اہلسنت فرماتے ہیں۔

؎ اجابت نے بڑھ کر گلے سے لگایا ۔ بڑھی ناز سے جب دُعائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا ۔ دلہن بن کے نکلی دُعائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

مشرکین مکہ کو خدا تعالےٰ نے بڑے انعامات دیئے۔ کہ ان کو لباسِ انسانیت سے سرفراز فرمایا۔ ان کو حرم مکہ کا قرب نصیب ہوا۔ ہر قسم کے میوے سارا سال ان کو دستیاب تھے اصحابِ فیل کے شر سے ان کو محفوظ کیا۔ ان کے رزق میں وسعت فرمائی اور سب سے بڑی نعمت یہ کہ

Marfat.com

انہیں میں سے خدا نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔ (قرآن حکیم)

لیکن ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے انہوں نے کفران نعمت کا ارتکاب کیا انہوں نے گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن بن گئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے ستر بڑے بڑے سردار جنگ بدر میں واصل جہنم ہوئے اور ستر گرفتار ہوئے خدا تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا۔

ترجمہ:۔ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا۔

(مظہری ۲۷/۵)

اس جنگ میں مشرکین کے بڑے بڑے بہادر پہلوان واصل جہنم ہوئے ان کا ساز و سامان اور ان کی تعداد کی کثرت ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکی۔ تین سو تیرہ مسلمانوں نے ایک ہزار کافروں پر شاندار کامیابی حاصل کی اور خدا کا فرمان سچا ثابت ہوا کہ خداوند قدوس فرماتا ہے۔

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِيْنَ۔

ترجمہ:۔ بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صابرین کے ساتھ ہے۔

اسیران بدر

جنگ بدر میں ستر قیدی مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ ان میں عباس بن عبدالمطلب بھی تھے۔ جو حضور علیہ السلام کے چچا تھے علاوہ ازیں عقیل ابن ابی طالب حضرت علی کے بھائی بھی تھے۔ جب یہ اسیران بدر زنجیروں میں جکڑے ہوئے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ ان کو زنجیروں میں جکڑ کر بہشت میں لانا چاہتا ہے اور یہ بہشت میں داخل ہونا نہیں چاہتے۔

(مدارج النبوت ۱۳۵/۲)

Marfat.com

جب اسیرانِ بدر کو جکڑ کر باندھ دیا گیا تو رات کو حضرت عباس بھاری بیڑیوں کے سبب اور کس کر بندھنے کے سبب کراہنے لگے۔ آپکی آہ و زاری کے سبب حضور علیہ السلام کو نیند نہ آئی اس لئے کہ ؎

رسول اللہ کو بھی درد تھا ان کی اذیت سے
کہ یہ خدمت کیا کرتے تھے پورے صدقِ نیت سے

صحابہ نے نیند نہ آنے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت عباس کے کراہنے کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آتی۔ انصار نے حضرت عباس کے بند ڈھیلے کر دیئے اس پر انہوں نے کراہنا بند کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ عباس کی آواز نہیں آتی انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے ان کے بندھ ڈھیلے کر دیئے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا سب کے بند ڈھیلے کر دیئے جائیں کیوں کہ انصاف کا تقاضا یہی ہے آپکے ارشاد پر تمام قیدیوں کے بندھ ڈھیلے کر دیئے گئے۔ (صہ ۱۳۶/۲ مدارج النبوت)

حضور علیہ السلام نے اسیران بدر کے بارے میں صحابہ سے مشورہ لیا۔ سب سے پہلے صدیق اکبر کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں۔ ان میں سے بعض آپ کے عزیز و اقارب ہیں۔ ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دیجئے شاید ان میں سے کوئی مسلمان ہو جائے اور اسلام کو تقویت پہنچے اس طرح ان کے فدیے سے بھی دین کو تقویت پہنچے گی۔

؎ حضور ان قیدیان جنگ پر احسان فرمائیں۔
کہ شاید بعض ان میں سے کبھی ایمان لے آئیں۔

بعد ازاں حضرت عمر فاروق کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول یہ اسلام کے دشمن ہیں۔ انہوں نے آپ کو جھٹلایا ہے آپ کو وطن مالوف سے نکالا۔ لہذا فدیہ لینے کی بجائے ان کو قتل کر دیا جائے۔ خدا تعالے نے آپکو فدیے سے بے نیاز کر دیا ہے۔ حضرت حمزہ عباس کو حضرت علی عقیل کو قتل کریں اور مجھے میرا فلاں رشتہ دار دیجئے۔ میں اس کی گردن مار دوں۔

Marfat.com

ے مناسب ہے کہ مسلم دین پر ہر چیز کو وارے!
کہ ہر شخص اپنے رشتہ دار کو خود ہاتھ سے مارے

فضائلِ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

شیخین کریمین نیّرین قمرین کی آرا سننے کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے دل دودھ سے بھی زیادہ نرم کر دیتا ہے اور بعض کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت کر دیتا ہے پھر آپ نے فرمایا! اے صدیق اکبر تمہاری مثال فرشتوں میں میکائیل کی طرح ہے جو ہمیشہ مجرموں کے بارے میں شفیق اور مہربان ہوتا ہے۔ گنہگاروں کے بارے میں خدا تعالےٰ سے عفو و بخشش کی دعا کرتا ہے اور پیغمبروں کے بارے میں تمہاری مثال پیارے خلیل اللہ کی طرح ہے جو امت کے بارے میں بڑے رحمدل تھے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی امت کے بارے میں خدا تعالےٰ سے عرض کی:۔

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

ترجمہ:۔ تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے۔ اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے جنہوں نے عرض کی تھی اے باری تعالےٰ

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔

ترجمہ:۔ اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صدیق اکبر حضرت مصطفیٰ علیہ التحیہ والثنا کے دربار میں بڑے قدر و منزلت والے ہیں۔ کہ ان کی مثال خدا تعالےٰ کے مقرب فرشتے میکائیل علیہ السلام اور جلیل القدر

Marfat.com

پیغمبروں حضرت ابراہیم و عیسیٰ علیہا السلام سے دی گئی اور حقیقت میں یہ ایک بہت بڑی فضیلت ہے۔ جس سے آپکی ایک امتیازی شان قائم ہوگئی، آپ کے فضائل بے حد و شمار ہیں چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ :۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا صدیق اکبر بدر کے دن ہم سب سے زیادہ بہادر ثابت ہوئے وہ اس طرح کہ حضور کے لئے میدانِ بدر میں ایک قبہ بنا دیا گیا، صحابہ سے پوچھا گیا کہ اس قبہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ کون رہیگا۔ تاکہ مشرکوں سے آپ کی حفاظت کرے واللہ کوئی اس کام کے لئے آگے نہ بڑھا سوائے صدیق اکبر کے انہوں نے ہاتھ میں تلوار لی اور اس قبہ میں حضور کی حفاظت کرتے رہے۔ (تاریخ الخلفاء صد ۳۵)

نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے مجھ سے اور صدیق اکبر سے بدر کے دن فرمایا تم میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل امین اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام تھے۔ (صد ۳۵ تاریخ الخلفاء)

حضور علیہ السلام نے فرمایا :۔

مَاطَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰی اَحَدٍ اَفْضَلُ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیًّا۔ (تاریخ الخلفاء صد ۴۲)

ترجمہ :۔ سوائے نبی کے سورج نے کسی ایسے آدمی پر طلوع و غروب نہیں کیا جو ابو بکر صدیق سے افضل ہو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا نیک خصائل تین سو ساٹھ ہیں جب خدا تعالےٰ کسی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان میں سے ایک خصلت اس میں پیدا فرما دیتا ہے۔ جس کی بنا پر وہ جنتی ہو جاتا ہے۔ صدیق اکبر نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ان میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی پائی جاتی ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا تم میں یہ سب خصائل موجود ہیں۔

(صد ۷۴ الصواعق المحرقہ)

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں اپنے گھر میں بیٹھی تھی اور حضور اور آپکے صحابہ باہر صحن مکان میں تشریف فرما تھے اور میرے اور ان کے درمیان پردہ تھا۔ اسی اثنا میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے ان کو دیکھ کر حضور نے فرمایا :-

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِّنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ ۔

جو ایسے آدمی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہیئے جو دوزخ سے آزاد ہو وہ ابو بکر کو دیکھ لے۔

(صہ ۶۹ الصواعق المحرقہ)

حضور اکرم تاجدار عرب وعجم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خدا کی راہ میں دو چیزیں خرچ کیں اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا۔ کہ اے اللہ کے بندے یہ (دروازہ) تیرے لئے بہتر ہے جو نمازی ہو گا اسے باب الصلوٰۃ سے جو مجاہد ہو گا باب الجہاد سے جو روزہ دار ہو گا باب الریان سے اور جو سخی ہو گا باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا کوئی ایسا بھی ہو گا جسے ہر دروازہ سے پکارا جائے گا آپ نے فرمایا ہاں تو ان لوگوں میں سے ہے جن کو ہر دروازے سے آواز آئے گی۔ (صہ ۳۲۵ بخاری شریف)

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی پاک کے حضور بیٹھے تھے کہ حضور نے فرمایا ابھی تمہارے پاس وہ آدمی آئے گا کہ میرے بعد خدا نے اس سے افضل بہتر کوئی آدمی پیدا نہیں کیا وہ آدمی قیامت کے دن نبیوں کی طرح گنہگاروں کی شفاعت کریگا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ تھوڑی دیر بعد حضرت صدیق اکبر تشریف لائے تو حضور علیہ السلام نے کھڑے ہو کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا

(صہ ۱۲ الریاض النضرہ)

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل امین میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ (یہ واقعہ شب معراج کا ہے) اور مجھ کو جنت کا دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہو گی۔ ابو بکر نے عرض کی یا رسول اللہ کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا۔ تاکہ اس دروازے کو دیکھ لیتا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا :-

Marfat.com

اَمَا اِنَّکَ یَا اَبَا بَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ۔

ترجمہ:۔ ابوبکر آگاہ ہو جاؤ میری امت میں سے سب سے پہلا شخص تو ہو گا جو جنت میں داخل ہو گا۔ (صـ ۲۴۱/۳ مشکوٰۃ شریف)

فضائل حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

بعد ازاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاروق اعظم کی مثال فرشتوں میں جبریل امین کی طرح ہے جو خدا تعالےٰ کا عذاب دنیا میں خدا کے دشمنوں پر لاتے ہیں اور پیغمبروں میں اسکی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی طرح ہے جنہوں نے اپنی نافرمان قوم کے بارے میں فرمایا

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا۔

ترجمہ:۔ اور نوح علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار زمین پر کافروں کو بستا ہوا نہ چھوڑ۔

اور موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے جنہوں نے فرعون اور فرعونیوں کے بارے میں فرمایا تھا:۔ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِھِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ۔ (قرآن مجید)

ترجمہ:۔ اے مولا ان کے مالوں کو مٹا ڈال ان کے دلوں میں سختی پیدا فرما وہ ایمان نہ لائیں جب تک کہ دردناک عذاب کو نہ دیکھیں گے۔

اس سے فاروق اعظم کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے جس طرح نوح اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کفار کے حق میں سخت تھے اسی طرح آپ بھی کفار پر سخت تھے اشداء علی الکفار آپ کا خاصہ تھا۔ آپ کے فضائل بے شمار ہیں۔

حضرت عمار بن یاسر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ابھی میرے پاس جبریل امین آئے ہیں نے ان سے کہا اے جبریل آج عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فضائل بیان

Marfat.com

کرو۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال خدا تعالیٰ کے احکامات کی تبلیغ کرتے رہے اگر میں بھی اتنا عرصہ دنیا میں رہ کر فاروق اعظم کے فضائل بیان کروں تو ان کے فضائل ختم نہ ہوں۔ (صنہ ۸ الصواعق المحرقہ صہ ۴۶ تاریخ الخلفاء)

قصہ مختصر حضور علیہ السلام نے صدیق اکبر کی رائے سے اتفاق کیا اور قیدیوں سے فدیہ وصول کر لیا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں حضور علیہ السلام پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ اپنے صحابہ کو اختیار دے دو کہ وہ یا تو ان قیدیوں کو قتل کر دیں یا ان سے زر فدیہ وصول کر کے انہیں رہا کر دیں مگر اس شرط پر کہ آئندہ سال ان میں سے ستر آدمی شہید ہو جائیں اور کفار ان پر ظاہری کامیابی حاصل کریں صحابہ نے فدیہ کو اختیار فرمایا اور کہا ہمیں آئندہ سال ستر آدمیوں کی شہادت منظور ہے چنانچہ آئندہ سال اُحد میں ستر مسلمان شہید ہوئے اور ان ستر میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو حضور علیہ السلام کے چچا تھے۔ جب صحابہ کرام قیدیوں سے فدیہ لینے میں مشغول تھے خدا تعالیٰ نے قرآن پاک کی یہ آیات نازل فرمائیں۔

مَاكَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ: کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون نہ بہا دے۔ تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اگر اللہ پہلے ایک بات نہ لکھ چکا ہوتا تو اے مسلمانوں تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا۔ تو کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ان آیات کے نزول کے بعد حضرت فاروق اعظم حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ

Marfat.com

صدیق اکبر اور آپ رو رہے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ آپ کو کس چیز نے رولایا رونے کا سبب بیان فرمائیے تاکہ میں بھی آپ کے ساتھ روؤں اگر رو نہ سکوں تو رونے جیسی شکل ہی بنالوں آپ نے فرمایا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ تمہارے ساتھیوں نے فدیہ قبول کر لیا اس پر خدا کا عذاب اس درخت کے قریب آچکا تھا (آپ نے قریب کے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا) اور اگر آسمان سے عذاب نازل ہو جاتا تو سوائے فاروق اعظم اور سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کوئی نجات نہ پاتا۔

اس آیت سے بعض لوگوں نے عصمت انبیاء پر اعتراض کیا ہے وجوہات درج ذیل ہیں۔

وجہ اوّل

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ یعنی کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون نہ بہادے۔

خدا کے اس ارشاد کے مطابق تمام قیدیوں کو قتل کر دینا چاہیئے تھا لیکن آپ نے ان کو قتل کرنے کی بجائے ان سے فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا اور یہ فدیہ قبول کرنا خدا کے حکم کی خلاف ورزی کی بنا پر گناہ ہے۔

جواب

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیدیوں کا قید ہونا اس شرط کے ساتھ تھا کہ پہلے زمین پر کفار کا خون بہایا جائے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ دورانِ جنگ صحابہ نے مشرکین عرب کے ستّر بڑے بڑے سرداروں کا خون بہایا۔ یہاں اس آیت میں خون بہانے کا مطلب یہ نہیں کہ سارے کفّار کو قتل کیا جائے۔ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب پہلے کچھ کفّار کا خون بہا دیا گیا تو پھر باقیماندہ کو گرفتار کر کے قیدی بنانا جائز ہے چنانچہ دوسرے مقام پر خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

Marfat.com

حَتّٰی اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً۔

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کرلو تو مضبوط باندھو پھر اس کے بعد چاہے احسان کرکے چھوڑ دو۔ چاہے فدیہ لے لو۔

وجہ ثانی خدا تعالےٰ نے حضور علیہ السلام اور تمام صحابہ کو بدر کے دن حکم دیا کہ کفار کو قتل کردیا جائے جیسے کہ خدا تعالےٰ کے اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے۔

فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ۔

یعنی کافروں کی گردنوں کے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ۔

اور یہ حکم وجوب کے لئے تھا جب ان کو قتل نہ کیا گیا بلکہ قید کیا گیا تو حکم خداوندی کی خلاف ورزی کی بنا پر گناہ ہوا۔

جواب تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ یہ خطاب نبی پاک کے صحابہ سے تھا نہ کہ خود حضور سے، حضور علیہ السلام اس بات پر مامور نہ تھے کہ خود بنفسِ نفیس کفار کو قتل کریں، صحابہ نے قتل کفار سے ہاتھ روک کر ان کو گرفتار کرنا شروع کیا تو یہ لغزش صحابہ کی تھی نہ کہ سرکار دوعالم کی۔ جب صحابہ نے قتل عام شروع کیا تو کفار مکہ نے خوفزدہ ہو کر بھاگنا شروع کردیا۔ صحابہ نے ان کا تعاقب کیا۔ اور اس تعاقب میں وہ حضور سے جدا ہو کر دور چلے گئے جب واپس آئے تو قیدیوں کی ایک خاصی جماعت ان کے ساتھ تھی۔ لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض بھی نہیں ہوسکتا کہ حضور نے ان کو قید کرنے سے منع کیوں نہ فرمایا اور ان کو قتل کرنے کا حکم کیوں نہ دیا کیوں کہ صحابہ کا کفار کو قید کرنا حضور کی موجودگی میں نہ تھا۔

وجہ ثالث نبی پاک نے فدیہ کا حکم دیا اور فدیہ وصول کرنا گناہ تھا۔ اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے ارشاد فرمایا:۔

تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ۔

یعنی تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور تمام مفسرین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یہاں

Marfat.com

عرض الدنیا سے مراد فدیہ ہے۔

جواب جب حضور نے اسیران بدر کے بارے میں صحابہ سے مشورہ کیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ان سے فدیہ وصول کر لیجئے یہ فدیہ اسلام کی عسکری قوت میں اضافے کا سبب ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ فدیہ طلب کرنے میں حکمت یہ تھی کہ دین کو تقویت پہنچے چونکہ نیت ہی اعلائے کلمۃ الحق تھا اس لئے فدیہ وصول کرنا گناہ نہ تھا۔ گناہ اس وقت ہوتا جب کہ وصول فدیہ سے مقصد طلب دنیا ہوتا۔

وجہ رابع حضور علیہ السلام اور صدیق اکبر کا رونا اس بات کی دلیل ہے کہ وصول فدیہ کا حکم فرمانا امر حق نہ تھا اور یہ بات گناہ پر دلالت کرتی ہے۔

جواب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رونا گناہ کی بنا پر نہ تھا بلکہ آپ کا رونا اس لئے تھا کہ صحابہ سے یہ لغزش ہوگئی۔ کہ انہوں نے بجائے قتل کرنے کے ستر آدمیوں کو قید کر لیا حضور کو یہ خوف دامنگیر ہوا کہ کہیں صحابہ کی اس لغزش کی بنا پر ان پر عذاب الٰہی نازل نہ ہو جائے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور اپنی امت پر بڑے شفیق اور مہربان تھے کہ صحابہ کی ذرا سی لغزش پر خدا کے سامنے روئے کہ مولا میری امت کی اس لغزش کو معاف فرمانا کہیں ان کو کسی مصیبت میں مبتلا نہ کر دینا اور پھر حضور ایسا کرتے بھی کیوں نہ جبکہ رب تعالےٰ نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا وَ بالمومنین رؤف رحیم یعنی وہ رسول مومنوں پر مہربان اور رحم کرنے والے ہیں

(تفسیر کبیر ج ۵ ص ۱۹۸)

سوال:- کیا نبی کا ہر قول و فعل وحی الٰہی ہوتا ہے اگر ایسا ہے تو جب آپ کے حکم کے مطابق فدیہ لیا گیا تو عتاب الٰہی کیوں نازل ہوا جیسے کہ اس آیت سے ظاہر ہے:-

لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

جواب کسی اہلسنت کا یہ عقیدہ نہیں کہ نبی کا ہر قول وحی الٰہی ہے بلکہ اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کا ہر قول من حیث النبوت والرسالت وحی ہے قرآن و حدیث میں واضح طور پر فرما دیا گیا ہے کہ نبی کی

Marfat.com

دو حیثیتیں ہوتی ہیں ۔ (۱) نبوت و رسالت اور (۲) بشریت ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول کا وحی منزل من اللہ ہونا پہلی جہت کے ساتھ مختص ہے ۔ نبی کے ایسے قول کو قبول نہ کرنا کفر ہے جو نبوت اور رسالت کی جہت سے صادر ہو بخلاف اس قول کے کہ جس کا صدور من حیث البشریت ہو کہ اسے تسلیم نہ کرنا ہرگز کفر نہیں ، اسکی دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے مرض وفات میں صحابہ سے ارشاد فرمایا :۔

اِئْتُوْنِی بِقِرْطَاسٍ ترجمہ ۔ میرے پاس کاغذ لاؤ ۔

لیکن کسی صحابی نے اس ارشاد کی تعمیل نہیں کی ، بلکہ فاروق اعظم نے عرض کی حسبنا کتاب اللہ یعنی ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے اگر نبی کا ہر قول وحی الٰہی ہوتا تو صحابہ اس ارشاد کی تعمیل کرتے کیوں کہ اس حکم کے مقتضی پر کسی نے عمل نہیں کیا ، لہذا ثابت ہوا کہ یہ حکم من جہت الرسالت نہ تھا ۔ اگر اس حکم کو من جہت الرسالت کہا جائے تو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس پر بھی حکم خداوندی فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ کی خلاف ورزی کا الزام عائد ہوگا جو باطل محض ہے ۔ لہذا واضح ہوگیا کہ یہ امر من جہت الرسالت نہ تھا بلکہ من جہت البشریت تھا ۔

یہ امر آخر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول جو من جہت البشریت ہو وحی منزل من اللہ نہ ہونے کی باوجود بھی حق ہے کیوں کہ حق ہونے کے لئے وحی ہونا ضروری نہیں ہر وحی کا حق ہونا ضروری ہے ہر حق کا وحی ہونا ضروری نہیں ، بعض لوگ ابوداؤد شریف کی حدیث مَا یَخْرُجُ مِنْہُ اِلَّا الْحَق ۔ یعنی نبی کے منہ سے حق ہی نکلتا ہے ، کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ نبی کا ہر قول وحی الٰہی ہے حالانکہ یہ غلط ہے اس لئے کہ حدیث میں الا الحق وارد ہے نہ کہ الّا وحی اگر الّا وحی ارشاد ہوتا تو پھر یہ کہنا درست تھا کہ نبی کا ہر قول وحی الٰہی ہے ۔ رہا یہ امر کہ خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۔

یعنی وہ نبی اپنی خواہش سے نہیں بولتا وہ تو وہی بولتا ہے جو اسکی طرف وحی کی جاتی ہے ۔ جس سے ثابت ہوا کہ نبی کا ہر قول وحی الٰہی ہوتا ہے ۔ تو اس کا جواب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۴۵۲ پر یہ دیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد قرآن مجید کے ساتھ مخصوص ہے۔ شاہ صاحب کا اس ارشاد باری تعالیٰ کو قرآن مجید کے ساتھ مخصوص کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا نطق من حیث الرسالت نہ ہو اس آیت کریمہ سے اسے وحی منزل من اللہ ثابت کرنا اور اس پر طعن کی بنیاد رکھنا بناء الفاسد علی الفاسد ہے یہ مقصد ہرگز نہیں کہ قرآن کے سوا نبی پاک کا کوئی قول بھی وحی الہٰی نہیں۔ خواہ وہ من جہت الرسالت ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ اس تقریر پر علی الاطلاق تمام احادیث نبویہ کے وحی ہونے کا انکار لازم آئیگا۔ جو کفر خالص ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نطقِ مبارک مطلقاً ہویٰ سے پاک ہے اور وہ دو حال سے خالی نہیں یا من جہت الرسالت ہوگا۔ یا من جہت البشریّت، پہلی صورت میں وحی الہٰی ہے خواہ وحی متلو ہو یا غیر متلو اور دوسری صورت میں حق ہے خواہ کسی اعتبار سے وہ خلاف اولیٰ ہو یا نہ ہو۔

جن علمائے اہلسنت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع اقوال وافعال اور احوال شریفہ کو وحی قرار دیا ہے ان کے پیشِ نظر صرف جہت رسالت ہے اور جن حضرات نے آپ کے جمیع اقوال وافعال اور احوال کے وحی ہونے کا انکار کیا ہے ان کے پیش نظر جہت رسالت کے ساتھ جہت بشریّت بھی ہے ان حضرات نے صرف انہی اقوال وافعال کو وحی قرار دیا ہے جو جہت رسالت سے ہوں اور جن کا صدور جہت بشریت سے ہو ان کے وحی منزل من اللہ ہونے کی انہوں نے نفی فرمائی ہے۔ اس تفصیل سے واضح ہوگیا کہ دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔ لیکن کسی اہلسنت عالم دین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول یا فعل یا حال کو خلاف حق قرار نہیں دیا حتیٰ کہ بعثت مقدسہ سے قبل بھی آپ کی ذات مقدسہ کو خلاف حق امور سے پاک مانا۔

یہاں اس امر کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے کہ عتاب میں خواہ شدت بھی کیوں نہ ہو وہ محض

Marfat.com

صورۃ عتاب ہے حقیقتاً مبنی بر حکمت ہونے کی وجہ سے خطاب محبت ہے۔

از مکتوب غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں شیخ الحدیث والتفسیر جامع معقول و منقول شیخ طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا احمد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ۔

قصہ مختصر یہ کہ نبی کا جو قول من حیث النبوت والرسالت ہوگا وہ وحی الٰہی قرار پائے گا۔ ایسے ہی قول کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے:۔

نبی کے لبوں پر خدا بولتا ہے ۔ کلام خدا ہے کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم
وہ آئے ہیں بن کر خدا کے پیامی ۔ کہ ہے معتبر ہر پیام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا فدیہ

اسیران بدر میں حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ بہت مالدار تھے بعض انصاریوں نے سرکار نبوت میں گذارش کی کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے چچا عباس کا فدیہ معاف کر دیا جائے لیکن مساوات کے علمبردار رسول نے فرمایا کہ ایک چونی بھی کم نہ کی جائے قریش نے فدیے کی رقم دے کر اپنے آدمیوں کو بھیجا تھا۔ ہر ایک نے اپنے اپنے قیدی کی من مانی رقم وصول کی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ نے عرض کی یا رسول اللہ میں تو مسلمان ہی تھا آپ نے فرمایا مجھے تمہارے اسلام کا علم ہے اگر تمہارا یہ قول صحیح ہے تو اللہ تمہیں اس کا بدلہ دیگا لیکن چونکہ احکام ظاہر پر ہیں۔ اس لئے آپ فدیہ ادا کیجئے بلکہ اپنے دونوں بھتیجوں کا بھی یعنی نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب کا، علاوہ ازیں اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا بھی فدیہ ادا کرو انہوں نے عرض کی میرے پاس تو اتنا مال نہیں آپ نے فرمایا وہ مال کہاں گیا جو تم نے اور ام فضل نے زمین میں دفنا یا ہے یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ اور

Marfat.com

خیال آیا مسلمان نیک و بد پہچان جاتے ہیں۔
محمد آدمی کے دل کی باتیں جان جاتے ہیں۔
جناب حضرت عباس پر رعشہ ہوا طاری۔
کہ پیغمبر تو رکھتا ہے دلوں کی بھی خبرداری۔

حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ اس دفینے کی خبر بجز میرے اور ام فضل کے اور کسی کو نہ تھی۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ اللہ تعالٰے کے سچے رسول ہیں۔ اچھا اب یوں کیجئے میرے پاس سے بیس اوقیہ سونا آپ کے لشکریوں کو ملا ہے۔ اسی کو میرا زر فدیہ سمجھ لیجئے۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں وہ مال تو ہمیں خدا نے اپنے فضل سے دیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے بھتیجوں اور اپنے حلیف کا فدیہ سو اوقیہ سونا ادا کیا اس بارے میں خدا تعالٰے نے یہ آیت اُتاری۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّمَن فِي أَيْدِيكُم مِّنَ الْأَسْرَىٰ إِن يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أُخِذَ مِنكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ٥

ترجمہ:۔ اے غیب کی خبر بتانے والے جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں بھلائی جانی تو جو تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائیگا اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت عباس کا بیان ہے کہ خدا کا یہ فرمان پورا ہوا اور اسلام نے مجھے بیس غلام دلوائے جو سب کے سب مالدار تھے ساتھ ہی مجھے مغفرت کی بھی امید واثق ہے آپ فرماتے ہیں کہ ساری دنیا کے مل جانے سے بھی زیادہ خوشی مجھے اس آیت کے نازل ہونے سے ہوئی۔ مجھ سے جو لیا گیا واللہ اس سے سو حصے زیادہ ملا، حدیث پاک میں ہے کہ جب بحرین کا خزانہ سرکار رسالت مآب میں پہنچا جو اسی ہزار کا تھا تو آپ نماز ظہر کے لئے وضو کر چکے تھے بس مال

آنے پر ایک شکایت کرنے والے اور ہر ایک سوال کرنے والے کی دادرسی فرمائی اور نماز سے پہلے سارا خزانہ راہِ خدا میں لٹا دیا نہ اس دن ناپ تول تھا نہ حساب اور شمار جو آیا وہ لے گیا اور دل کھول کر لے گیا۔ حضرت عباس نے اپنی چادر میں گٹھری باندھ لی۔ لیکن اٹھا نہ سکے عرض کی یا رسول اللہ کسی کو حکم دیا جائے کہ یہ گٹھری میرے کندھے پر اٹھوا دے آپ نے فرمایا میں تو کسی سے نہیں کہتا۔ کہا اچھا آپ ہی ذرا اٹھوا دیجئے۔ آپ نے اس کا بھی انکار فرمایا۔ اب تو بادلِ ناخواستہ اس میں سے کچھ کم کرنا ہی پڑا پھر اٹھا کر کندھے پر رکھ کر چل دیئے ان کی اس لالچ کی وجہ سے حضور کی نگاہیں جب تک یہ آپ کی نگاہ سے اوجھل نہ ہو گئے، انہی پر رہیں۔ پس جب کل مال بانٹ چکے ایک کوڑی باقی نہ بچی۔ تب آپ وہاں سے اٹھے۔ حضرت عباس جب مال کو اٹھا کر چلے تو کہا الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ تو پورا فرما دیا اور دوسرا وعدہ بھی پورا ہو کر ہی رہیگا یہ اس سے بہتر ہے جو تم سے لیا گیا۔

(ص ۲۳ دسواں پارہ تفسیر ابن کثیر)

حضور علیہ السلام کے داماد حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی قید ہوئے ان کے پاس فدیے کی رقم نہ تھی۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے، حضرت زینب کو کہلا بھیجا کہ فدیہ کی رقم بھجوا دیں۔ جب حضرت زینب کا نکاح ہوا تھا تو حضرت خدیجہ نے ان کو ایک بیش قیمت ہار جہیز میں دیا تھا۔ انہوں نے وہی ہار اُتار کر بھیج دیا۔ آپ نے جب وہ ہار دیکھا تو اٹھائیس ۲۸ سالہ محبت انگیز واقعہ یاد آ گیا بے اختیار آنکھوں میں آنسو آ گئے اور صحابہ سے فرمایا اگر تمہاری مرضی ہو تو میری بیٹی کو ماں کی یادگار واپس کر دی جائے۔ چنانچہ حضرت ابوالعاص کو بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا گیا لیکن یہ شرط لگا دی گئی کہ وہ حضرت زینب کو مدینہ طیبہ بھیجدیں۔ چنانچہ حضرت ابوالعاص نے حضرت زینب کو حضرت زید بن حارث کے ساتھ مدینے روانہ کر دیا۔ اور بعد میں خود بھی مسلمان ہو کر مدینہ طیبہ آ گئے۔

Marfat.com

فضائلِ اہلِ بدر

حضرت رفاعہ بن رافع فرماتے ہیں کہ جبرائیل امین نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ کے ہاں اہل بدر کا کیا مقام ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ تمام مسلمانو سے افضل ہیں۔ جبرائیل امین نے کہا اسی طرح وہ فرشتے جو جنگِ بدر میں شریک ہوئے دوسرے فرشتوں سے افضل ہیں۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

لَنْ یَّدْخُلَ النَّارَ رَجُلٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَیْبِیَةَ۔

ترجمہ:- جو شخص بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سُنا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اہل بدر اور اہل حدیبیہ میں سے کوئی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا اللہ تعالےٰ نے ارشاد نہیں فرمایا کہ:-

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا۔

یعنی تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو دوزخ کے اوپر سے نہ گزرے۔

اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا، پھر خدا نے یہ بھی تو فرمایا ہے۔ کہ

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا۔

ترجمہ:- پھر ہم ڈرنے والوں کو نجات دیں گے اور اس میں ظالموں کو اوندھا چھوڑ دیں گے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن حاطب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہا کہ حاطب ضرور دوزخ میں داخل ہوگا۔ آپ نے فرمایا تو نے جھوٹ کہا ہے وہ دوزخ

Marfat.com

میں داخل نہ ہوگا۔ اس لئے کہ وُہ اہلِ بدر اور اہل حدیبیہ میں سے ہے۔

(صفحہ ۴۸ مظہری)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابومرثد اور زبیر کو روضہ خاخ کی طرف ایک مشرکہ عورت کے پکڑنے کو جو حاطب بن ابی بلتعہ کا خط مشرکین مکہ کے پاس لے کر جارہی تھی بھیجا۔ اور ہم سواری پر تھے ہم نے اسی جگہ جہاں آپ نے بتایا تھا اسے پکڑا وہ اپنے اونٹ پر جارہی تھی ہم نے کہا لاؤ وہ خط، وہ بولی میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ تب ہم نے کہا حضور علیہ السلام نے ہرگز جھوٹ نہیں فرمایا۔ ضرور تیرے پاس کوئی خط ہوگا یا تو خط نکال دو ورنہ ہم تجھے برہنہ کرکے دیکھیں گے۔ جب اس نے ہماری مستعدی دیکھی تو اپنی کوکھ کی طرف ہاتھ لے جاکر چھٹی نکالی وہ اپنی چادر سے لپیٹے ہوئے تھی ہم اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے، حضرت عمر فاروق نے عرض کی یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں حاطب کی گردن ماردوں کیوں کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں سے خیانت کی ہے۔ آپ نے حاطب سے فرمایا تجھے اس کام پر کس بات نے ابھارا، حاطب نے عرض کی بخدا مجھ میں وہ بات نہیں کہ میں خدا اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤں۔ میں نے چاہا تھا کہ قوم مکہ پر میرا ایک احسان ہو جائے جسکی وجہ سے میرے مال اور اولاد کو نقصان سے نجات ہو، جس قدر آپ کے صحابی ہیں سب کے وہاں ایسے رشتہ دار ہیں جسکی وجہ سے ان کے مال اور عیال سے نقصان دور ہوسکتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تو نے سچ کہا اور دوسروں سے فرمایا تم اسے برا نہ کہو حضرت فاروق اعظم نے دوبارہ عرض کی یارسول اللہ مجھے حاطب کی گردن مار دینے کی اجازت دیجئے کیوں کہ اس نے خدا اور رسول اور مسلمانوں کی خیانت کی ہے۔ آپ نے فرمایا اے عمر کیا حاطب بدری نہیں ہے۔ اور اللہ جل جلالہٗ نے اہلِ بدر پر خاص توجہ کرکے فرمایا:۔

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَکُمُ الْجَنَّةُ اَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ۔

یعنی جو چاہو عمل کرو تمہارے واسطے جنت واجب ہوگئی یا میں نے تمہیں بخش دیا۔

Marfat.com

حضرت عمر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ (صـ۳۰۲/۲ مسلم شریف صـ۳/۲ بخاری شریف)

عبد اللہ بن حارث فرماتے ہیں میں نے سنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے۔ لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُوْنَ اِلٰی بَدْرٍ۔

ترجمہ:۔ بدر میں شمولیت کرنے والے بدر میں حاضر نہ ہونے والوں سے افضل ہیں۔

(صـ۲/۳ بخاری شریف)

امام دوانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے بعض مشائخ سے سنا فرماتے تھے اہلِ بدر کا ذکر کرتے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

(صـ۱۵۶/۲ سیرۃ حلبیہ)

سیّدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے دریافت کیا آپ اہلِ بدر سے سے کوئی کام کیوں نہیں لیتے آپ نے فرمایا میں ان کے مقامات اور درجات کو جانتا ہوں میں ان کو دنیا کی آلائش آلودگیوں میں ملوث کرنا نہیں چاہتا۔

(صـ۸۵ تاریخ الخلفاء)

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں بدر کے دن حارثہ شہید ہوگئے ان کی والدہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ مجھے حارثہ سے کتنی محبت تھی اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کرتی ہوں اور خدا تعالےٰ سے طالبِ ثواب ہوتی ہوں بصورت دیگر فرمائیے میں کیا کروں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

اَوَجَنَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ هِیَ جِنَانٌ کَثِیْرَۃٌ وَاِنَّہٗ فِیْ جَنَّۃِ الْفِرْدَوْسِ۔

ترجمہ:۔ کیا ایک جنت اس کے لئے تو بہت سی جنتیں ہیں وہ تو جنت الفردوس میں ہے۔

(صـ۲/۳ بخاری شریف)

بدر کے دن جب گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی تو حضرت حارثہ دور کھڑے ہو کر جنگ کا نظارہ

Marfat.com

دیکھ رہے تھے اسی اثناء میں ان پر پیاس کا غلبہ ہُوا وُہ حوض سے پانی پی رہے تھے کہ ایک تیر ان کو آکر لگا جو جان لیوا ثابت ہُوا اس طرح آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ جب کہ حارثہ کے لئے جو کہ لڑے بھی نہیں جنت الفردوس ہے تو ان صحابہ کی کیا فضیلت و عظمت ہوگی۔ جو اس گھمسان کی لڑائی میں شریک ہوئے اور کئی کافروں کو واصلِ جہنم کیا۔

اس سے معلوم ہُوا کہ حضور علیہ السلام کو اپنے اخلاص کیش امتیوں کے انجام کا علم ہے لیکن امام الطائفہ اسماعیل دہلوی اپنی بد نام زمانہ کتاب تقویۃ الایمان کے صد ۲۲ پر لکھتا ہے جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کریگا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں آخرت میں سو اسکی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی نہ اپنا حال نہ دوسرے کا (بلفظہ)

دیکھئے کیسی بے ادبی اور گستاخی ہے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کیسا عناد اور عداوت ہے قرآن پاک سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام کو اپنا حال بھی معلوم تھا۔

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ

اور اپنے نیاز مندوں کا حال بھی معلوم کہ ان پر وہ رحمت و کرم ہوگا کہ حضور راضی ہو جائیں گے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

یعنی عنقریب تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

اور کفار نابکار کا بھی :- أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔

یعنی وہ دوزخی ہیں۔ اس میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔

حضور اکرم فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

یعنی بے شک حسنین کریمین جنتی نوجوان کے سردار ہیں۔

علاوہ ازیں عشرہ مبشرہ کو جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تو جنتی عورتوں کی سردار ہے حضرت طلحہ کے متعلق ارشاد فرمایا!

Marfat.com

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی شَہِیْدٍ یَّمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ۔

ترجمہ:۔ جو کسی شہید کو زمین پر چلتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔ (صـ۱۶۹ سیرت حلبیہ، صـ۲۱۵/۲ ترمذی شریف)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:۔

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِّنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ۔

ترجمہ:۔ جو کسی دوزخ سے آزاد کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے وہ ابوبکر کو دیکھ لے۔

(صـ۳۰ تاریخ الخلفاء)

اور آخرت میں کیا کیا جائے گا۔ اس کا بیان آیات میں بھی ہے اور احادیث کثیرہ میں بھی موجود ہے۔

حدیث ۱:۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاَوَّلُ مَنْ یَّنْشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔

ترجمہ:۔ میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں گا۔ اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر کھلے گی۔ اور میں ہی پہلا شافع اور مقبول الشفاعت ہونگا۔

حدیث ۲:۔ اَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ تَبَعًا یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ

ترجمہ:۔ روز قیامت میرے متبع تمام انبیاء کے متبعین سے زیادہ ہوں گے اور میں پہلا شخص ہوں گا جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا۔

حدیث ۳:۔ اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِکَ اُمِرْتُ لَا اَفْتَحُ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ۔

ترجمہ:۔ روز قیامت میں جنت کے دروازہ پر جاکر دروازہ کھلواؤں گا۔ خازن دریافت کریگا۔ آپ کون ہیں میں فرماؤں گا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم) وہ عرض کریگا۔

Marfat.com

آپ ہی کے لئے میں مامور کیا گیا ہوں کہ آپ سے پہلے میں کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔

ان کے علاوہ اور بکثرت احادیث ہیں جن سے حضور کے درجات و مراتب اور آخرت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت معلوم ہوتی ہے۔ بدنصیب بداندیش نے سب کو چھپایا بلکہ جھٹلایا اور لکھ دیا کہ انہیں دنیا قبر اور آخرت کا حال نہ اپنا معلوم نہ اور کسی کا یعنی اپنے خاتمہ اور نجات کی بھی خبر نہیں۔ معاذ اللہ

بانگ طبل

بدر کے پہاڑوں میں ایک جگہ ہے جہاں سے نقارہ کی مثل آواز سنی جاتی ہے۔ جو اہل بدر مسلمانوں کی فتح و نصرت کی علامت متصور ہوتی ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ وہاں ہوا ایسے طریقے سے چلتی ہے جس سے یہ آواز پیدا ہوتی ہے۔ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔ میں نے بہت سے حاجیوں سے سنا کہ جب وہ اس وادی سے گزرے انہوں نے مثل نقارہ کے آواز سنی۔ اکثر میں اس آواز کا انکار کرتا تھا اور بعض اوقات اسکی تاویل کرتا تھا کہ شاید وہ جگہ پتھریلی ہو اور چوپایوں کے پاؤں سے آواز پیدا ہوتی ہو۔ لیکن حاجیوں نے کہا کہ وہ زمین تو ریگستان ہے اور اکثر وہاں اونٹ پھرتے رہتے ہیں ان کے پاؤں سے تو آواز پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ فرماتے ہیں خدا تعالےٰ نے مجھ پر کرم کیا اور میں بھی اس جگہ کی زیارت کے لئے گیا میرے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ اس وقت مجھے یہ بات بالکل یاد نہ رہی کہ یہاں سے نقارہ کی آواز آتی ہے۔ میں اس وادی میں سیر کر رہا ہے کہ دوپہر کے وقت ایک اونٹ چرانے والے لڑکے نے مجھ سے کہا کیا آپ نقارہ کی آواز سنتے ہیں۔ میں نے فوراً کان لگا کر نقارہ کی آواز سنی جس سے میں لرزہ براندام ہو گیا۔ فوراً مجھے لوگوں سے سنا ہوا واقعہ یاد آ گیا۔ ہوا چل رہی تھی میں نے نقارے کی آواز کو سنا اور مدہوش ہو گیا سارا دن تھوڑے تھوڑے

Marfat.com

دقفے کے بعد مجھے وُہ آواز سنائی دیتی رہی ۔ مجھے وہاں سے پتہ چلا کہ یہ آواز ہر آدمی کو سنائی نہیں دیتی ۔ (صفحہ ۱۴۰/۲ مدارج النبوّت)

خُفیہ سازش

جب مشرکین مکہ کو شکست فاش ہوئی اور وہ مکہ پہنچ گئے عمیر بن وہب مقام حجر میں صفوان بن امیہ کے پاس آکر بیٹھا صفوان نے کہا مقتولین بدر کے بعد عیش حرام ہے عمیر نے کہا واللہ ! ان کے قتل ہوجانے کے بعد زندگی میں خیر نہیں اگر میرے ذمہ قرض نہ ہوتا اور اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے نہ ہوتے تو میں ضرور مدینہ جاکر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرڈالتا اگر وہاں پہنچ کر مجھے حالات ناسازگار پیش آئیں تو میں یہ بہانہ کر سکتا ہوں کہ میں اپنے فرزند کے پاس آیا ہوں جو اسیر ہے ، صفوان عمیر کے اس قول سے خوش ہُوا اور اس سے کہا تیرا قرض میرے ذمہ ہے اور تیرے عیال کے نان و نفقہ اور کفالت کا میں ذمہ دار ہوں ، صفوان نے عمیر کو سواری دی اور اس کے لیئے سامان مہیا کیا اور عمیر کی تلوار پر صیقل کرایا گیا اور اس کو زہر کا بجھاوُ دیا گیا ۔ عمیر نے صفوان سے کہا چند روز تک تو مجھے چھپا دے پھر عمیر مدینہ طیبہ پہنچا اور مسجد نبوی کے دروازے پر اُترا اور اپنی سواری کو باندھ دیا اور تلوار ہاتھ میں لے کر رسولِ اکرم کا قصد کیا ۔ فاروق اعظم نے جب عمیر کو اس قبیح ارادے سے آتے دیکھا تو اس کو پکڑ کر بارگاہِ نبوّت میں پیش کر دیا ۔ حضور علیہ السلام نے عمیر سے پوچھا تو کس ارادے سے آیا ہے عمیر نے کہا میں اپنے قیدی فرزند کے پاس آیا ہوں جو آپ کے پاس ہے ۔ آپ نے فرمایا سچ بتاؤ تو کس نیت سے آیا ہے ۔ عمیر نے کہا میں اپنے قیدی کے بارے میں آیا ہوں ۔ آپ نے فرمایا تو نے مقام حجر کے پاس صفوان کے ساتھ کیا شرطے کی تھی ۔ عمیر سُن کر ڈر گیا اور اس نے پوچھا میں نے صفوان سے کیا شرطے کی تھی ۔ آپ نے فرمایا تو نے صفوان کو اس شرط سے میرے قتل پر

Marfat.com

برانگیختہ کیا تھا کہ وہ تیری اولاد کا متکفل رہے اور تیرا قرض ادا کر دے لیکن خدا تعالےٰ نے تمہارے ان ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا، عمیر نے یہ سن کر کہا اشھد انك رسول اللہ، تحقیق یہ گفتگو میرے اور صفوان کے درمیان حجر میں ہوئی اور اس گفتگو کو میرے اور صفوان کے سوا تیسرا کوئی نہ جانتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے آپکو اس گفتگو کی خبر دے دی میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ پھر عمیر مکہ کی طرف پلٹ کر گیا اور اس نے لوگوں کو دعوتِ اسلام دی اس کے ہاتھ پر بہت سے آدمی مسلمان ہوئے۔

اصحابِ بدر کے اسمائے گرامی

۱۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۲۔ عبداللہ بن عثمان ابوبکر صدیق ۳۔ عمر بن خطاب عدوی ۴۔ عثمان بن عفان قرشی جن کو حضور علیہ السلام نے اپنی بیٹی رقیہ کو تیمارداری کے لئے چھوڑا تھا اور آپ کے لئے مالِ غنیمت سے حصہ مقرر فرمایا تھا۔ ۵۔ علی بن ابی طالب ہاشمی ۶۔ ایاس بن بکیر ۷۔ بلال بن رباح حضرت صدیق اکبر کے آزاد کردہ غلام ۸۔ حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی ۹۔ حاطب ابن ابی بلتعہ قریش کے حلیف ۱۰۔ ابو حذیفہ ابن عتبہ قرشی ۱۱۔ حارثہ بن سراقہ ۱۲۔ خبیب بن عدی انصاری ۱۳۔ خنیس ابن حذافہ سہمی ۱۴۔ رفاعہ بن رافع انصاری ۱۵۔ رفاعہ بن عبدالمنذر ابولبابہ انصاری ۱۶۔ زبیر بن عوام قرشی ۱۷۔ زید بن سہل ابوطلحہ انصاری ۱۸۔ ابو زید انصاری ۱۹۔ سعد بن مالک زہری ۲۰۔ سعد بن خولہ قرشی ۲۱۔ سعید بن زید قرشی ۲۲۔ سہل بن حنیف انصاری ۲۳۔ ظہیر بن رافع انصاری ۲۴۔ ظہیر بن رافع کے بھائی ۲۵۔ عبداللہ بن مسعود ہذلی ۲۶۔ عبدالرحمٰن بن عوف زہری ۲۷۔ عبیدہ بن حارث قرشی ۲۸۔ عبادہ بن صامت ۲۹۔ عمرو بن عوف عامر بن لوی کے حلیف، ۳۰۔ عقبہ بن عمرو انصاری۔ ۳۱۔ عامر بن ربیعہ عنزی ۳۲۔ عاصم بن ثابت انصاری ۳۳۔ عویم بن ساعدہ انصاری ۳۴۔ عتبان بن مالک انصاری ۳۵

ارقم بن ابوالارقم ۳۶۔ ربیعہ بن اکثم ۳۷۔ زاہربن صرام ۳۸۔ زیدبن خطاب قرشی ۳۹۔
زیادبن کعب ۴۰۔ سالم بن معقل ۴۱۔ سائب بن مظعون قرشی ۴۲۔ سائب بن عثمان قرشی
۴۳۔ سبزہ بن فاتک الاسدی ۴۴۔ سعدبن ابی وقاص قرشی الزہری ۴۵۔ سلیط بن عمرو۔
۴۶۔ سوید بن مخشی الطائی ۴۷۔ سولیط بن سعد القرشی ۴۸۔ سہل بن بیضاء القرشی۔
۴۹۔ شجاع بن ابی وہب الاسدی ۵۰۔ شقران حبشی ۵۱۔ شماس بن عثمان قرشی۔
۵۲۔ صفوان بن بیضاء القرشی الفہری۔ ۵۳۔ صہیب بن سنان الرومی ۵۴۔ طفیل بن حارث
القرشی المطلبی ۵۵۔ طلحہ بن عبیداللہ ۵۶۔ طلیب بن عمرو بن وہب القرشی ۵۷۔
عاقل بن بکیر ۵۸۔ عامر بن حارث ۵۹۔ عامر بن عبداللہ بن جراح القرشی ۶۰۔ عامر بن فہیرہ
ازدی ۶۱۔ عبداللہ بن حجش بن رباب الاسدی۔ ۶۲۔ عبدالرحمٰن بن سہل الانصاری۔
۶۳۔ عبداللہ بن سراقہ القرشی العدوی ۶۴۔ عبداللہ بن سعید القرشی الاموی ۶۵۔ عبداللہ
بن سہیل بن عمرو القرشی العامری ۶۶۔ عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال القرشی المخزومی۔
۶۷۔ عبداللہ بن مخرمہ ۶۸۔ عبداللہ بن مظعون ۶۹۔ عبدیالیل بن ناشب اللیثی ۷۰۔ عمرو بن حارث
بن زہیر القرشی الفہری ۷۱۔ عمر بن سراقہ القرشی العدی ۷۲۔ عمرو بن ابی عمرو بن شداد قرشی
۷۳۔ عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ القرشی الفہری ۷۴۔ عثمان بن مظعون القرشی ۷۵۔ عمار بن یاسر
۷۶۔ عمیر بن ابی وقاص القرشی الزہری ۷۷۔ عمیر بن عوف مولیٰ سہیل بن عمر العامری۔ ۷۸۔
عقبہ بن وہب ۷۹۔ عوف بن اثاثہ قرشی المطلبی ۸۰۔ عیاض بن زہیر بن ابوشداد القرشی ۸۱
قدامہ بن مظعون القرشی ۸۲۔ کثیر بن عمرو السلمی ۸۳۔ کناز بن حصین ابوالمرثد الغنوی ۸۴۔ مالک
بن امیہ بن عمرو السلمی ۸۵ مالک بن ابوخولی الجعفی ۸۶۔ مالک بن عمرو السلمی ۸۷۔ مالک بن
عمیلہ بن السباق ۸۸۔ محرز بن نضلہ الاسدی ۸۹۔ مدلاج بن عمرو السلمی ۹۰۔ مرثد بن ابومرثد
۹۱۔ مسعود بن الربیع القاری ۹۲۔ سیدنا مصعب بن عمیر القرشی ۹۳۔ معتب بن حمراء الخزاعی۔
۹۴۔ معمر بن ابی سرح بن ابی ربیعہ ۹۵۔ مہجع بن صالح المہاجر ۹۶۔ واقد بن عبداللہ تمیمی۔

Marfat.com

۹۷۔ وہب بن محصن الاسدی ۹۸۔ وہب بن ابی سرح القرشی الفہری ۹۹۔ وہب بن سعد
بن ابی سرح القرشی ۱۰۰۔ ہلال بن ابی خولی ۱۰۱۔ یزید بن رقیس ۱۰۲۔ ابو سبزہ قرشی ۔
۱۰۳۔ ابوکبشہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰۴۔ ابو واقد اللیثی ۔ ۱۰۵۔ ابی بن ثابت
الانصاری ۱۰۶۔ ابیّ بن کعب ۱۰۷۔ اسعد بن یزید بن فاکہہ ۱۰۸۔ اسید بن حضیر بن سماک ۱۰۹۔
اسیرہ بن عمرو الانصاری النجاری ۱۱۰۔ انس بن مالک بن نضر ۱۱۱۔ انس بن معاذ بن انس
بن قیس ۱۱۲۔ انیس بن قتادہ ۱۱۳۔ انسہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱۴۔ اوس
بن ثابت الانصاری ۱۱۵۔ اوس بن خولی بن عبد اللہ ۱۱۶۔ اوس بن صامت الانصاری۔
۱۱۷۔ ایاس بن ودقہ الانصاری الخزرجی ۱۱۸۔ بشر بن براد بن معرور الانصاری الخزرجی۔
۱۱۹۔ بشیر بن سعد بن ثعلبہ ۱۲۰۔ ثابت بن اخرم ۱۲۱۔ ثابت جذع (ثعلبہ) ۱۲۲۔ ثابت بن
خالد بن نعمان خنسا ءالانصاری ۱۲۳۔ ثابت بن عامر بن زید الانصاری ۱۲۴۔ ثابت بن عبید
۱۲۵۔ ثابت بن عمرو بن زید بن عدی ۱۲۶۔ ثابت بن ہزال بن عمرو الانصاری ۱۲۷۔ ثعلبہ بن
حاطب بن عمرو ۱۲۸۔ ثعلبہ بن عمرو بن عامر ۱۲۹۔ ثعلبہ بن غنمہ بن عدی ۱۳۰۔ جابر بن عبد اللہ
بن رباب ۱۳۱۔ جابر بن عتیک الانصاری المعاوی الاوسی ۱۳۲۔ خلاد بن رافع ۱۳۳۔ ربیع
بن ایاس ۱۳۴۔ رفاعہ بن حارث بن رفاعہ ۱۳۵۔ رفاعہ بن عمرو بن زید الخزرجی الانصاری۔
۱۳۶۔ رفاعہ بن عمرو الجہنی ۱۳۷۔ زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی العجلانی ۱۳۸۔ زید بن دثنہ
الانصاری البیاضی ۱۳۹۔ زید بن عاصم المازنی الانصاری ۱۴۰۔ زید بن المزین النصاری۔
۱۴۱۔ زید بن ودیعہ الانصاری ۱۴۲۔ زیاد بن لبید بن ثعلبہ انصاری البیاضی ۱۴۳۔ سالم بن عمیر
الانصاری ۱۴۴۔ سبیع بن قیس بن عیشہ الانصاری الخزرجی ۱۴۵۔ سراقہ بن عمرو بن عطیۃ الانصاری
۱۴۶۔ سفیان بن لبشر بن حارث النصاری الخزرجی ۱۴۷۔ سراقہ بن کعب الانصاری ۔ ۱۴۸۔
سعد بن خولی الانصاری ۱۴۹۔ سعد بن خیثمہ الانصاری الاوسی ۱۵۰۔ سعد بن ربیع الانصاری
الخزرجی ۔ ۱۵۱۔ سعد بن زید زرقی الانصاری ۱۵۲۔ سعد بن سہیل الانصاری ۱۵۳۔ سعد

Marfat.com

بن عبید الانصاری الاوسی ۱۵۴ ۔ سعد مولیٰ عتبہ بن غزوان ۱۵۵ ۔ سعد بن عثمان بن خلدہ الانصاری ۱۵۶ سعد بن معاذ الانصاری سید الاوس ۱۵۷ ۔ سعید بن سہیل الانصاری الاشہلی ۱۵۸ ۔ سفیان بن بشر ۱۵۹ ۔ سلمہ بن اسلم الانصاری الحارثی ۔ ۱۶۰ ۔ سلمہ بن ثابت بن وقش الانصاری الاشہلی ۱۶۱ ۔ سلمہ بن حاطب الانصاری ۱۶۲ ۔ سلمہ بن سلامت بن وقش ۱۶۳ ۔ سلیط بن قیس الانصاری ۱۶۴ ۔ سلیم بن حارث الانصاری ۱۶۵ ۔ سلیم بن قیس بن فہد الانصاری ۱۶۶ ۔ سلیم بن عمرو انصاری ۱۶۷ ۔ سلیم بن ملحان الانصاری ۱۶۸ ۔ سماک بن خرشنہ الانصاری ۱۶۹ ۔ سماک بن سعد الانصاری ۱۷۰ ۔ سنان بن ابی سنان ۱۷۱ ۔ سنان بن صیفی ۱۷۲ ۔ سہل بن عتیک الانصاری ۱۷۳ ۔ سہل بن قیس الانصاری السلمی ۱۷۴ ۔ سہیل بن عمرو بن ابی عمرو الانصاری ۱۷۵ ۔ سہیل بن رافع الانصاری ۱۷۶ ۔ سواد بن غزیۃ الانصاری ۱۷۷ ۔ سواد بن یزید الانصاری السلمی ۱۷۸ ۔ ضحاک بن حارثہ انصاری ۱۷۹ ۔ ضحاک بن عبد عمرو الانصاری ۱۸۰ ۔ حمزہ بن عمرو الانصاری ۱۸۱ ۔ طفیل بن مالک انصاری ۱۸۲ ۔ عاصم بن بکیر الانصاری ۱۸۳ ۔ عاصم بن قیس بن ثابت ۱۸۴ ۔ عامر بن امیہ ۱۸۵ ۔ عامر بن ثابت انصاری ۱۸۶ ۔ عامر بن سلمہ بن عامر البلوی ۱۸۷ ۔ عامر بن عبد عمرو الانصاری ۱۸۸ ۔ عامر بن مخلد بن الحارث الانصاری ۱۸۹ ۔ عائذ بن ماعص الانصاری ۔ ۱۹۰ ۔ عبداللہ بن ثعلبہ البلوی الانصاری ۱۹۱ ۔ عبداللہ بن جبیر بن النعمان الانصاری ۔ ۱۹۲ ۔ عبداللہ بن الجد ۱۹۳ ۔ عبداللہ بن الحمیر الاشجعی ۱۹۴ ۔ عبداللہ بن ربیع بن قیس الانصاری الخزرجی ۱۹۵ ۔ عبداللہ بن رواحہ الانصاری الخزرجی ۔ ۱۹۶ عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبداللہ الانصاری الحارثی ۱۹۷ ۔ عبداللہ بن سعد بن خیثمہ الانصاری الاوسی ۱۹۸ ۔ عبداللہ بن سلمۃ العجلانی البلوی الانصاری ۱۹۹ ۔ عبداللہ بن سہل الانصاری ۲۰۰ ۔ عبداللہ بن سہل الانصاری ۲۰۱ ۔ عبداللہ بن طارق بن عمرو بن مالک البلوی الانصاری ۲۰۲ ۔ عبداللہ بن عامر البلوی الانصاری ۔ ۲۰۳ ۔ عبداللہ بن عبد مناف الانصاری ۲۰۴ ۔ عبداللہ بن عبس الانصاری ۲۰۵ ۔ عبداللہ بن عبس الانصاری ۲۰۶ ۔ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول

Marfat.com

الانصاری الخزرجی ۲۰۷ ۔ عبداللہ بن عرفطہ الانصاری ۲۰۸ عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاری ۔
۲۰۹ ۔ عبداللہ بن عمیر بن عدی الانصاری الخزرجی ۲۱۰ ۔ عبداللہ قیس الانصاری بن خالد ۔
۲۱۱ ۔ عبداللہ بن قیس بن صخر الانصاری ۲۱۲ ۔ عبداللہ بن کعب الانصاری المازنی ۲۱۳ ۔
عبداللہ بن نعمان بن بلذمہ الانصاری ۲۱۴ ۔ عبدالرحمن بن جبر الانصاری ۲۱۵ ۔ عبدالرحمن بن عبداللہ
البلوی الانصاری ۲۱۶ ۔ عبدالرحمن بن کعب المازنی الانصاری ۲۱۷ ۔ عبدربہ بن حق
الانصاری الساعدی ۲۱۸ ۔ عباد بن بشر بن وقش الانصاری الاشہلی ۲۱۹ عباد بن الخشخاس
بن عمرو الانصاری ۲۲۰ ۔ عباد بن عبید بن التیہان ۲۲۱ ۔ عباد بن قیس ۲۲۲ ۔ عباد بن قیس
الانصاری ۲۲۳ ۔ عبادہ بن قیس الانصاری ۲۲۴ ۔ عبید بن ابو عبید الانصاری ۲۲۵ ۔ عبید بن
اوس الانصاری الخفری ۲۲۶ ۔ عبید بن تیہان الانصاری ۲۲۷ ۔ عبید بن زید الانصاری الزرقی ۔
۲۲۸ ۔ عبس بن عامر الانصاری ۲۲۹ ۔ عتبہ بن ربیعہ البہرانی الانصاری ۲۳۰ ۔ عتبہ بن عبداللہ
بن صخر بن خنساء الانصاری ۲۳۱ ۔ عتبہ بن غزوان بن جابر المازنی ۲۳۲ ۔ عدی بن الزغباء
الجہنی الانصاری ۔ ۲۳۳ ۔ عصمت الانصاری ۲۳۴ ۔ عصمۃ بن الحصین الانصاری ۲۳۵ ۔
عصیمۃ الاسدی ۲۳۶ ۔ عصیمۃ الاشجعی ۲۳۷ ۔ عطیہ بن نویرہ ۲۳۸ ۔ عقبہ بن عامر الانصاری
الخزرجی السلمی ۲۳۹ ۔ عقبہ بن ربیعہ الانصاری ۲۴۰ ۔ عقبہ بن عثمان بن خلدہ ۲۴۱ ۔ عقبہ بن
وہب بن کلدۃ الغطفانی ۲۴۲ ۔ علیقہ بن عدی بن عمرو الانصاری البیاضی ۲۴۳ ۔ عمرو بن ایاس
بن زید الیمنی الانصاری ۲۴۴ ۔ عمرو بن ثعلبہ بن وہب الانصاری ۲۴۵ ۔ عمرو بن الجموع الانصاری
السلمی ۲۴۶ ۔ عمرو بن عتمہ بن عدی الانصاری الخزرجی ۲۴۷ ۔ عمرو بن غزیہ بن عمرو الانصاری الما
۲۴۸ ۔ عمرو بن قیس بن زید الانصاری النجاری ۲۴۹ ۔ عمرو بن معاذ بن النعمان الانصاری الاشہلی
۲۵۰ ۔ عمارہ بن حزم الانصاری الخزرجی ۲۵۱ ۔ عمرو بن معبد ۲۵۲ ۔ عمیر بن عامر بن مالک الانصاری
۲۵۳ ۔ عمیر بن حارث بن ثعلبہ الانصاری ۲۵۴ ۔ عمیر بن حرام بن عمرو بن الجموع الانصاری ۲۵۵
عمیر بن الحمام بن الجموع الانصاری السلمی ۲۵۶ ۔ عمیر بن معبد بن ازعر الانصاری ۲۵۷ ۔ عمیر الانص

Marfat.com

۲۵۸ - عمار بن زیاد بن سکن الانصاری ۲۵۹ - عنترۃ السلمی ثم ذکوانی ۔ ۲۶۰ - عوف بن عفرا الانصاری ۔
۲۶۱ - عویم بن ساعدہ بن عائش ۲۶۲ - عویمر بن اشقر بن عوف الانصاری ۲۶۳ - غنام ۲۶۴ -
فردہ بن عمرو الانصاری ۲۶۵ - فاکہہ بن بشیر الانصاری الزرقی ۲۶۶ - قتادہ بن نعمان بن زید انصاری
۲۶۷ - قطبہ بن عامر بن حدیدہ الانصاری الخزرجی ۲۶۸ - قیس بن السکن الانصاری الخزرجی ۔
۲۶۹ - قیس بن عمرو بن سہل الانصاری المدنی ۔ ۲۷۰ - قیس بن محصن بن خالد بن مخلد الانصاری
الزرقی ۲۷۱ - قیس بن مخلد الانصاری المازنی ۲۷۲ - قیس بن ابی صعصعہ الانصاری المازنی ۲۷۳ -
کعب بن جماز الانصاری ۲۷۴ - کعب بن زید الانصاری ۲۷۵ کعب بن عمرو بن عباد الانصاری
السلمی ۲۷۶ - مالک بن تیہان ۲۷۷ - مالک بن دخشم الانصاری ۲۷۸ - مالک بن رافع بن
مالک الانصاری ۲۷۹ - مالک بن ربیعہ الانصاری الساعدی ۲۸۰ - مالک بن قدامہ انصاری
الاوسی ۲۸۱ - مالک بن مسعود بن البدن الانصاری الساعدی ۲۸۲ - مالک بن نمیلہ مزنی الانصاری ۔
۲۸۳ مبشر بن عبد المنذر الانصاری ۔ ۲۸۴ - المجذر بن زیاد البلوی الانصاری ۲۸۵ - محرز بن عامر بن
مالک الانصاری ۲۸۶ - محمد بن مسلمہ الانصاری الحارثی ۲۸۷ - مرارہ بن ربیعہ العمری الانصاری ۲۸۸ -
مسعود بن خلدہ بن عامر بن زریق الانصاری الزرقی ۲۸۹ مسعود بن ربیع القاری ۲۹۰ مسعود بن سعد
۲۹۱ - مسعود بن عبد سود الانصاری ۲۹۲ - امام العلماء معاذ بن جبل الانصاری الخزرجی ۲۹۳ - معاذ
بن عفراء الانصاری ۲۹۴ - معاذ بن عمرو بن الجموح الانصاری السلمی ۲۹۵ - معاذ بن ماعص انصاری
۲۹۶ - معبد بن عبادہ انصاری السلمی ۔ ۲۹۷ - معبد بن قیس بن صخر الانصاری ۲۹۸ - معبد بن وہب
العبدی بن عبد القیس ۲۹۹ - معتب بن بشیر بن ملیل الانصاری ۳۰۰ - معتب بن عبید بن ایاس
البلوی الانصاری ۳۰۱ - معقل بن منذر سرح الانصاری ۳۰۲ - معمر بن حارث القرشی ۔
۳۰۳ - معن بن عدی بن حد بن عجلان بن صنیعۃ البلوی الانصاری ۔ ۳۰۴ - معن بن یزید بن
اخنس بن خباب السلمی ۳۰۵ - معن بن عفراء الانصاری ۳۰۶ - معوذ بن عفراء بن الجموع انصاری ۔
۳۰۷ ملیل بن دبرہ بن خالد بن عجلان الانصاری ۳۰۸ - منذر بن قدامہ الانصاری الاوسی ۔

Marfat.com

۳۰۹۔ منذر بن عرفجہ الاوسی الانصاری ۳۱۰۔ منذر بن محمد بن عقبہ الانصاری ۳۱۱۔ نحاث بن ثعلبہ بن حزمہ البلوی ۳۱۲۔ نصر بن حارث بن عبید بن رزاح بن کعب الانصاری الظفری ۳۱۳ نعمان بن ابی خزمہ الانصاری الاوسی ۳۱۴۔ نعمان بن سنان الانصاری ۳۱۵۔ نعمان بن عبد عمرو نجاری الانصاری ۳۱۶۔ نعمان بن اعقر بن الربیع البلوی الانصاری ۳۱۷۔ نعمان بن عمرو بن رفاعہ الانصاری ۳۱۸۔ نعمان بن مالک بن ثعلبہ الانصاری ۳۱۹۔ نعمان بن عمرو بن رفاعہ الانصاری ۳۲۰۔ نوفل بن ثعلبہ الانصاری السالمی الخزرجی ۳۲۱۔ ہانی بن نیار۔ ۳۲۲۔ ہبیل بن وبرۃ الانصاری ۳۲۳۔ ہلال بن امیہ الانصاری الواقفی ۳۲۴۔ ہلال بن معلی الانصاری ۳۲۵۔ ودقہ بن ایاس الانصاری ۳۲۶۔ ودیعہ بن عمرو بن جراد بن یربوع الجہنی۔ ۳۲۷۔ یزید بن ثابت بن الضحاک الانصاری ۳۲۸۔ یزید بن حارث الانصاری۔ ۳۲۹۔ یزید بن عامر بن حدیدۃ الانصاری ۳۳۰۔ یزید بن منذر الانصاری ۳۳۱۔ ابو صرمہ الانصاری المزنی ۳۳۲۔ ابو عیسیٰ الحارثی الانصاری ۳۳۳۔ ابو فضالہ انصاری ۳۳۴۔ ابو قتادہ انصاری۔ اسلمی ۳۳۵۔ ابو ملیل الانصاری الضبعی۔

(بدر البدور المعروف اصحاب بدر مصنفہ قاضی
محمد سلیمان منصور پوری مصنف رحمۃ للعالمین)

نوٹ :۔ صحیح روایت کے مطابق اصحاب بدر ۳۱۳ ہی ہیں۔

Marfat.com

شہدائے بدر کے مختصر حالاتِ زندگی

حضرت مہجع بن صالح :- یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے جنگ بدر میں سب سے پہلے شہید ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان کی شہادت کا علم ہوا تو فرمایا یومئذٍ مہجع سید الشہداء۔ یہ اسلام کی مساوات اور فیاضی ہے کہ ایک غلام بھی ہادیٔ اسلام کی مبارک زبان سے سید الشہداء کا خطاب حاصل کر لیتا ہے۔

حضرت عبیدہ بن حارث :- یہ قریشی مطلبی ہیں ہجرت سے پہلے حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے ہجرت کے آٹھ مہینے بعد ماہِ شوال میں ساٹھ مہاجرین کے ایک دستہ پر افسر مقرر ہو کر مشرکین قریش کی دیدبانی کے لئے بھیجے گئے تاریخ اسلام میں یہ دوسرا امارت کا جھنڈا تھا جو ان کو عطا ہوا۔ بدر کی لڑائی میں ان کا ایک پاؤں شہید ہو گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تسکین خاطر کے لئے ان کے زانو پر سر مبارک رکھ دیا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اگر ابوطالب مجھے دیکھتے تو انہیں یقین ہو جاتا کہ میں ان سے زیادہ ان کے اس قول کا مستحق ہوں۔

ونسلمہ حتیٰ نصرع حولہ

ونذھل عن ابنائنا والحلائل

ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے۔ یہاں تک کہ ان کے اردگرد مارے جائیں گے اور اپنے بچوں اور بیویوں سے غافل ہو جائیں گے۔

اختتام جنگ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر سے واپس آئے لیکن زخم ایسے کاری تھے کہ جانبر نہ ہو سکے، ترسیٹھ برس کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور مقام صفراء کی خاکِ پاک نے ان کو اپنے دامن میں چھپا لیا۔

حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو دربارِ نبوت میں غیر معمولی رفعت حاصل تھی۔ آنحضرت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نہایت قدر فرماتے تھے ایک دفعہ آپ مقام صفراء میں خیمہ افگن ہوئے۔ صحابہ کرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں مشک کی لپٹ آتی ہے۔ فرمایا! یہاں ابومعاویہ (کنیت) کی قبر موجود ہوتے ہوئے تمہیں اس پر تعجب کیوں ہے؟

حضرت عمیر ابی وقاص :۔ یہ حضرت سعد بن ابی وقاص فاتح قادسیہ کے حقیقی بھائی تھے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام لائے تو گویا اس زمانے میں نہایت کمسن تھے تاہم فطری سلامت طبع اور خرد حق شناس عمر کی قید و بند سے آزاد ہوتی ہے انہوں نے اس عہد طفولیت میں بھی بھائی کا ساتھ دیا اور مسلمان ہو گئے۔ ۱۴ برس کے سن میں ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور ابھی ۱۶ سال کے ہوئے تھے کہ غزوہ بدر پیش آگیا۔ مجاہدین اسلام جب جنگ کے لئے علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے جمع ہوئے تو یہ بھی مجمع میں پہنچ گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو مضطرب و بے قرار اور ادھر ادھر چھپتے پھرتے دیکھ کر پوچھا کہ جان برادر کیا ہے۔ بولے! بھائی جان میں بھی اس جنگ میں شریک ہونا چاہتا ہوں شاید خدا تعالےٰ شہادت نصیب کرے لیکن خوف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو چھوٹا سمجھ کر واپس کر دیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب تمام جاں نثار ایک ایک کر کے معائنہ کے لئے پیش ہوئے تو آپ نے ان کی صغر سنی کا خیال کر کے فرمایا کہ تم واپس جاؤ"۔ حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن کر بے اختیار رونے لگے اس طفلانہ گریہ کے ساتھ ان کے وفور جوش اور شوق شہادت نے حضور علیہ السلام کے دل پر اثر کیا اور جنگ میں شریک ہونے کی اجازت مل گئی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے ان کے تلوار باندھی۔ جنگ شروع ہوئی تو یہ وفور شوق و جوش میں کفار کے نرغے میں گھس گئے اور دیر تک شجاعانہ لڑتے رہے بالآخر اسی حالت میں خورشید تمنا جلوہ گر ہوا اور عبدو د کی تلوار نے شہادت کی آرزو پوری کر دی۔

حضرت عاقل بن ابی بکیر :۔ یہ لیثی خاندان سے تعلق رکھتے تھے ہجرت سے پہلے حضرت ... کے گھر میں انہوں نے اور ان کے تین بھائیوں نے بال بچوں سمیت اسلام قبول کیا اور جب ہجرت

Marfat.com

کر کے مدینہ گئے تو مکہ میں گھر کا دروازہ بالکل بند ہو گیا۔

مدینہ آنے کے بعد چاروں بھائی غزوات میں شریک ہوتے رہے لیکن عاقل ان سب میں زیادہ خوش نصیب تھے انہوں نے بدر میں مالک بن زہیر کے ہاتھوں حیاتِ جاوید حاصل کی۔

حضرت عمیر بن عبد عمرو:- ان کی کنیت ابو محمد اور ذوالشمالین لقب ہے ان کا زمانہ اسلام متعین نہیں۔ قبول اسلام کے بعد مدینہ ہجرت کی اور حضرت یزید بن حارث سے ان کی مواخاۃ ہوئی۔

حضرت عمیر ان خوش نصیب بزرگوں میں تھے جن کا دامن زیادہ عرصہ تک دنیا سے ملوث نہ ہونے پایا۔ مدینہ آنے کے بعد بدر میں شریک ہوئے۔ ان کا اوّل و آخر غزوہ یہی تھا اس میں جام شہادت پی کر پاک وصاف دنیا سے اُٹھ گئے۔ غربت کے غمگسار بھائی یزید بن حارث نے بھی جو زندگی میں رفیق تھے آخرت میں ساتھ نہ چھوڑا اور انہوں نے بھی اسی غزوہ میں مرتبہ شہادت حاصل کیا۔

حضرت عوف بن عفراء یہ انصار کے مشہور قبیلہ نجّار سے تعلّق رکھتے تھے۔ بدر میں جب عتبہ، شیبہ اور ولید نے مبارزطلبی کی تو سب سے پہلے جو تین انصاری میدان میں نکلے تھے، وہ حضرت عوف اور ان کے دو بھائی معاذ اور معوذ ہی تھے۔ لیکن قریش کے کہنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس بُلالیا اور دوسرے تین جلیل القدر حضرات میدان میں اترے پھر جب جنگ کی بھٹی بھڑک اُٹھی اور عام حملہ شروع ہو گیا تو یہ بھی حیات ابدی پانے کی تمنّا لے کر دادِ شجاعت دینے لگے بالآخر شہادت کے بلند مرتبے پر فائز ہو گئے۔

حضرت معوذ بن عفراء یہ حضرت عوف کے حقیقی بھائی ہیں۔ بدر میں ان کا سب سے بڑا کارنامہ جو رہتی دنیا تک ان کے نام کو روشن رکھے گا یہ ہے کہ ابو جہل کو واصلِ جہنم کرنے والے یہ اور ان کے دوسرے بھائی معاذ تھے۔ اسی جنگ میں انہوں نے شہادت پائی اور شہداء بدر کے بلند زمرہ میں شامل ہو گئے۔

حضرت حارث بن سراقہ:- یہ انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی والدہ

Marfat.com

حضرت ربیع بنت نضر جلیل القدر صحابیہ اور حضرت انس بن مالک کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ والد ہجرت سے قبل فوت ہو گئے تھے۔ والدہ زندہ تھیں اور اسلام کے شرف سے مشرف ہوئیں۔ ماں کے ساتھ بیٹے نے بھی دائرہ اسلام میں شمولیت اختیار کی۔

جس روز بدر کے لئے کوچ ہوا یہ سب سے پہلے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ناظر ونگران بنا کر ساتھ لیا ایک حوض پر پانی پی رہے تھے کہ حبان بن عرقہ نے تیر مارا اس نے تشنہ دہن کو شربت شہادت سے سیراب کر دیا۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ انصار میں سب سے پہلے انہی کو شرف شہادت حاصل ہوا۔

بدر سے واپسی کے موقع پر حضرت حارثہ کی ماں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حارثہ سے مجھے جس قدر محبت تھی آپ کو معلوم ہے اگر وہ جنت میں گیا ہے تو میں صبر کروں گی ورنہ آپ دیکھیں گے کہ میں کیا کرتی ہوں۔ ارشاد ہوا کہ کیا کہہ رہی ہو۔ جنت ایک نہیں بلکہ کثرت سے ہیں اور حارثہ جنت الفردوس میں ہے۔ حضرت حارثہ کی ماں اس بشارت کو سن کر باغ باغ ہو گئیں۔ مسکراتی ہوئی اٹھیں اور کہنے لگیں بخ بخ یا حارثہ، یعنی واہ واہ اے حارثہ۔ حضرت حارثہ کے متعلق صاحب اسد الغابہ یہ لکھتے ہیں کہ وہ ماں کے معاملے میں انتہائی نیکوکار تھے۔

حضرت عمیر بن حمام یہ انصاری اسلمی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں جب وعظ فرمایا اور اپنے جانثاروں کو صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ اس طرح فتح ونصرت اور اللہ کی طرف سے اجر ملے گا۔ اور جو اللہ کی راہ میں شہید ہوگا اللہ تعالٰے نے اس کے لئے جنت واجب کر دی ہے۔

یہ سن کر حضرت عمیر کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول وہ جنت جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول بس! بس۔ آپ نے فرمایا کہ بس بس تو نے کیوں کہا۔ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے امید ہے کہ شاید میں بھی اس کے رہنے والوں میں ہو جاؤں۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ ہاں بے شک تو اس کے رہنے والوں میں سے ہے، اس کے بعد حضرت عمیر نے چند کھجوریں نکالیں اور کھانے لگے۔ پھر کہنے لگے کہ اگر میں ان کے کھانے تک زندہ رہا تو پھر یہ دنیا کی زندگی بہت طویل ہو گی۔ چنانچہ باقی کھجوریں پھینک دیں اور جہاد میں شریک ہو کر جامِ شہادت پی گئے۔

حضرت عمارہ بن زیاد:- یہ انصار کے قبیلہ اشہل سے تعلق رکھتے تھے۔ جنگ بدر میں زخموں سے چور جانکنی کی حالت میں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرہانے پہنچ گئے۔ فرمایا کوئی آرزو ہو تو کہو۔ عمارہ رضؓ نے اپنا زخمی جسم گھسیٹ کر اور زیادہ قریب کر دیا اور اپنا سر آپ کے قدموں میں رکھ دیا کہ اگر کوئی آرزو ہو سکتی ہے تو صرف یہی ہے

منم وہمیں تمنا کہ بوقتِ جان سپردن - بہ رُخ تو دیدہ باشم تو ورون دیدہ باشی

حضرت سعد بن خیثمہ : ان کا لقب خیر تھا اور انصار کے قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد بھی مسلمان اور صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور غزوہ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔

غزوہ بدر میں شرکت کا ارادہ کیا تو عجیب واقعہ پیش آیا۔ باپ نے کہا کہ ہم میں سے ایک آدمی گھر میں رہنا چاہیئے اس لئے تم یہیں رہو میں جہاد پر جاتا ہوں۔ بیٹے نے جواب دیا کہ اگر جنت کے علاوہ کوئی اور معاملہ ہوتا تو آپ کو ترجیح دیتا۔ لیکن اس حال میں میں خود جاؤں گا۔ اور امید ہے کہ اللہ شہادت عطا فرمائے گا۔ تاہم شفقتِ پدری نے جب مجبور کر دیا تو حضرت خیثمہ نے قرعہ ڈالا جس دماغ میں شہادت کا خیال موجزن تھا قرعہ فال اسی کے نام نکلا۔ مجبور ہو کر اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت سعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر پہنچے اور طعیمہ بن عدی ایک مشرک کے ہاتھ سے مارے گئے۔

ان شہداء کے علاوہ حضرت یزید بن حارث انصاری جو مواخاۃ میں حضرت ذی الشمالین کے بھائی بنائے گئے۔ حضرت رافع بن معلی انصاری اور حضرت مبشر بن عبد المنذر انصاری اوسی شہید ہوئے اور اللہ تعالےٰ کے اس فرمان کی تفسیر بن گئے رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ۔

Marfat.com

نقشہ غزوۃ البدر

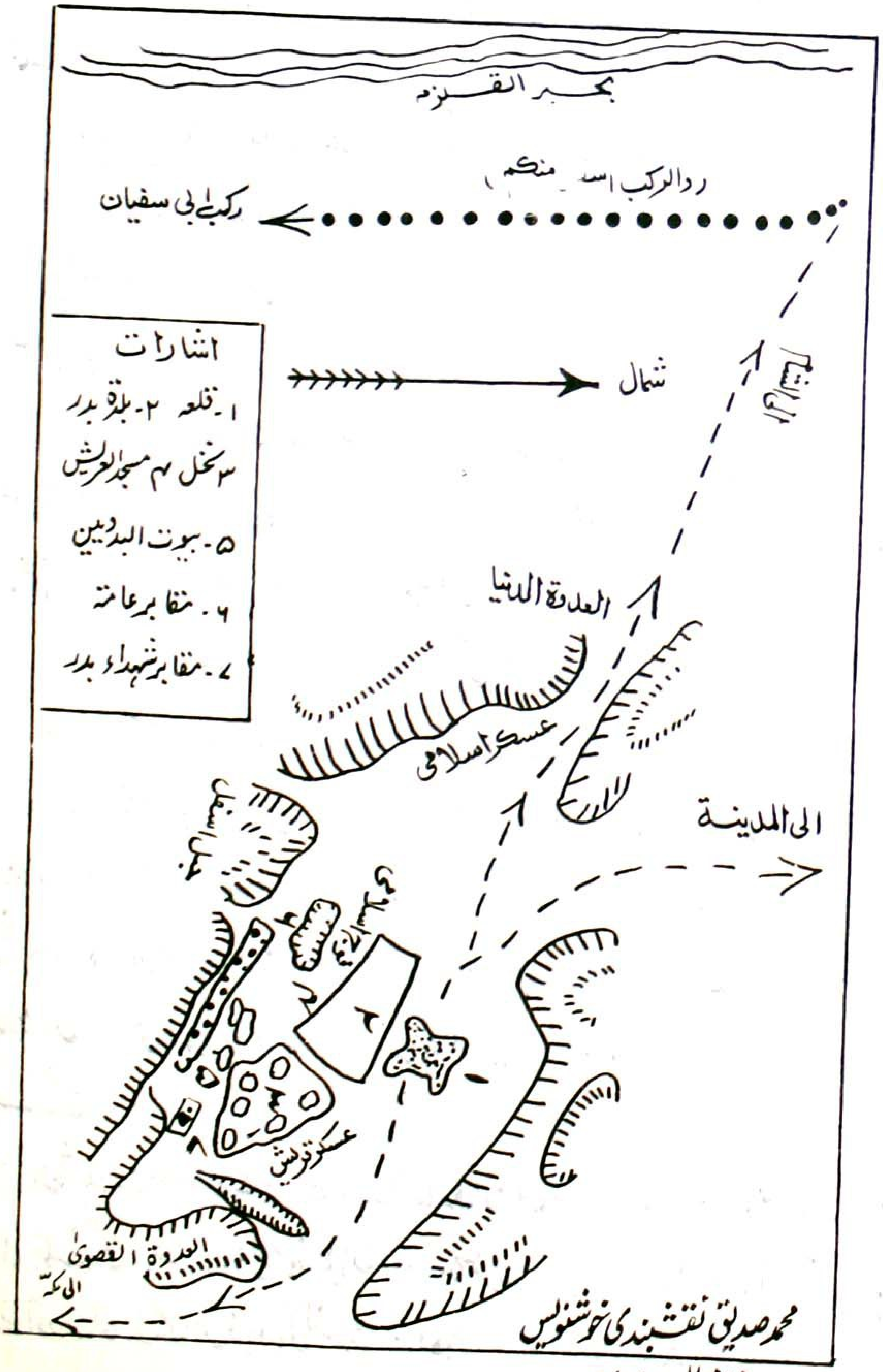

خانیوال 3/11/71

Marfat.com

فہرست مضامین

صفحات		نمبر شمار
۳	مآخذ	۱
۵	تقریظات	۲
۹	فلسفہ جہاد	۳
۱۴	جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت	۴
۱۹	فضیلت جہاد از احادیث	۵
۲۳	فضیلت جہاد کی وجہ	۶
۲۶	غزدہ بدر	۷
۳۱	فضائل مدینہ منورہ	۸
۳۶	قریش کا ارادۂ خروج	۹
۳۶	عاتکہ کا خواب	۱۰
۳۷	سعد بن معاذ کا عمرہ	۱۱
۳۸	جہیم بن الصلت کا خواب	۱۲
۳۹	ضمضم بن عمرو غفاری کا خواب	۱۳
۴۱	گانے کی مذمت	۱۴
۴۹	فضائل سعد بن معاذ	۱۵
۵۲	علوم خمسہ	۱۶
۶۷	جنگ کا آغاز	۱۷
۶۸	مقابلہ	۱۸

Marfat.com

صفحات	مضامین	نمبر شمار
۷۶	نزول ملائکہ	۱۹
۸۰	قتال ملائکہ میں حکمت	۲۰
۸۵	معجزات خیرالوریٰ	۲۱
۸۸	کفار کا انجام	۲۲
۸۸	سماع موتیٰ	۲۳
۹۲	ابوجہل کا انجام	۲۴
۹۵	عقبہ بن ابی معیط کا انجام	۲۵
۹۵	قتل نوفل بن خویلد	۲۶
۹۶	ابولہب کا انجام	۲۷
۹۷	نبی کی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔	۲۸
۱۰۰	اسیرانِ بدر	۲۹
۱۰۲	فضائل صدیقِ اکبر	۳۰
۱۰۵	فضائل فاروقِ اعظم	۳۱
۱۰۷	ایک اعتراض کا جواب	۳۲
۱۱۲	فدیہ حضرت عباس	۳۳
۱۱۵	فضائل اہل بدر	۳۴
۱۲۰	بانگِ طبل	۳۵
۱۲۱	خفیہ سازش	۳۶
۱۲۲	اصحاب بدر کے اسمائے گرامی	۳۷
۱۲۹	شہدائے بدر کے مختصر حالات زندگی	۳۸
۱۳۲	نقشہ غزوۃ البدر	۳۹

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com